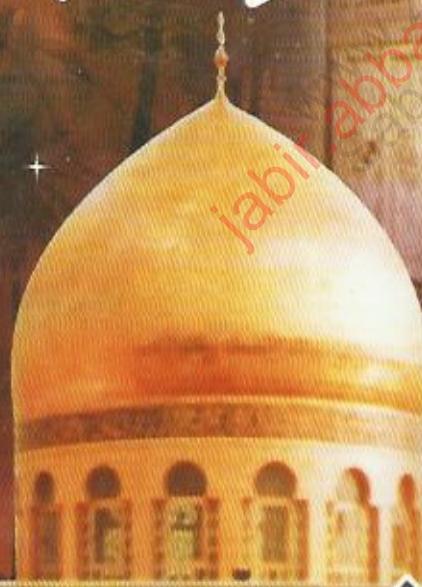


صلوات اللہ علیہا

شہزادی زینب بنت جحش

اور

تاریخ ملک شاہ



علامہ ڈاکٹر سید ضمیر الرحمن نقوی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون، ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by: Rana Jabir Abbas



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الْوَمَانِ اور کشمیٰ



لپک یا حسین

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو)

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

<http://fb.com/ranajabirabbas>

NOT FOR COMMERCIAL USE

صلوات اللہ علیہا

شہزادی زینب علی کبریٰ اور تاریخ مُلک شام

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : شہزادی حضرت زینب کبریٰ اور تاریخِ نملکِ شام
تالیف : علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقویٰ
اشاعت : اول: ۲۰۰۸ء..... دوم: ۲۰۱۳ء
تعداد : ایک ہزار
کپوزنگ : ریحان احمد
قیمت : ۲۰۰ روپے
ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ

﴿ کتاب ملنے کا پتہ ﴾.....

مرکزِ علومِ اسلامیہ

فیکٹ نمبر 102، صطفیٰ آرکیڈ، سندھی مسلم کواؤنٹری ہاؤس گک سوسائٹی
کراچی۔ فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com

فہرست

شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ (ڈاکٹر ماجد رضا عابدی)
۲	بaba.....
۳	حضرت زینت کبریٰ کا زیارت نامہ	۱۵
۴	ازیارت نامہ کا ترجمہ	۲۲
۵	۲۔ حیات طیبہ حضرت زینت کبریٰ	۳۲
۶	۳۔ اسم گرامی، لکنیت اور القاب	۳۳
۷	۴۔ طبعو پر فور	۳۳
۸	۵۔ شجرہ مبارک	۳۳
۹	۶۔ خاندانی عظمت اور آپ کے اخواہ بھائی	۳۵
۱۰	۷۔ آپ کی بہنس	۳۵
۱۱	۸۔ حضرت زینت کے والدِ گرامی حضرت علی مرتضیٰ	۳۵

(۳)

۳۶	-----	حضرت زینب کی والدہ گرامی حضرت فاطمہ زہرا
۳۷	-----	حضرت زینب کے نانا حضرت رسول خدا
۳۷	-----	حضرت زینب کی نانی حضرت خدیجہ
۳۸	-----	حضرت زینب کے وادا حضرت ابوطالب
۳۸	-----	حضرت زینب کی وادی حضرت فاطمہ بنت اسد
۳۹	-----	شیخیت حضرت زینب
۴۱	-----	حضرت زینب حیثیت عالہ
۴۲	-----	حضرت زینب کا زہر و تقویٰ
۴۳	-----	حضرت زینب کی فصاحت و بلاغت
۴۵	-----	صریح حضرت زینب
۴۶	-----	عبادتو حضرت زینب
۴۸	-----	حضرت زینب کی اولاد
۴۸	-----	حضرت زینب کے سفر
۴۸	-----	حضرت زینب کی وفات
۵۰	-----	مقامِ دفن حضرت زینب
۵۲	-----	حضرت زینب کا مزار
۵۸	-----	شام کے ایک شاعر کا کلام (ترجمہ)
۵۹	-----	ستیدہ زینب ایک نشان راہ (تحریر: فضل حق)
۶۲	-----	ابنیاء اور زینب کبریٰ (علام سید غیر اختر نقوی، تقریر سے اقتباس)۔
۸۹	-----	شہزادی زینب پر کلمی مجموعہ کتابیں

۲۹۔ شام کے سفر میں زائرین کی مصیبت

باب (۲)

- | | |
|-----|---|
| ۹۸ | شام کا سفر نامہ (الشام، الشام، الشام) |
| ۱۰۳ | ۳۰۔ صحنِ کامیدان |
| ۱۰۵ | ۳۱۔ روضہ حضرت عمار یاسر |
| ۱۰۷ | ۳۲۔ روضہ حضرت اولیس قرني |
| ۱۰۹ | ۳۳۔ غلط فہمی |
| ۱۱۵ | ۳۴۔ فرات |
| ۱۱۹ | ۳۵۔ روضہ جابر بن عدی |
| ۱۲۰ | ۳۶۔ شہر دمشق |
| ۱۲۱ | ۳۷۔ جناب ہاتھل کی قبر |
| ۱۲۲ | ۳۸۔ اصحاب کھف |
| ۱۲۳ | ۳۹۔ قبرستانی باب الصیرف |
| ۱۲۹ | ۴۰۔ شہر طب |
| ۱۳۲ | ۴۱۔ دربار پریزیہ |
| ۱۳۵ | ۴۲۔ شہر شام کے بارہ دروازے تھے |
| ۱۳۵ | ۴۳۔ حضرت زینت کا دوسرا میدان کا رز اور دربار پریزیہ |
| ۱۳۵ | ۴۴۔ یزید طعون کا سات دروازوں والا عالیشان محل |

- ۳۵۔ سیدہ زینب کی ختنہ حالی ۱۳۶
- ۳۶۔ بیوی کے دربار میں سیدہ زینب کی استقامت ۱۳۷
- ۳۷۔ دربار میں روادا کا سنایا جانا ۱۳۷
- ۳۸۔ دربار بیوی میں اہل بیت کا داخلہ (مرزا دیر کا مرشدہ) ۱۳۷

باب ۳

- ۳۹۔ تاریخِ مملکتِ شام ۱۳۲
- ۴۰۔ سعادتِ زیارت ۱۳۸
- ۴۱۔ ملک شام کا جغرافیہ ۱۳۹
- ۴۲۔ ابن بطوطہ کا بیان ۱۴۰
- ۴۳۔ توصیفِ اصطھری کا بیان ۱۴۰
- ۴۴۔ مقدسی تاریخِ روان کا بیان ۱۴۰
- ۴۵۔ شام کے مشہور شہر ۱۴۱
- ۴۶۔ تنبیماتِ ضلع ۱۴۲
- ۴۷۔ مراعل تاریخی و سیاسی ۱۴۲
- ۴۸۔ تاریخِ مملکو شام اور دمشق ۱۴۲
- ۴۹۔ حقیقت جغرافیائی ۱۴۰
- ۵۰۔ آبادی ۱۴۰
- ۵۱۔ تنظیم شام ۱۴۰

- ۶۱۔ آب و ہوا
- ۶۲۔ خطبہ امام جاد
- ۶۳۔ قلعہ دمشق
- ۶۴۔ علاقہ سیوز بھر مشق
- ۶۵۔ مقامات وزیرات گاہ ہائے دمشق
- ۶۶۔ تاریخ روضہ زینت
- ۶۷۔ روضہ حضرت سیدنا منت احسین (عرفیت مصوصۃ قیمۃ)
- ۶۸۔ شہر لفڑا
- ۶۹۔ شہر تدمر
- ۷۰۔ شہر حمص
- ۷۱۔ شہر حماہ
- ۷۲۔ شہر حلب
- ۷۳۔ شہر لاذقیہ
- ۷۴۔ شہر رقة
- ۷۵۔ نک شام دنیا کے بہترین مالک میں سے ایک ہے

Syria land of the first alphabet in the world.

- ۷۶۔ انگریزوں کا قسطہ
- ۷۷۔ دمشق کی یونیورسٹی (University of Damascus)۔
- ۷۸۔ حلب کی یونیورسٹی
- ۷۹۔ لاہوری حافظ الاعد

(A)

۱۷۳	۸۰۔ نارنگ ملک شام
۱۷۵	۸۱۔ پہلی عالمگیر جنگ کے بعد
۱۷۶	۸۲۔ ایک ساتھ رہنے والے
۱۷۷	۸۳۔ ملک شام والوں کی عادت
۱۷۷	۸۴۔ شام ایران دوستی
۱۷۸	۸۵۔ باہمی دوستی و مذہبی خیالات
۱۷۹	۸۶۔ شام کے اچھے بڑے حالات
۱۷۹	۸۷۔ شام کی مشی باتیں
۱۷۹	۸۸۔ سفر ہائے پیغمبر خدا
۱۸۰	۸۹۔ حضرت رسول خدا کا دوسرا سفر شام
۱۸۱	۹۰۔ خطوط فتحی
۱۸۱	۹۱۔ تیرا سفر
۱۸۲	۹۲۔ شام کے دیے ہوئے رنگ
۱۸۲	۹۳۔ ابوذر کو شہر پور کرنا
۱۸۳	۹۴۔ پاک خاندان کا داخلہ
۱۸۳	۹۵۔ درباری خطیب کی تقریب
۱۸۴	۹۶۔ خطبہ امام سجاد
۱۸۴	۹۷۔ مدنی زینت کہاں ہے؟
۱۹۱	۹۸۔ خطبہ جناب زینت
۱۹۳	۹۹۔ کمزور انسان

۱۹۳	_____	۱۰۰۔ اُس روز کیا گزری؟
۱۹۴	_____	۱۰۱۔ دربار شام
۱۹۵	_____	۱۰۲۔ خلبے کے اثرات
۱۹۶	_____	۱۰۳۔ آداب زیارات حضرت زینب
۱۹۷	_____	۱۰۴۔ پابندیاں
۱۹۸	_____	۱۰۵۔ روضہ جات
۱۹۹	_____	۱۰۶۔ ولایت کی نشانیاں
۲۰۰	_____	۱۰۷۔ مرقدِ مطہر حضرت زینب
۲۰۱	_____	۱۰۸۔ اسلام کی شیر دل خاتون
۲۰۲	_____	۱۰۹۔ سابقی رہنے والی شخصیت
۲۰۳	_____	۱۱۰۔ مصری خاتون کا بیان
۲۰۴	_____	۱۱۱۔ زینب قیدی ہو کر بھی آزاد ہیں
۲۰۵	_____	۱۱۲۔ سیکھی بن زکریا
۲۰۶	_____	۱۱۳۔ حضرت بلاں بن رواح جبشی
۲۰۷	_____	۱۱۴۔ قبر عبد اللہ ابن حتفہ طیار
۲۰۸	_____	۱۱۵۔ مرقدِ ام سلمی
۲۰۹	_____	۱۱۶۔ مرقدِ ام حبیبہ
۲۱۰	_____	۱۱۷۔ مزار اسماء بنت عمیس
۲۱۱	_____	۱۱۸۔ مرقدِ ام کلثوم بنت علی
۲۱۲	_____	۱۱۹۔ مرقد جناب سکینہ

- ۱۲۰۔ حرم مطہر حضرت رقیہ
۱۲۱۔ سر قدیم فضشہ
۱۲۲۔ سر قدیم عبد اللہ باہر فرزند نامہ مجاہد
۱۲۳۔ مدفن سرہائے مطہر شہید ان کربلا
۱۲۴۔ سر قدیم جعفر بن عدی کندی
۱۲۵۔ آذن و رود جناب زینب
۱۲۶۔ تھنے خریدنے کے مقامات
۱۲۷۔ زائرین کے لئے چند پوایات
۱۲۸۔ خطبہ زینب
۱۲۹۔ سلام (اعجاز رحمانی)
۱۳۰۔ حضرت زینب کبریٰ کا مختصر زیارت نامہ



ڈاکٹر ماجد رضا عابدی:

پیش لفظ

ملک شام بیش سے اذیتوں اور صعوبتوں کا ملک رہا ہے اس ملک میں اہل بیت اطہار کو بھی طرح طرح کی اذیتوں اور مصیبتوں سے نبرداز ماہونا پڑا جناب سید جواد تازیست رود کے بھی کہتے رہے الشام، الشام، الشام، اہل بیت رسول کی اسیری سے لے کر آج تک یہ اس زمین کا خاصہ رہا ہے کہ آج بھی کوئی زائر جب دمشق میں قدم رکھتا ہے تو اس کو کوئی نہ کوئی اور کسی نہ کسی قسم کی اذیت ضرور انخنا پڑتی ہے بھی ہوا ہمارے ساتھ بھی، علامہ سید ضمیر اختر نقوی، راقم المعرف اور ناصر رضا رضوی صاحب مع الہی خانہ جولائی ۱۹۷۰ء کے بغرض زیارت دمشق پہنچے ہمارا اور علامہ ضمیر اختر نقوی کا وزیر اسلام آباد سے سنگل ٹورسٹ ویزا تھا و مشق ایک پورٹ پر آتے امیگریشن سے کلیسر ہوئے اور سامان لینے کیلئے بیٹ کی طرف آگئے کہتا گھاں ایک پولیس آفسر آیا اور دوبارہ پاسپورٹ مانگنے کیونکہ ہمارا ویزا قاتل والا نہیں تھا۔ پاسپورٹ لیا اور مجھے اور علامہ صاحب کو واپس لے گئے معلوم ہوا بہت سے لوگوں کو روکا ہوا ہے اور انھی لوگوں کی وجہ سے ہم لوگ بھی مخلوک ہو گئے ہوتا یہ ہے کہ پاکستان میں کچھ لوگ یورپ بھوانے کا کام کرتے ہیں اور اس کیلئے غیر قانونی طریقے سے شام کے ذریعے یورپ نکلنے کی کوشش کرتے ہیں چونکہ ہمارا ویزا Individual Visa تھا گروپ ویزا نہیں تھا لہذا ہم بھی اُسی زمرے میں سمجھے

گئے لیکن بھلا ہو محترم بھی نقوی صاحب کا جو اس زمانے میں شام میں پاکستان کے سفیر تھے ناصر رضا رضوی اور ان کی نیمی کے پاس گروپ ویزا تھا لہذا وہ لوگ تو باہر نکل چکے تھے جب ناصر رضا صاحب کو پہنچا تو انھوں نے بھی نقوی کو فون کیا، بھی نقوی سفیر پاکستان نے شام کے وزیر خارجہ کو فون کیا اور صحیح صورتحال بتائی لہذا وزیر خارجہ نے ائیر پورٹ فون کیا اپنا ایک فونی نمائندہ بھی بھجوایا جو ہمیں ائیر پورٹ سے لے گیا۔ بہت مخذلتوں کر رہا تھا چنانچہ وہاں سے نکل کر سیدھے جناب زینت کے روختے پر شکرانہ ادا کرنے کے لیے پہنچے۔

آنسوں کی ایک لڑی تھی جو آنکھوں سے رواں تھی چوکھت پر سجدہ تعظیمی کیا ضبط کے بندھن نوٹ چکے تھے، نعروہ، واحسینا بلند تھا اور دیگر زائرین نے بھی بے اختیار سینہ و سر پہنچنا شروع کر دیا۔ یہ شام کی زمین کا ظرف ہے کہ زائرین کو تکلیف دیتی ہے اور یہ بی بی زینت کا رحم و کرم ہے کہ چشم زدن میں مصیبتوں اور صعوبتوں کا خاتمه کر دیتی ہیں جیسے کہہ رہی ہوں کہ مصیبتوں اور صعوبتوں ہم نے اسی لیے اٹھائی ہیں تاکہ اپنے محبوں اور معرفت رکھنے والوں کی دادروی کر سکیں اس کے اگلے ۲۰۰۲ء میں کاروان آلی عبا کے زیر انتظام ہم لوگ دوبارہ سفر شام پر گئے۔

علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب، جناب ناصر رضا رضوی صاحب اور ان کے اہل خانہ بھی ایک الگ گروپ کی شکل میں ساتھ ساتھ تھے۔ یہ سفر میرے لئے اس لیے سب سے یادگار سفر ہے کہ اس میں میرے والد سید آفتاب حسین عابدی اور والدہ سیدہ سماںہ خاتون بھی ساتھ تھے۔ ماں اور باپ کے ساتھ زیارات کا کیف ہی کچھ اور ہے۔ ڈاکٹر جعفر حسن (ختلم کاروان آلی عبا) جو خود بھی ایک عزادار ہیں اور تمام سفر زیارات کے دوران مسلسل مجالس کرواتے رہتے ہیں۔ انھوں نے بی بی زینت کے

حزم مطہر کے صحیح میں مجلس کا انتظام کیا۔ پورا صحیح زائرین سے کچھ سمجھ بھرا ہوا تھا پہلے میں نے اپنا نو تصنیف مرثیہ درحال شہزادی زینت بعنوان ”خورشید مصائب“ پڑھا اس کے بعد علامہ ضمیر الخنزیر نقوی صاحب نے تاریخی اور معرفتی الارام مجلس پڑھی۔ کربلا کے حقیقی محکمات پر سے پردہ اٹھایا وہ حقائق بتائے جو عام حالات میں اپنے ملک کی مجالس میں نہیں بتائے جاسکتے ایک اور مجلس جناب سکینہ کے حزم مطہر میں برپا ہوئی۔ علامہ صاحب نے مجلس پڑھی بی بی زینت کے روشنے کے اطراف میں اگر آپ باہر کی گئیں میں چلنے پھریجے تو وطن واپس آنے کے بعد ان راستوں اور گلیوں کو یاد کرتے ہوئے جو راستے اور گلیاں روشنے کی جانب جاتی ہیں ایک سحر انگیز کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یقیناً یہ جنتوں کے راستے ہیں اور بہشت کی گلیاں ہیں۔ زیرِ نظر کتاب، شہزادی زینت کے حضور علامہ ضمیر الخنزیر نقوی صاحب کا تذرا نہ عقیدت ہے علامہ صاحب ہر سال جمادی الاول میں شہادت حضرت زینت کے سلسلے کی مجالس کا انعقاد کرتے ہیں یہ مجالس آخر ماہ جمادی الاول میں منعقد ہوتی ہیں اور مجالس شہادت حضرت فاطمہ زہرا سے محصل ہو جاتی ہیں۔ یہ مجالس شہادت حضرت زینت ہر سال یادگار مجالس بن جاتی ہیں کیونکہ ہر سال جناب زینت کے حوالے سے ایسی گفتگو فرماتے ہیں کہ پورا مجمع عش عش کرائختا ہے یہ مجالس بھی عنقریب شانع ہو جائیں گی، بہر نواع کتاب ہذا میں مختار اجنبی زینت کے حالات پر گفتگو کی گئی ہے اور ملکہ شام کی تاریخ کو حوالہ جاتی پہلوؤں سے اجاگر کیا گیا ہے۔ ایک بہت بڑا کام اس کتاب میں یہ ہوا ہے کہ تحقیقی اعتبار سے حضرت زینت کی ولادت اور وفات کی تاریخوں کا تعین کر دیا گیا ہے اب اسلامی جنتی اور اسلامی کیلئے روں کے مشتہرین کو چاہیئے کہ اس تحقیق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اپنی

جنتیوں کو درست کر لیں۔

مکہ شام میں کون کون سی زیارات ہیں ہر زیارت کے نارنجی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

جناب زینت عصمت صفری کی حامل ہیں، الہذا عصر عاشور جب امام حسین آخري رخصت کو خیسے میں تشریف لائے ہیں تو حضرت سید سجاد عشش کی حالت میں تھے، جو حکمت پر وردگار تھی، الہذا عصر عاشور سے لے کر زندگی شام اور مردی نے واپسی تک جناب زینت نے عصمت صفری کے منصب کا ہر اختیار استعمال کرتے ہوئے حکمت پر وردگار کے تحت ایک امام مقصوم و متصووس بنن اللہ کے ہوتے ہوئے امامت کا فریضہ جناب زینت نے انعام دیا ان حکمتوں میں سب سے بڑی حکمت ایک مقصوم امام کی جان کا تحفظ بھی تھا۔ جناب زینت نے اس عرصے میں وہی اختیار استعمال کیا جو رسول اللہ کے ہوتے ہوئے جناب سیدہ نے استعمال کیا تھا۔ اسی لئے جناب زینت کا ایک مظہم تین لقب ٹالی زہرا بھی ہے یہ جناب زینت کی عظمت ہے کہ چہاروہ مخصوصین میں کسی کا بھی یہ لقب نہ ہوا کہ کسی مقصوم کو ٹالی محمد کہا جاتا، یا ٹالی علی کہا جاتا ہے یہ صرف جناب زینت کی عظمت ہے کہ ان کا لقب ٹالی زہرا قرار پایا بہرحال یہ وہ ہستی ہیں کہ لکھتے چلے جائیے اور دفتر کے دفتر ختم ہو جائیں گے لیکن ان کی مدحت کا احاطہ ممکن نہیں بقول اپنی۔

ہم خوش ہوئے کہ مدح کے دریا بہا دیئے

کیا بڑھ گیا جو بحر میں قطرے ملا دیئے

علامہ خمیر اختر نقوی صاحب کی یہ کتاب بھی مدحت زینت کے سند رکا ایک جام بن کر یقیناً ”چار دا گھو عالم میں مقبول و مشہور ہو جائے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب).....

حضرت زينب بنت كبرى كا زيارت نامہ

السلامُ عَلَيْكَ يَا بَنْتَ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
السلامُ عَلَيْكَ يَا بَنْتَ صَاحِبِ الْحَوْضِ
وَاللِّوَاءِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنْتَ مَنْ عُرِجَ بِهِ إِلَى
السَّمَاءِ وَوَصَلَ إِلَى مَقَامِ قَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ
أَذْنِي، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنْتَ نَبِيِّ الْهَدَىِ
وَسَيِّدِ الْوَدَىِ وَمُنْقِذِ الْعِبَادِ مِنَ الرَّدَىِ
السلامُ عَلَيْكَ يَا بَنْتَ صَاحِبِ الْخَلْقِ
الْقَظِيمِ وَالشَّرِيفِ الْعَمِيمِ وَالآيَاتِ وَالذِكْرِ
الْحَكِيمِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنْتَ صَاحِبِ
الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ وَالْحَوْضِ الْمَوْزُودِ وَاللِّوَاءِ
الْمَشْهُودِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنْتَ مَنْ هَجَّ
بَيْنِ إِلَيْسَامِ وَصَاحِبِ الْقِبْلَةِ وَالْقُرْآنِ
وَعَلَمِ الصِّلَقِ وَالْحَقِّ وَالْخَسَانِ
السلامُ عَلَيْكَ يَا بَنْتَ صَفْوَةِ الْأَنْبِيَاءِ

وَعَلَمَ الْأَتْقِيَاءِ وَمَعْشُورَ الذِّكْرِ فِي الْأَرْضِ
 وَالسَّمَاءِ إِوْرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ
 وَسَيِّدِ خَلْقِهِ وَأَوْلِ الْعَدِيدِ قَبْلَ إِيجَادِ أَرْضِهِ
 وَسَمَاوَاتِهِ وَآخِرِ الْأَيَّدِ بَعْدَ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَأَهْلِهَا
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ
 الْمُظَلَّلِ بِالْفَمَامِ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَمَوْلَى
 الشَّقَائِقِ وَشَفِيعِ الْأَمَّةِ يَوْمَ الْمُحْشَرِ وَرَحْمَةُ
 اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ سَيِّدِ
 الْأُوصِيَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ إِمَامِ الْأَتْقِيَاءِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ رَكْنِ الْأَوْلَيَّ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ عِمَادِ الْأَصْفَيَّةِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ يَقْسُوبِ الْأَدَيْنِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ سَيِّدِ الْوَصَيَّيْنِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ قَائِدِ الْبَرَّةِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ قَامِ الْكَفَرَةِ
 وَالْفَجَرَةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ وَارِثِ النَّبِيَّيْنَ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ خَلِيفَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ صَيْلَوِ الدَّيْنِ السَّلَامُ

عَلَيْكِ يَا بُنْتَ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ عَلَى الْيَقِينِ
 السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ مَنِ الْكَوْثَرِ فِي يَدِيْدِ
 وَالنَّصْرِ يَوْمَ الْفَدِيرِ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ مَنْ قَادَرَ مَامَ
 نَاقِتها جَبَرَائِيلُ وَشَارَكَهَا فِي مُصَابِهَا
 إِسْرَافِيلُ وَغَضِيبَ بِسَبِيلِهِ الرَّبُّ الْجَلِيلُ
 وَبَكَى لِمُصَابِهَا إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلَ وَنُوحَ
 وَمُؤْسَى الْكَلِيمُ فِي كَرْبَلَاءِ الْحَسَنِ الشَّهِيدِ
 الْغَرِيبُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا
 بُنْتَ الْبَدُورِ السَّوَاطِعِ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ
 الشُّفُوسِ الطَّوَالِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ رَمَزَ وَالصَّفَا
 السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ مَكَّةَ وَمَنَى
 السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ مَنْ حُمِلَ عَلَى الْبُرَاقِ فِي
 الْهَوَاءِ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ مَنْ حُمِلَ الزَّكَاءَ
 بِأَطْرَافِ الرَّدَاءِ وَبَذَلَهَا عَلَى الْفُقَرَاءِ
 السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ مَنْ أُسْرَى بِهِ اللَّهُ مِنْ
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى
 السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ مَنْ ضَرَبَ بِالسَّيْفَيْنِ
 السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بُنْتَ مَنْ صَلَى الْقَبْلَتَيْنِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ مُحَمَّدِ الْمَرْفَفِيِّ السَّلَامُ
 عَلَيْكَ يَا بُنْتَ عَلَىِ الْمُوَتَضَيِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا بُنْتَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ
 حَدِيْجَةَ الْكَبْرَىِ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى جَذْكَ
 مُحَمَّدِ الْمُخْتَارِ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ
 حَيْدَرِ الْكَرَارِ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى السَّادَاتِ
 الْأَطْهَارِ الْأَخِيَّارِ وَهُمْ حَجَّاجُ اللَّهِ عَلَى
 الْأَقْطَارِ وَسَادَاتُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ وَلِدُ
 أَخِيكَ الْحَسَيْنِ الشَّهِيدِ الْقَطْشَانِ الظَّمَانِ
 وَهُوَ أَبُو التِّسْعَةِ الْأَطْهَارِ وَهُمْ حَجَّاجُ اللَّهِ فِي
 الشَّرْقِ وَالْغَربِ وَالْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ الَّذِينَ
 حُبِّبُهُمْ فَرِضَ عَلَى أَعْنَاقِ كُلِّ الْخَلَائِقِ مِنْ
 الْخَالِقِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنْتَ وَلِيِّ اللَّهِ الْأَ
 عَظِيمِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَائِمَةَ وَلِيِّ اللَّهِ الْمَكْرَمِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَ الْمَصَائِبِ يَا زَيْنَبَ
 وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا
 الْحَسْنَيَّةَ الْمَرْضِيَّةَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا
 الْكَامِلَةَ الْقَالِمَةَ الْعَامِلَةَ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا الْكَرِيمَةَ النَّبِيلَةَ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا التَّقِيَّةَ النَّزِيقَةَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ أَظْهَرَتْ مَحْبَتَهَا
 لِلْحُسَينِ الْمَظْلُومِ وَصَبَرَتْ عَلَى قَضَاءِ اللَّهِ
 وَتَحْمَلَتِ الْمَصَائِبِ الْمُحْرَقَةِ لِلْقُلُوبِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ حَفَظَتْ ذُرَيْةَ الْحُسَينِ
 فِي يَوْمٍ عَاشُورَاءَ مِنَ الْقَتْلِ وَبَذَلتْ نَفْسَهَا
 فِي نَجَادَةٍ مَامِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ فِي مَجْلِسٍ
 أَشْقَى إِلَّا شُقِيَّاً وَنَطَقَتْ كَنْطُقَ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ فِي سِكِّ الْكُوفَةِ وَلَمْ تَبَالْ بِكَثْرَةِ
 الْأَعْذَاءِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا تَالِيَ الْمَغْصُومِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُمْتَحَنَةَ فِي تَحْمُلِ الْمَصَائِبِ
 كَالْحُسَينِ الْمَظْلُومِ كَجَذَّهَا وَأَبْيَهَا وَأَمَّهَا
 وَأَخْوَيَهَا وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْبَعِيْدَةَ الْفَرِيْبَةَ عَنِ
 الْأُوتَانِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْأَسِيرَةَ فِي
 الْبَلْدَانِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْمُتَحَيَّرَةَ فِي
 خَرَابَةِ الشَّامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْمُمْتَحَنَةَ
 فِي وَقْوِيقَهَا عَلَى جَسَدِ سَيِّدِ الشَّهَادَاءِ
 السَّلَامُ عَلَى الَّتِي خَاطَبَتْ جَذَّهَا
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلهِ وَسَلَّمَ
 بِهَذَا النِّذَاءِ صَلَّى عَلَيْكَ مَلِيكَ السَّمَاءِ

هذا حسِنَ بالعِرَاءِ مُشْلُوبُ العِمامَةِ وَالرِّداءِ
 مُقطَّعُ الْأَعْضَاءِ وَبَنَاتُكَ سَبَايَا وَإِلَى اللَّهِ
 الْمُشْتَكِي وَقُلْتِ يَا مُحَمَّدُ هَذَا حُسَيْنٌ تُسْفِي
 عَلَيْهِ رِيَغُ الصَّبَا مُقطَّعُ الرَّأْسِ مِنْ
 الْقَفَاقِيْلُ أَوْلَادُ الْبَغَايَا وَأَخْرَنَاهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا
 عَبْدِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى مَنْ تَهْيَجُ قَلْبَهَا
 لِلْحُسَيْنِ الْمَظْلُومِ الْغَرِيَانِ الْمَطْرُوحِ عَلَى
 الثَّرَى وَقَالَتْ بَصَوْتِهِ حَزِينٌ بِأَبِي مَنْ
 نَفْسِي لَهُ الْفِدَاءِ بِأَبِي الْمَهْمُومِ حَتَّى قَضَى
 بِأَبِي الْعَطْشَانِ حَتَّى مَضَى بِأَبِي مَنْ شَيْبَتْهُ
 تَقَهُّرُ بِالدَّمَاءِ السَّلَامُ عَلَى مَنْ بَكَثَ عَلَى
 جَسَدِ أَخِيهَا بَيْنَ الْقَتْلَى حَتَّى بَكَى لِبُكَائِهَا
 كُلُّ عَذْوَ وَصَدِيقٌ وَرَأَيُ النَّاسُ دُمُوعَ الْخَيْلِ
 تَخْدِرُ عَلَى حَوَافِرِهَا عَلَى التَّحْقِيقِ السَّلَامِ
 عَلَى مَنْ تَكَفَّلَتْ وَاجْتَمَعَتْ فِي عَضْدِ
 عَاشُورَاءِ بِبَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ وَأَطْفَالِ
 الْحُسَيْنِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَقَامَتْ لَهَا القيمةُ
 فِي شَهَادَةِ الطِّفَلِينِ الْفَرِيبِيْنِ الْمَظْلُومِيْنِ
 السَّلَامُ عَلَى مَنْ لَمْ تَنْعِمْ عَيْنُهَا
 لِأَجْلِ حِرَاسَةِ آلِ رَسُولِ اللَّهِ فِي طَفِّ

نَيْنَوَاءَ وَصَارَثُ أَسِيرَةَ بَيْدَ الْأَغْدَاءِ
 السَّلَامُ عَلَى مَنْ رَكِبَتْ بَعِيرًا بِغَيْرِ وَطَلِيلٍ
 وَانَادَتْ أَخَاهَا أَبَا الْفَضْلِ بِهَذَا النِّدَاءِ أَخْرَى
 أَبَا الْفَضْلِ أَنْتَ الَّذِي أَرْكَبْتَنِي إِرْدَاثَ
 الْخُرُوجَ مِنَ الْمَدِينَةِ السَّلَامُ عَلَى مَنْ خَطَبَتْ
 فِي مَيْدَانِ الْكُوفَةِ بِخَطْبَةٍ نَافِعَةٍ فَسَكَنَتْ
 لَهَا الْأَصْوَاتُ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةِ السَّلَامِ عَلَى
 مَنْ اخْتَرَجَ فِي مَجَlisِ ابْنِ زِيَادٍ
 زِيَادَ بْنَ ابْنِ ابْنِ ابْنِ ابْنِ ابْنِ ابْنِ ابْنِ
 جَوَابِهِ ابْنَيَنَاتِ صَادِقَةِ إِذْقَالِ ابْنِ زِيَادٍ
 لِزَيْنَبِ سَلَامُ اللَّهُ عَلَيْهَا كَيْفَ رَأَيْتَ صُنْعَ اللَّهِ
 بِسَاخِنِ الْحَسَنِ؟ قَالَتْ مَارَأَيْتَ
 إِلَاجْمِيلَا، السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أَسِيرَةَ بَيْدَى الْأَ
 غَدَاءِ فِي الْفَلَوَاتِ فَرَأَيْتَ أَهْلَ الشَّامِ وَقَدْ
 أَضَاغُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ السَّلَامُ
 عَلَى مَنْ أَدْخَلُوهَا فِي مُجْلِسِ يَزِيدَ مَعَ
 الْأَسْرَاءِ مِنْ آلِ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ عَلَى بْنِ
 الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَزِيدَ يَا يَزِيدَ مَاظَنْكَ
 بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ
 رَأَيْتَ أَعْلَى هَذِهِ الْحَالَةِ؟ ثُمَّ قَالَتْ أَمُّ الْمَصَابِ

زَيْنُبْ لِيَزِيدَ تَقُولُ غَيْرَ مُتَائِمٍ وَلَا
 مُسْتَغْظِمٌ (لَا هَلُوا وَأَسْتَهْلُوا فَرَحَّا ثُمَّ قَالُوا يَا
 يِزِيدَ لَا تُشَلُّ) مُنْحِنِيًّا عَنِ ثَانِيَاتِ أَبِيهِ عَبْدِ
 اللَّهِ سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَنْكِثُهَا
 بِمُخْصَرِتِكَ ثُمَّ قَالَتْ وَلَئِنْ جَرَّثَ عَلَىِ
 الدَّوَاهِيِّ مُخَاطِبَتِكَ إِنِّي لَا سَتَصْفِرُ قَدْرَكَ
 وَأَسْتَغْظِمُ تَقْرِيْعَكَ وَأَسْتَكْثِرُ تَوْبِيْخَكَ لِكِنِ
 الْغَيْوَيُونُ عَبْرَىٰ وَالْمُضْلُوْرُ حَرَىٰ الْأَفَالْعَجَبُ
 كُلُّ الْعَجَبِ مِنْ اِقْدَامِكَ عَلَىِ قَتْلِ حِزْبِ اللَّهِ
 النُّجَباءِ بِحِزْبِ الشَّيْطَانِ الْطَّلَقَاءِ وَلَئِنْ
 اتَّخَذْتَنَا مَغْنِمًا لِتَجْدَنَا وَشَيْكًا مَغْرِمًا حِيْنَ لَا
 تِجْدُ إِلَّا مَا قَدَّمْتَ يَدَاكَ وَمَا رَبَّكَ بِظَلَامٍ
 لِلْعَبِيْدِ فَالَّىٰ اللَّهُ الْمُشْتَكِيِّ وَعَلَيْهِ الْمُعَوْلُ فِي
 الشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ فَكِدْ وَاسِعٌ سَفِيْكَ وَنَاصِبُ
 جَهَدَكَ فَوَاللَّهِ لَا تَمْحُو نِكْرَنَا وَلَا تُنْيِنَّنَا وَخِينَنا
 وَلَا تُدْرِكُ أَمَدَنَا وَلَا تَرْخَصُ عَنْكَ عَارَهَا
 وَهَلْ رَأَيْكَ إِلَّا فَنَدَ وَأَيَّامَكَ إِلَّا عَدَدَ وَجَمِعَكَ
 إِلَّا بَدَدَ يَا يِزِيدَ إِلَّا مَا سَيْفَكَ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَىٰ
 (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاهُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ)

وَحَسِبْكَ بِاللَّهِ حَاكِمًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَصِيمًا وَبِجِبْرِيلَ ظَهِيرًا
ثُمَّ قَالَتِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَتَمَ لَأُولَئِنَا
بِالسَّعَادَةِ وَالْمَفْرِرَةِ وَلَا خَرِنَا بِالشَّهَادَةِ
وَالرَّحْمَةِ أَنَّهُ رَجِيمٌ وَدُودٌ وَهُوَ حَسِبْنَا وَنَعِمَ
الْوَكِيلُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِينَ أَلِئَمَّهُمُ الْمَغْصُومِينَ
آمِينٌ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

وداع السيدة زينب عليها السلام

أَسْتَوْدِعُكَ اللَّهُ وَأَسْتَرْعِيْكَ وَأَقْرَأَ عَلَيْكَ
السَّلَامُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَبِكِتَابِهِ وَبِمَا
جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْلَّهُمَّ فَلَكُتَّبْنَا مَعَ
الشَّاهِدِينَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ
زِيَارَتِي لِقَبْرِ مَوْلَانَا زِينَبَ عَلَيْهَا السَّلَامُ
وَأَرْزُقْنِي زِيَارَتَهَا أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي وَاحْشُرْنِي
مَعَهَا وَمَعَ آبَائِهَا فِي الْجَنَانِ وَعَرَقَتْ بَيْنِي
وَبَيْنَهَا وَبَيْنَ رَسُولِكَ وَأَوْلِيَّكَ اللَّهُمَّ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَتَوَفَّنِي عَلَى إِلَّا
يَعْلَمْ بِكَ وَالتَّضْرِيقُ بِرَسُولِكَ وَالْوُلَايَةِ لِعَلَيِّ
بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ وَلَدِهِ عَلَيْهِمْ

السَّلَامُ وَالبَرَاءَةُ مِنْ عَذَوْهُمْ فَإِنِّي قَدْ رَضِيْتُ
يَا رَبِّي بِذَلِكَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

زیارت کا ترجمہ:

اے سردار! انبیاء کی بیٹی آپ پر سلام
 اے اُس کی بیٹی جو حوض کوثر سے سیراب کرے گا آپ پر سلام
 اے اُس کی بیٹی جو قیامت میں حمد کا پرچم اٹھائے گا آپ پر سلام
 اے اُس کی بیٹی جسے آسمانوں کی طرف بلندی عطا کی گئی آپ پر سلام
 اے اُس کی بیٹی جو پور دگار سے سب سے زیادہ قریب تھا آپ پر سلام
 اے پیغمبر ہدایت کی بیٹی آپ پر سلام
 اے سردار! امت کی بیٹی آپ پر سلام
 اے بندوں کو فنا سے بچانے والے کی بیٹی آپ پر سلام
 اے عظیم ترین اخلاق دالے کی بیٹی آپ پر سلام
 اے بلند ترین شرف دالے کی بیٹی آپ پر سلام
 اے اللہ کی نشانیوں اور اللہ کے ذکر کی بیٹی آپ پر سلام
 اے اُس کی بیٹی جو قیامت میں شفاعت کے بلند ترین مقام پر ہو گا
 آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی کہ قیامت کے تشنہ کام لوگ جس کے
 پاس سیرابی کے لئے وارد ہوں گے آپ پر سلام، آپ پر سلام اے
 اُس کی بیٹی جو قیامت کے دن اس پرچم کو اٹھائے گا کہ جس پرچم کے
 سب گواہ ہیں، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو دینِ اسلام کا روشن
 راستہ ہے جو قبلہ والا اور قرآن والا ہے، جو صداقت کا پرچم ہے، جو حق

ہے، جو احسان ہے۔ آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو تمام انبیاء میں سب سے برگزیدہ ہے، جو متفقین کا پرچم ہے، جس کا ذکر آسمانوں اور زمینوں میں مشہور اور پسندیدہ ہے آپ پر سلام اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو خلقی خدامیں سب سے بہترین ہے جو تمام خلق کا سردار ہے جو اللہ کی زمینوں اور آسمانوں سے بھی قبل سب سے پہلی خلقی خدا ہے جو دنیا و ما فیہا کے فنا کے بعد سب سے آخر ہے آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جس پر بادلوں نے سایہ کیا، جو دونوں جہان کا آقا ہے جو جنوں اور انسانوں کا مولا ہے جو قیامت میں امت کی شفاعت کرنے والا ہے آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، آپ پر سلام اے او صیا کے سردار کی بیٹی، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو متفقین کا امام ہے، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو اللہ کے دوستوں کیلئے رکن ہے، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو دین کا پیشووا ہے، آپ پر سلام اے مومنوں کے امیر کی بیٹی، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو او صیا کا سردار ہے، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو تیکوکاروں کا رہبر ہے، آپ پر سلام اے کافروں اور بدکاروں کو نابود کرنے والے کی بیٹی، آپ پر سلام اے ثیبوں کے وارث کی بیٹی آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو رسولوں کے سردار کا خلیفہ ہے، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو قیامت کی پیچی اور عظیم خبر ہے، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جس کے

ہاتھ میں حوض کوڑ کا اختیار ہے جس کے لیئے روز خدر یعنی غیر نے کھلی ہوئی اور واضح حدیث ہیان کی اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، آپ پر سلام اے اس خاتون (حضرت فاطمہ) کی بیٹی جس کے ناقہ کی مہار جبریل تھا میں تھے جس کے غم اور مصیبت میں اسرائیل شریک رہے جس کی نارانگی پر درودگار کے غصب کا باعث ہے جس کی مصیبتوں پر ابراہیم خلیل اللہ اور نوح اور موسیٰ کلیم اللہ نے کربلا میں حسین شہید و غریب میں گریہ کیا، آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں آپ پر سلام اے روشن و درخشان چاندلوں کی بیٹی، آپ پر سلام اے چک دینے والے سورجوں کی بیٹی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں، آپ پر سلام اے زمزم اور صفا کی بیٹی، آپ پر سلام اے ملہ اور منی کی بیٹی، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جس نے شبِ معراج پر برآق پر پرواز کی، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جو ہر طرف سے ملنے والی زکات کو دوش پر اٹھا کر فقیروں کو بخش دیتا تھا، آپ پر سلام اے اُس کی بیٹی جس کو اللہ نے مسجد حرام سے مسجد قصیٰ کی سیر کرائی، آپ پر سلام اے دو قواروں سے جنگ لڑنے والے کی بیٹی، آپ پر سلام اے دو قبیلوں کی طرف نماز پڑھنے والے کی بیٹی، آپ پر سلام اے محمد مصطفیٰ کی بیٹی آپ پر سلام اے علیٰ مرتفعی کی بیٹی، آپ پر سلام اے فاطمہ زہرا کی بیٹی، آپ پر سلام اے خدیجہ کبریٰ کی بیٹی، آپ پر اور آپ کے جد بزرگوار محمد پر سلام، آپ پر اور آپ کے بابا حیدر کرار پر سلام، آپ پر اور پاک اور برگزیدہ سرداروں پر سلام جو آپ کے بھائی حسین

شہید و شہداب کی نسل میں ہیں اور تمام جہاں پر اللہ کی محنت ہیں اور آسمانوں اور زمینوں پر سردار ہیں جو شرق و مغرب اور آسمان اور زمین پر پر اللہ کی محنت ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی محبت کو تمام مخلوق کی گردنوں پر خالق کی طرف سے فرض کر دیا گیا ہے، آپ پر سلام اے اللہ کی عظیم و عظیم ولی کی بیٹی، آپ پر سلام اے اللہ کے بزرگ ولی کی بیٹی، آپ پر سلام اے اللہ کے قابل احترام ولی کی پھوپھی، آپ پر سلام اے مصیبتوں کی ماں اور آپ پر اللہ کی حمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر سلام اے بچ یوں والی اور جس سے اللہ راضی ہوا، آپ پر سلام اے ہدایت یافتہ فاضلہ خاتون، آپ پر سلام اے خاتونِ کامل اے عالمہ اور اے عالمہ خاتون آپ پر سلام اے گرامی قدر اور بزرگوار خاتون، آپ پر سلام اے متqi اور پاک خاتون، آپ پر سلام اے وہ کہ جس کی حسین مظلوم سے محبت سب پر آشکار ہے، جس خاتون نے اللہ کی قضا پر صبر کیا، جس نے دل کو سوختہ کر دینے والے مصائب کا با رأ انجامیا، آپ پر سلام اے وہ کہ جس نے روز عاشورہ حسینؑ کی ذرتیت کو قتل ہونے سے بچایا، جس نے امام زین العابدینؑ کو بد بخت ترین لوگوں کی بزم سے نجات دلانے کے لیے اپنی فدا کاری کے جو ہر دکھائے جس نے کوفے کے بازاروں میں لہجہ علیؑ میں کلام کیا اور دشمنوں کی کثرت سے مرعوب نہ ہوئی آپ پر سلام اے وہ خاتون جو عصمتِ صغریٰ پر فائز ہے، اے وہ معظمه جس کا حسینؑ کی طرح مصائب و مشکلات برداشت کرنے میں اختیان لیا گیا، آپ پر سلام ہو اور اللہ کی حمتیں اور برکتیں نازل ہوں،

آپ پر سلام ہوا۔ شہروں میں قیدی بنا کے پھرائی جانے والی خاتون، آپ پر سلام ہوا۔ وہ خاتون کہ جس کو شام کے خرابے میں قید کیا گیا۔ آپ پر سلام اے وہ کہ جس کا اس وقت امتحان لیا گیا جب وہ سید الشہدا کی لاش پر پہنچی۔ سلام ہوا۔ سپر جوابے ننان رسول اللہ سے یہ کہہ کر ناطب ہوئی آپ پر دورہ ہوا۔ آسمان کے باڈشاہ یہ حسین ہے جس کے عبا اور عمالے کو بیباش میں جھین لیا گیا جس کو گلڑے کر دیا گیا جس کی بیٹیوں کی ہنگ کی گئی اور اللہ سے شکایت کی اور آپ نے کہا اے محمد یہ حسین ہے جس پر باوصبانے افسوس کیا جس کے سر کو پشت سے کاٹا گیا جس کو زنازادوں نے قتل کیا، اے ابا عبدالله آپ پر عظیم غم و اندوہ پڑے، سلام ہوا۔ پر جس نے اپنے دل کو حسین مظلوم دبرہندہ بدن و خاک افتابہ کاغم کرہ بنا لیا اور جس نے غمزدہ آواز سے اپنے والد کو ندادی اے بابا آپ پر میری جان فدا اے بابا آپ پر میں قربان کر آپ اس دنیا سے دل غمزدہ کے ساتھ رخصت ہوئے، اے میرے وہ بابا میں آپ پر فدا کر آپ تشنہ لب شہید ہوئے اے میرے وہ بابا کہ آپ اس عالم میں شہید ہوئے کہ آپ کے ہال خون آکودہ تھے۔ سلام ہوا۔ پر کہ جس نے اپنے بھائی کی لاش پر کہ جب وہ لاشوں کے درمیان تھی اس طرح گریہ کیا کہ اس کے رو نے پر قمام دوست دشمن بھی رودیئے اور لوگوں نے دیکھا کہ گھوڑوں کی آنکھوں سے آنسو لیتی طور پر ان کے سموں پر بہنے لگے۔ سلام ہوا۔ پر کہ جس نے عصرِ عاشورا کو رسول کی بیٹیوں اور حسین کے پیجوں کو جمع کیا اور ان کی سر پرستی اور

حفاظت کی اور اس وقت آپ پر قیامت ثُوث پڑی جب دو مظلوم اور غریب پھول کی شہادت واقع ہو گئی۔ سلام ہو اس پر جوز میں نینوی پر آل رسول کی حفاظت کی غرض سے کبھی سوئی نہیں جو دشمنوں کے ہاتھوں اسیر کر لی گئی، سلام ہو اس پر جس کو بے کجا وہ اونٹ پر سوار کرایا گیا جس نے اپنے بھائی عباسؑ کو اس طرح آواز دی! اے میرے بھائی ابو الفضل تم تو وہ تھے کہ جس نے مجھے اس وقت سوار کرایا جب ہم مدینے سے چل رہے تھے سلام ہو اس پر کہ جس نے میدان کوفہ میں ایسا سودمند خطبہ دیا کہ جس کی صدا سن کر تمام آوازیں خاموش ہو گئیں، سلام ہو اس پر کہ جس نے دربار ابن زیاد میں روشن دلائل دے کر احتجاج کیا اُن کی روشن دلیلوں کے جواب میں جب ابن زیاد نے زینت سے کہا! آپ نے دیکھا کہ اللہ نے آپ کے بھائی حسینؑ کے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے جواب دیا سوائے کرم و مہربانی کچھ نہیں دیکھا آپ پر سلام ہواے بیانوں میں دشمنوں کے ہاتھوں اسیر ہو جانے والی پس آپ نے اہل شام کو اس عالم میں دیکھا کہ انہوں نے اپنی نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی کافرانہ خواہشات کا اجتاع کیا سلام ہو اس پر جو دربار ابن زیاد میں آل رسولؐ کے قیدیوں کے ساتھ داخل ہوئی پس علی ابن الحسینؑ نے یزید سے کہا!! اے یزید تو کیا گمان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اگر انہوں نے ہمیں اس حالت میں دیکھا؟ اس کے بعد آخر المصائب زینت نے یزید سے کہا! تو بغیر احساس گناہ اپنے بزرگوں کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ کاش

میرے بزرگ ہوتے تو وہ خوش ہوتے پھر آپ نے کہا! اے یزید
 تیرے بازو شل ہو جائیں کہ تو جوانانِ جلت کے سردار کے لبوں کی اپنی
 چھڑی سے بے اوپی کرتا ہے پھر آپ نے کہا! اگرچہ خدا شر روزگار
 نے مجھے تھے سے کلام کرنے پر مجبور کر دیا ہے مگر کچھ پرواہ نہیں میں
 تیرے مرتبے کو حقیر بحقی ہوں اور تیری طامت کو گراں بحقی ہوں، لیکن
 ہماری آنکھیں گریاں ہیں ہمارے سینے سوزاں ہیں جان لے کہ پس
 حیرت ہے اور بہت حیرت ہے تیرے اُس اندام پر کہ جو شکر شیطان
 اور آزاد کر دہ رَسُولُ اور علاموں کی اولاد کے ہاتھوں اللہ کے برگزیدہ
 بندوں کو قتل کروایا گیا، اگر تو نے ہماری شہادت کو اپنے لیئے غنیمت
 خیال کیا ہے تو ہمیں بہت جلد اپنے لئے بارگراں پائے گا وہ بھی اس
 وقت جب سوائے اس کے کہ جو تو نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے کچھ نہیں
 پائے گا اور تیرا پروردگار اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا شکایت اور شکوہ خدا
 ہی کے حضور ہے اور مصیبت اور دکھ درد میں اُسی کی ذات پر بھروسہ کیا
 جاتا ہے، تو کر جو کچھ کر سکے اور کوشش کر جو ہو سکے مگر بخدا تو ہمارے
 ذکر کو منا نہیں سکتا ہمارے پیغام وحی کو منا نہیں سکتا ہماری درازی مدت کو
 پانیں سکتا اور ان مظالم کا ناپاک دھبہ اپنے دامن سے دھونہیں سکتا،
 تیری رائے تاقص ہے تیری زندگی کے دن قلیل ہیں اور تری جماعت
 پر اگنده ہونے والی ہے اے یزید کیا تو نے اللہ کے فرمان کو سنا ہے ”جو
 اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ تو زندہ
 ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پا رہے ہیں اور تیرے لیئے

اللہ کی ذات ہی حکمران کافی ہے اور محمد اور جبرئیل ہی تیری دشمنی کو کافی ہیں پھر آپ نے فرمایا! تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے اوقل پر خوش بینتی اور مخفیت کو ختم کیا اور ہمارے آخر پر شہادت اور رحمت کو تمام کیا بے شک وہ رحم کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے وہی ہمارے لیئے کافی ہے اور بہترین وکیل ہے، محمد پر اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر اللہ کا درود و سلام ہو، قبول فرمائے تمام جہانوں کے پالنے والے۔ آپ سے درخواست گذار ہوں اور آپ کے لطف و توجہ کا طالب ہوں اور آپ پر سلام پڑھتا ہوں ایمان لا یا اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس کی کتاب پر اور جو کچھ احکام و اوامر اللہ کی طرف سے نازل ہوئے۔

پروردگار اس زیارتی قبر مطہر حضرت زینب کو میری آخری زیارت نہ قرار دینا اور میں جب تک زندہ ہوں مجھے ان کی زیارت سے مشرف فرماتا رہا اور مجھے ان کے اور ان کے آبا کے ساتھ جلتی میں محشور فرماء، اور میرے اور ان کے اور اپنے رسولوں اور اپنے اولیا کے درمیان شناسائی پیدا فرما، پروردگار درود و تہجیج محمد وآل محمد پر اور مجھے موت آئے اس عالم میں کہ تجھ پر ایمان رکھتا ہوں تیری رسول کی تصدیق کرتا ہوں اور علی ابن ابی طالب اور ان کی اولاد میں ہونے والے اماموں کی ولایت پر ایمان رکھتا ہوں، اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کروں اے میرے رب میں دین و عقیدے سے راضی ہوں، اللہ کا درود و سلام ہو محمد وآل محمد پر

حیاتِ طیبہ حضرت زینبؓ کبریٰ

نام : زینبؓ کبریٰ

کنیت : اُم الحسن و اُم کلثوم

لقب : عقیلۃ النبی ہاشم، عقیلۃ الطالبین، عالمہ غیر معلمہ محدثۃ الصغری،
ناہیۃ الزہرا، فاضلہ، کاملہ، عابدہ، آلیٰ علی

باپ : علیؑ اہن ابی طالبؑ

ماں : فاطمۃ الزہراؑ

ولادت : کیم شعبان سال پنجم ہجری، قمری

وفات : ۷۲ جمادی الاول سال ۶۵ ہجری۔ قمری

سن مبارک : ۶۰ سال

محل دفن : دمشق، شام

کیم شعبان ۵ ہجری کو خداوند عالم نے شہزادی کو نین حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو ایک
بیٹی عطا فرمائی اور کیا کہتا اس بیٹی کے نور و عصمت کا کہ ہو، بہو اپنی مادر گرامی فاطمۃ
کی تصویر ہیں اور شان و شوکت میں مثل اپنے باپ حیدرؓ کی طرح بہادر و بلند ہمت
ہیں اور یہ ایسی مبارک بیٹی ہیں کہ جن کے جد رسولؐ خدا ہیں اور کیا کہتا ان کا کہ ان
کے پدر گرامی ساتیؓ کو رہ علی مرتفعی ہیں۔

ٹانی کوئی زہراؓ کا نہ ہوگا نہ ہوا ہے ہاں حضرت زینبؓ کو جو کہنے تو بجا ہے

ان کی بھی وہ عزت ہے جو زہرا کی ہے تو قیر ساری وہی سیرت وہی صورت وہی تقریر
 لخت جگر شیر خدا صاحب تطہیر مخدومہ عالم، نشہ کونین کی ہمشیر
 ممتاز کیا حق نے نوازی کو نبی کی
 عصمت تھی جو زہرا کی تو شوکت تھی علیٰ کی

اور ان کا نام گرامی، زینت رکھنے کی خاص وجہ یہ ہے کہ یہ زین اب ہیں یعنی
 باپ کے لئے باعث زینت ہیں اور اپنی والدہ گرامی کے لئے سرمایہ افتخار ہیں اور
 ان کی بلند صفات کا کیا کہنا کہ ان کا مقام ولایت بہت ہی بلند ہے اور اس صفات
 کی دختر کوئی دوسری نظر نہیں آتی ہے اور زینت کون ہیں کہ دنیا حیران و پریشان ہے
 لیکن ان کا مقابلہ کس سے کریں کوئی دوسری ہستی ان کے صفات جیسی نظر ہی نہیں
 آتی۔ ان کے چہرے سے عصمت کا نور چک رہا ہے اور آپ نے طاہر واطہر بی بی،
 گوہر عصمت حضرت فاطمہ زہرا کا دودھ پیا ہے۔ اور ہماری بے شمار جانیں آپ کی
 جان پر فدا ہو جائیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں زبردست قربانیاں دی ہیں۔

اسم گرامی، کنیت اور القاب

اسم مبارک آپ کا زینت ہے آپ کی مشہور کنیت "ام الحسن" ہے۔ حضرت زینت
 کے القاب بے شمار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

صدیق صغیری، ولیۃ الحظی، ناموسیٰ کبریٰ، عصمت صغرا، راضیہ بالقدر و القتنا، امیۃ
 اللہ، عالیہ رغیر معلمہ، فیصلہ غیر مفعومہ، محبوبة اللہ، بنت مصطفیٰ، قرۃ العین الرفقی، ناعمة
 الزہرا، شفیقۃ الحسن، شریکۃ الحسین، کفیل سید حجاج، زاہدہ، فاضلہ، عاقلہ، کاملہ، عالیہ، عاپدہ،
 عارفہ، محدثہ، تخبرہ، موقوفہ، مکملہ، طاہرہ، ذکیرہ، رضیہ، زائرہ، شاہدہ، وحیدہ، الباکیہ،
 انصیحہ، البیغہ، الشجاعہ، عقیلۃ القریش، ام المصالیب، مظلومہ کربلا، شہزادی مدینہ و

کوفہ، راز دار امامت، خاتون کر بلاء، اُمِّ الکتاب، کربلا کی شیر دل خاتون، ثانی زہرا،
شجاعت میں مثل علی، عُلق میں مثل حسن، صبر میں مثل حسین، جلالت میں مثل عباس،
شام اور کوفہ کی فاتح۔

ظہور پُر نور

آپ کی ولادت کی انہائی مستند تاریخ کیم شعبان ۵۵ ھے ہے آپ حضرت علی اور
حضرت فاطمہ زہرا کی تیسری اولاد تھیں آپ حضرت ختمی مرتبت کی حیات میں ہی
مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت ختمی مرتبت، جناب فاطمہ زہرا کے پاس تشریف
لائے تو حضرت علی نے عرض کی کہ اس بھی کا نام تجویز فرمائیے، حضرت ختمی مرتبت
نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ اگرچہ فاطمہ کی اولاد میری اولاد ہے لیکن اس معاملہ میں
خدا کے حکم کا میں منتظر ہوں گا جب تک امین نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ،
خداؤنہ عالم بعد تھنہ درود وسلام کے حکم فرماتا ہے کہ آپ اس دختر مولود کا نام زینب
رکھیں۔ اس لئے کے لوح محفوظ میں آپ کی اس نواسی کا نام بھی ہے اس وقت
حضرت ختمی مرتبت نے جناب زینب کو طلب فرمایا نواسی کو گود میں لے کر سینے سے
لگایا پیشانی پر بوسہ لے کر فرمایا کہ اس صاحبزادی کا نام اللہ محل شلنہ نے زینب رکھا
ہے میں سب حاضرین اور عائین کو وصیت کرتا ہوں کہ میری نواسی کی عزت اور
حرمت کا ہمیشہ لفاظ و خیال رکھیں کیونکہ یہ مثل خدیجہ الکبری کے ہے۔

شجرۃ مبارک

زینب بنت علیؑ اہن ابوطالبؑ، بن عبد المطلبؑ، بن ہاشمؑ، بن عبد منافؑ، بن
قصیؑ، بن کلابؑ، بن مزہؑ، بن کعبؑ، بن لویؑ، بن غالبؑ، بن فہرؑ، بن مالک بن

نضر، بن کثاہ، بن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، بن نزار، بن معد، بن عدنان، بن اعلیل علیہ السلام، بن ابراہیم علیہ السلام۔

خاندانی عظمت اور آپ کے اخھارہ بھائی

نما۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نبی، حضرت ائمۃ المومنین خدجہ الکبریٰ۔ پدر گرامی، حضرت علی علیہ السلام، والدہ گرامی، حضرت فاطمہ زہرا، برادران محترم۔ حضرت زینب کے اخھارہ ۱۸ بھائی تھے۔ سے کے بھائی صرف تین امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت حسن تھے ورنہ دیگر ماوں سے۔ حضرت محمد حنفیہ بن علی، حضرت عباس بن علی، حضرت حمزہ بن علی، حضرت ابراہیم بن علی، حضرت جعفر بن علی، حضرت عبداللہ بن علی، حضرت عمران بن علی، حضرت غیر اطرف بن علی، محمد اوسط بن علی، عون بن علی، سیجی بن علی، عبد اللہ بن علی، محمد اصغر بن علی، احمد بن علی، زید بن علی، عباس اصغر بن علی، صرف دو بھائی امام حسن اور امام حسین حضرت زینب سے عمر میں بڑے تھے ورنہ آپ ۱۶ بھائیوں کی بزرگ بہن تھیں۔

آپ کی بہنیں

حضرت زینب کی کل اخھارہ ۱۸ بہنیں تھیں۔ حضرت ائمۃ کلثوم، رقیۃ، ائمۃ ہانی، زینب صفراء، ائم کرام، جمات، امامہ، ائمۃ الحسن، ائمۃ کلثوم صفری، فاطمہ، ائمۃ سلمی (ایشہ)، میمونہ، خدیجہ، نقیسہ، رملہ، تقیہ، سیکینہ، ائمۃ جعفر۔

حضرت زینب کے والد گرامی حضرت علی مرتضیٰ

آپ کے والد گرامی حضرت علی بن ابی طالب ابی عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں اور حضرت علی جناب رسول خدا کے پچاڑاد بھائی بھی ہیں اور وہی دجا

نشیں بھی ہیں کہ جنہوں نے بچپن سے ہی دامنِ اسلام میں پروش پائی ہے اور جناب رسول خدا نے ہر ہر طرح کا علم ما کان و ما یکون آپ کو تعلیم دیا ہے اور رسول پاک کی ذات کے علاوہ آپ (حضرت علیؐ) علم و حلم۔ بخشش و زہد عبادت میں تقویٰ شجاعت و فاقضاوت میں بزرگ ترین شخص ہیں اور حضرت علیؐ کاظہور نور تیرہ رجب المجب کو، عام افسیل کے تین سال بعد خانہ کعبہ میں ہوا اور اسی مثال بھی کہیں نہیں ملتی ہے کہ حضرت علیؐ کے علاوہ کوئی اور ذات خانہ کعبہ میں ظاہر ہوئی ہو۔ ملکہ عمرہ کی یہ سعادت صرف اور صرف آپ کو ہی ملی ہے اور حضرت علیؐ کی شہادت بھی شبیو حمد اکیس رمضان المبارک سال چالیس ہجری میں۔ عبدالرحمن بن ملجم مرادی الحارثی ملعون کی تکوار سے واقع ہوئی اور مسجد کوفہ میں ضربت سے شہید ہوئے۔

حضرت زینتؓ کی والدہ گرامی حضرت فاطمہ زہراؓ

ان کی والدہ حضرت فاطمہ الزہراؓ سیدۃ النساء العالیین، بضلع رسول الاطاہرہ، الصدیقة الکبریٰ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ سال چشم بعثت میں پیدا ہوئیں اور جناب رسول خدا نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی شادی حضرت علیؐ سے کی۔ سالی اول ہجرت میں اور اپنے والد جناب رسول خدا کی وفات کے بعد پہچانوے روز زندہ رہیں اور جناب رسول خدا نے بی بی پاک حضرت فاطمہ الزہراؓ کے لئے فرمایا تھا کہ

قالَ النَّبِيُّ: يَا فَاطِمَةُ إِنَّ اللَّهَ يَرْضِي لِرِضَاكِ وَيُفْضِي لِغَضَبِكِ
”یعنی اے فاطمہ اللہ تعالیٰ تیری مرضی پر راضی ہے اور جس نے فاطمہ سے نفرت کی، غصہ کیا تو خداوند علام اس سے ناراض ہے۔“

اور پاک بی بی حضرت فاطمۃ الزہرا کے بطن سے بھرت کے تیرے سال امام حسن پیدا ہوئے اور پھر چھ ماہ بعد حسین پیدا ہوئے پھر زینب دو سال بعد اور ام کلخوم ایک سال بعد پیدا ہوئیں کہ ان کو رقیہ اور زینب صفری کہا جاتا ہے۔

حضرت زینبؓ کے نانا حضرت رسولؐ خدا

بی بی زینبؓ کے جد (نانا) حضرت محمد مصطفیٰ سید المرسلین محمد بن عبد اللہؓ ہیں کہ جو تمام انبیاء کے سردار ہیں اور سب سے افضل ہیں۔

حضرت زینبؓ کی نانی حضرت خدیجہؓ

شہزادی حضرت زینبؓ کی نانی صاحبہ حضرت خدیجہؓ بنت خولیداً المونین ہیں اور ملکیۃ العرب حضرت خدیجہؓ الکبریؓ اسلام کی سب سے پہلی خاتون اول ہیں کہ جنہوں نے اسلام دین کی تقدیم کی، قرآن کی تقدیم کی اور بیرونی کی اور جانبی جریل نے آکر حضرت رسولؓ کی معرفت حضرت خدیجہؓ الکبریؓ کو سلام کہا ہے اور آپ کو بہشت کی مبارک پادوستی ہیں کہ جہاں رنج و غم کا گزر تک نہیں ہوگا اور حضرت خدیجہؓ الکبریؓ نے اُس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کو سلام کہا اور کہا کہ ہم تیری ہی جانب سے دنیا میں آئے ہیں اور وہاں تیری ہی طرف لوٹ کر آنے والے ہیں اور بے شمار درود سلام ہوں حضرت محمد مصطفیٰ پر، خدا کے اور جریل پر بھی اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں ان مبارک ہستیوں پر۔

حضرت زینبؓ کے دادا حضرت ابوطالبؓ

حضرت زینبؓ کے دادا حضرت ابوطالبؓ تھے کہ جو پیچا تھے رسولؐ خدا کے اور اپنے باپ کے جانشین تھے اور جب حضرت عبدالمطلبؓ، جد بزرگوار رسولؐ خدا کی

وفات ہوئی تو ابو طالب حضرت رسول خدا کے متنافل ہوئے اور تمام خرچ برداشت کیا اور انہوں نے بھی اپنے باپ کی طرح سے پیغمبر مسیح سے بے پناہ پیار محبت کیا اور ان کی حفاظت کے لئے خطرے کی جگہ (بستر) پر علیؑ کو سلاتے تھے۔ چنانچہ جب مشرکین نے رسول خدا کو شعبابی طالب میں نظر بند کر دیا تو آپ کو خطرہ اور بڑھ گیا تو حضرت علیؑ کو ہی خطرے کے بستر پر سلاتے تھے کہ حضرت محمد مصطفیٰؑ ہر حالت میں محفوظ رہیں۔

حضرت زینبؓ کی دادی حضرت فاطمہ بنت اسدؓ

حضرت زینبؓ کی جدہ فاطمہ بنت اسد بن عبد مناف بن ہاشمؓ ہیں کہ جو ابو طالبؓ کی بیوی اور رسول خدا کی چچی ہیں۔ خاتون اول ہاشمیہ ہیں جن سے اولاد ہاشمی نے پروش پائی ہے اور سب سے پہلے سے اسلام سے رابطہ رکھتی تھیں اور جناب رسول خدا پر ایمان تھا اور جناب رسول خدا کو ہی اپنے دفن و کفن کا ذمے دار تھا ایسا تھا۔ جبکہ جناب رسول خدا نے بہ نفس نفس خود ان کی قبر کو کھودا تھا اور اپنے لباس (بیراہن) سے کفن دیا تھا اور قبر و مخدی میں پہلے جناب رسول خدا نے اندر جا کر لیٹ کر دیکھا تھا تاکہ عظمت ظاہر ہو جائے اور بعض اصحاب نے کہا ہے کہ ہم نے آج تک ایسا کبھی نہیں دیکھا ہے کہ کسی کی قبر کو رسول خدا نے کھودا ہوا اور قبر میں لیٹے ہوں اور اپنے بیراہن سے کفن دیا ہو۔

فرمایا رسول اللہ نے کہ حضرت ابو طالبؓ کے بعد مجھ پر ان سے زیادہ مہربان کوئی نہیں ہوا۔ سوائے حضرت فاطمہؓ بنت اسد کے۔ وہ مجھے بہت عزیز تھیں۔ مجھ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں اور میری طرح کی خدمت انجام دیتی تھیں جس کی محبت میں میں نے اپنا بیراہن ان کا کفن بنا�ا تھا تاکہ ان کو جنت کے لباس (حلہ)

پہنائے جائیں اور قبر میں اسی لئے لیٹا تھا تاکہ بزرگی میں اضافہ ہو جائے۔

شخصیت حضرت زینبؓ

آپ کی تعریف و توصیف میں زبان گنگ ہے اور قلم عاجز ہے۔ اب کس طرح
آپ کی تعریف لکھی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ قول ہے کہ

مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ

یعنی اگر تمام چیز حاصل نہ ہو سکے تو چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ کچھ نہ کچھ تھوڑا احمد
ہی حاصل کر لینا چاہئے۔

اور ہم گنہگار عاصی پر معاصی اس لائق کہاں ہیں کہ حضرت زینبؓ جیسی مقدس
و بلند و بالا ہستی کا ہم ذکر کر سکیں اور یہ تو مختصر کتاب ہے جس میں ہم کچھ حالات لکھ
رہے ہیں ان کی سوانح حیات نہیں لکھ رہے ہیں۔ البتہ بطور نمونہ و تمثیل چند سطور
لکھی جائیں گی تاکہ دانشمندان کے قول کی زینت بن سکے۔

مرحوم شیخ عبداللہ ما مقانی نے جلد سوم میں تنقیح المقال میں حضرت زینبؓ کی
فضیلت اس طرح بیان کی ہے۔

زینب بنت علیؓ امیر المؤمنین کو مرحوم صدوقؓ نے راویان حدیث میں شمار کیا ہے
اور پھر بعد میں حدیث فذکؓ کو حضرت فاطمہؓ کے توسط سے ذکر کرتے ہیں اور پھر
کہتے ہیں۔

زینب و ما زینب و ما ادریک ما زینب هی عقیلہ بنی ہاشم و قدر
حاصلت من الصفات الحميدة

یعنی زینبؓ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں کہ کون زینبؓ، سُنویہ زینبؓ عقیلہ
بنی ہاشم ہیں اور صفاتِ حميدة میں بلند و بالا درجہ رکھتی ہیں کہ ان کی والدہ ہی صاحب

ہاند درج تھیں کائنات کی حورتوں میں افضل ترین تھیں ان کے بعد اگر کسی کا درج ہے
قرودہ ذات والا صفات حضرت زینبؑ کی ہے اور یہ بی بی صفت و صفت کے سات
پردوں کے اندر بند ہیں لور کر بلا کے واقعہ تک شہزادی زینبؑ جسی بلند صفات ہستی
کوئی دوسری نہیں تھی اور ان کے باپ اور بھائیوں کے زمانے میں بھی ان کی جیسی
دوسری ذات نہ تھی۔

اور وہ بزرگوار ہیں بلند مقام پر تھیں کہ ان کے بھائی امام حسنؑ نے روز عاشورہ
دین اسلام کی سر بلندی کے لئے انقلاب برپا کیا ہے اور پھر حسنؑ کے بعد ان کی
ولاد نے علی ابن الحسین (سید جاؤ) نے نی امیری کے خلاف ایسے ایسے خطبے دیئے
جس سے انقلاب کی شان بڑھی اور نی امیری کی حکومت ذمیل ہوئی اور اس بارے
میں شیخ صدقہ نے اکمال الدین میں اور شیخ نے کتاب المغیث میں اور مسعودی
نے اثبات الوصیہ میں حدیث نقل کی ہے ملاحظہ کریں۔

و كانت زينب تأخذنا التربية الصالحة (الخ)

لبی بی جتاب زینبؑ نے اعلیٰ تربیت و ادب اپنے باپ حضرت علی بن ابو طالبؑ
سے حاصل کیا تھا اور ان کے بھائی امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے بلند اخلاق کی تعلیم
ان کو دی تھی، جس کی وجہ سے یہ علم و فضل کے بلند مقام پر پہنچی تھیں۔

یعنی یعنی مازنی علائی اسلام کے بزرگ علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے اور روایت یہ ہے کہ
یہ انہوں نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جو قابلِ توجہ ہے اور روایت یہ ہے کہ۔

قالَ كَسْتَ لِي جُوازَ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْمَدِينَةِ مَدِيدَةً
یعنی یعنی مازنی کہتے ہیں کہ میں امیر المؤمنینؑ کے پڑوس میں رہتا تھا، تو میں نے
لبی بی زینبؑ کو کبھی نہیں دیکھا نہ کبھی ان کی آواز سنی۔

اور جب کبھی بھی اپنے نانا کی زیارت کو جانا چاہتی تھیں تو نصف شب میں گھر سے باہر نکلی تھیں اور حضرت علیؑ آگے آگے ہوتے تھے حضرت حسن دہنی سست اور حضرت حسین بائیں سست ہوتے تھے اور جب روضہ رسول خدا قریب آتا تھا تو حضرت علیؑ تیز تیز چلتے تھے اور حرم کی تمام روشنیاں (شمیں) بجھادیتے تھے۔ اور ایک بار امام حسن نے یہ بات حضرت علیؑ سے پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ کوئی زینب کو نہ دیکھ لے۔ (حوالہ: عدادزادہ)

ابوالفرج اصفہانی نے کتاب مقائل الطالبین میں لکھا ہے۔

زینب العقیلہ بنت علی ابن ابی طالب و اُمہا فاطمہ بنت محمدؐ الخ اور ابن عبیہ نے انساب الطالبین میں لکھا ہے کہ زینب کبریٰ و خضر امیر المؤمنین علیؑ تھیں کہ ان کی کنیت اُم الحسن بھی تھی اور یہ بی بی محشیہ بھی تھیں اور اپنے نانا مام باب اور بھائیوں کی حدیثیں بھی نقل کی ہیں۔

حضرت زینبؓ بحیثیت عالمہ

حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شافتی زندگی، تخلیقی جذبات اور انسان ساز ما حول سے کتنے ہی مردوں اور عوروں نے معیاری فکر عمل کا درس لیا۔ ابن عباس، میثم تمار، محمد حنفیہ، کمیل بن زیاد، رشید حجری، حجر بن عدی، قثیر، عمار پیاس، مقداد جیسے عالم و فاضل اور کامیاب انسان بن کرتارخ کے فلک پر چمکتے ہوئے ستارے بن گئے۔ ان بھروسے خارے حضرت زینبؓ نے اس عہد کی خواتین میں سب سے زیادہ فیض اٹھایا۔ حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانے میں حضرت زینبؓ کو فی میں عورتوں کو تفسیر قرآن بیان فرماتی تھیں ایک روز ”سورہ مریم“ کی تفسیر بیان فرمائی تھیں حضرت علیؑ تشریف لائے اور فرمایا! اسے نور دیدہ تمہاری تفسیر سن کر سرفت ہوئی اور پھر

خود کہیں، کی تفسیر بیان فرمائی کوفہ اور شام میں حضرت زینت نے جو خطبے ارشاد فرمائے اور جو اشعار واقعہ کر بلاؤ پر کہنے ان سے آپ کے علم کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

علی انصفر رسول زادہ اپنی کتاب ”قبر مان کربلا“ میں لکھتے ہیں:-

بس۔ بی بی زینت کی بلند عظمتی کی دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ عالمہ فاضل ہیں عصمت و طہارت کا دودھ پیا ہے اور پچھنے میں مدینہ نبوی میں رہ کر تربیت حاصل کی ہے اور علم علیؑ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور ان کے بارے میں حضرت سجادؑ نے کوئے میں خطبہ پڑھنے کے دروازہ فرمایا تھا کہ آپ بے شک عالمہ غیر معلمہ ہیں اور ہر ہر گلندی کی باتوں سے آگاہ ہیں۔

شیخ صدوق محمد بن ہابویہ نے فرمایا ہے کہ جب تک امام سجادؑ بیمار رہے اور طبیعت ناساز رہی تو حضرت زینتؑ ہی شرح کے ہر مسئلے حرام و حلال میں اپنا حکم جاری کرتی رہی ہیں۔

حضرت زینتؑ کا زہد و تقویٰ

آپ کا ایک لقب ”عابدہ“ بھی ہے یعنی کثرت سے عبادت کرنے والی۔ حضرت زینتؑ نے اپنی تمام عمر عبادت و اطاعت خدا میں صرف فرمائی آپ کا الحنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، ہونا جا گنا، سب حرکات و مکنات عبادت تھے۔ امام حسینؑ نے روز عاشورہ آخری رخصت کے وقت آپ سے فرمایا کہ ”اے ہن زینتؑ! ناقله شب پڑھتے وقت مجھے نہ پہولنا۔“

حضرت زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سفر شام میں باوجود ان مصائب اور زحمتوں کے جو آپ پر وار ہوئے آپ نے بھی نمازوں شب ترک نہیں کی۔ آپ کی عبادت کی شان کو دیکھ کر لوگ کہتے تھے کہ اس عبادت میں شان امامت کا پرتو نظر

آتا ہے۔

حضرت زینبؓ کی فصاحت و بлагت

اب ہم حضرت زینبؓ کی فصاحت اور بлагت کی طرف نظر کرتے ہیں اور بطور
نمونہ کچھ چیزیں خدمت ہے۔

حدیم بن شریک اسدی نے روایت کی ہے کہ ایک بار میں وارڈ کوفہ ہوا اور
اسیран آں آل محمدؐ پر نظر کی، امام زین العابدینؑ کا خطبہ سنا اور پھر عقیلہ العرب جناب
زینبؓ کبڑی کا خطبہ لجہ علیؑ میں سنا جس میں الہ کوفہ کو خطاب کیا گیا تھا۔

اس خطبے نے کوفہ میں انقلاب برپا کر دیا گواہ، ایک آگ لگادی جس سے ہر
الہ کوفہ سن سُن کر مرد و مستورات تمام کے تمام وحاذیں مار مار کر رورہے تھے
اور لوگوں کے رونے کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے جوان بیٹھے کی میت پر مادر روتی ہے
بے ساختہ تمام حمام خطبہ زینبؓ سن کر بے تباہ رورہے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حزم بن کثیر جو عرب کا فضیح و بلیغ عالم تھا، وہ
بھی بے خودی میں رورہا تھا اس کی ریش آنسوؤں سے ترخی اور خطبہ زینبؓ پر لجہ
علیؑ سکر بے انتہا حیران و پریشان تھا۔ اور بار بار کہتا تھا کہ:

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کہ آپ کے بزرگ بہترین بزرگ
ہیں جو ان بہترین جوان ہیں اور عورتیں آپ کی بے انتہا پاک و پاکیزہ ہیں۔ آپ
کی تمام نسلیں ہی پاک و پاکیزہ ہیں کہ نہ کسی طاقت و حکومت سے مغلوب ہوتی ہیں
اور نہ مشہور ہوتی ہیں۔ (بحوالہ: عمازادہ)

نیشاپوری رسالہ علویؑ میں لکھتے ہیں کہ زینبؓ بہت علیؑ فصاحت و بлагت میں،
زہد و عبادت میں، اپنے باپ اور ماں کی طرح تھیں۔

ابونصر بنیانی نے کتاب فاطمہ بنت محمد میں لکھا ہے کہ جو نکتے قابلی بیان ہیں اہمیت زینب کے بارے میں کہ شہزادی جناب زینب نے اپنے بھائی کی کس قدر زبردست مدد کی ہے اور جرأت و ثبات قدم اور موقع شناشی پر قادر تھیں۔ اور روز معرکہ کربلا اپنے بھائی کی کس طرح سے مدد کی ہے اور دربارہ امیں زیادہ کوفہ میں اور قصرِ بیزید شام میں کس قدر بلند ہمتی کا مظاہرہ کیا ہے اور کیسی زبان و طاقت استعمال کی ہے کہ زبان جس کو بیان نہیں کر سکتی۔ اور انقلاب حسینی کو اعلیٰ ہمتی سے ہم کنار کیا ہے۔ بالخصوص خطبہ دربار بیزید پر نظر ڈالیں تو پہلے جمل جائے گا کہ الفاظ کو کس طرح سمویا ہے جیسے دریا کو کوزے میں بند کیا ہو۔

جیسے یہ الفاظ ہیں:

امَنُ الْعَدْلِ يَا بَنَ الظَّلَفَاءِ

”کیا یہ انصاف ہے، اے ہمارے آزاد کر دو غلاموں کی اولاد!“
کس قدر جرأت و بہادری ہے اور اس فصاحت و بлагت و بلند ہمتی پر ایک کتاب تفصیل لکھی جاسکتی ہے۔

حضرت زینب نے کوفہ و شام میں جو خطبے دیے ان خطبیوں کی شان دیکھ کر اس عہد کے مورخین، علماء اور راوی کہتے ہیں کہ آپ کوئی خطابت میں کمال حاصل تھا ان کا بیان درود اور تاثیر میں اس قدر ڈوبا ہوتا تھا کہ سامعین کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ جاتے تھے۔ اس لئے آپ کو فصیح و ملیخہ کہا جاتا ہے۔ قدرت نے آپ کو فصاحت اور بлагت کا وہ جو ہر عطا کیا تھا جو آپ کو حضرت فتحی مرتب تھا، حضرت علیؑ حضرت فاطمہ زہراؓ سے درٹے میں لایا تھا آپ کے جو خطبیات ہارج کی کتابوں میں محفوظ ہیں ان کی شان ہماری ہے کہ فتح خطابت شہزادی زینب کا درجہ نہایت

بلند ہے۔

عماودہ بحوالہ شیخ طبری لکھتے ہیں:-

اور حضرت زینبؑ نے کافی حدیثیں اپنے والد سے نقل فرمائی ہیں، سید نور الدین فاضل جزائی نے کتاب خصالص زینبیہ (فارسی کی کتاب میں) فرمایا ہے کہ حضرت زینبؑ نے مدرسہ قائم کر رکھا تھا کونے میں حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانے میں اور آپؐ تفسیر قرآن بھی فرمایا کرتی تھیں۔ ایک روز آپؐ نے آئی کھیعص کی تفسیر فرمائی تو آپؐ کے والد حضرت علیؑ آگئے اور آپؐ نے بھی تفسیر سنی تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے بیٹی زینبؑ یہ ایک راز ہے کہ یہ آیتِ مصیبت آں رسول پر آئی ہے۔ جناب زینبؑ نے پوچھا بابا اس کی تشریح تائیے چنانچہ آپؐ نے تشریح بیان کی تو جناب زینبؑ کھیعص کی تفسیر سن کر بہت روئیں اور پریشان ہوئیں۔

صبر حضرت زینبؑ

اگر کسی شخص کو حضرت زینبؑ کا مقام صبر و تحبیبی دیکھنا ہو تو تفصیل سے ان تمام حالات کو پڑھے جو روزِ عاشورہ آپؐ پر مصائب گز رے ہیں اور راہ کوفہ و شام میں دربارِ یزید میں کس کس طرح کی مصیبتوں آپؐ پر گزری ہیں۔ تب انسان کو صحیح پڑھے گا کہ طاقتِ بشریہ بال مجور ہے۔ یعنی آپؐ کے مصائب کی تو کوئی اختیاری نہیں ہے۔ اور حقیقت ہے کہ یہ علیؑ جیسے شجاع کی شیر دل بیٹی تھیں جس نے مصائب کے پہاڑ برداشت کیتے ہیں اور کسی بھی جگہ پر صبر کا واسن نہیں چھوڑا ہے ہر حال میں راضی بہ رضاۓ الہی رہی ہیں۔ اور یہ بی بی اس قدر غم زدہ ہیں کہ پیدائش سے لے کر وفات تک مصیبت ہی مصیبت میں گزارا ہے۔ مثلاً ۵ سال کی عمر میں نہایہ کا

سایہ سر سے آٹھ گیا اور پھر انہی ماں پر مصیبتوں کے پھاڑ گرتے دیکھا جنوں نے فرمایا تھا کہ:

صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرنا لیا لیا
پھر اپنے باپ علی کو پھیس سال تک حق خلافت سے محروم دیکھا اور مر کو علم گھر میں گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر باپ کی شہادت کے دس سال بعد تک امام حسن کے مصائب دیکھنے پھر مدینے سے مکہ بھرت کی اور دہاں سے کربلا سے شام تک کس قدر مصائب برداشت کئے۔ قلم بیان نہیں کر سکتا ہے۔

آیا یہ اتنی بڑی مصیبہ کہ ایک روز میں بھرے گھر سے اخبارہ جتنازے لکھے اور تمام اقرابا کر بلا میں شہید ہو گئے۔ کیا اتنا بڑا اصدامہ بی بی زینب کے علاوہ کوئی اور بی بی برداشت کر سکتی تھی کہ تمام عزیز و رُذفہ کر بلا میں ایک روز میں مارے گئے، خیموں کو لوٹا گیا، پھر آگ لگادی گئی اور بی بی پوپوں کی چادروں کو بھی چھین لیا گیا۔ پھر سب کو اسیر کر لیا گیا۔ ہاتھوں کو پشت کی طرف باندھا گیا، پھر بھی صبر و ضبط کا دامن بی بی جتاب زینب سے نہیں چھوٹا اور ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرنی رہیں اور جس وقت کوئی انسان ان مصائب پر غور و فکر کرتا ہے تو اس کی ہمت جواب دے جاتی ہے اور پھر قول مولانا علی یاد آتا ہے کہ مومن مصائب کے سامنے پھاڑ سے بھی زیادہ حکم ہے۔ شاہر نے کیا خوب کہا ہے۔

در راو دیں لباس شہامت چو دو جھد
ز پہنڈہ آن لباس بر امام زینب است
”دین کے جسم پر اگر صبر و فکیبائی کا کوئی لباس پہنایا جاتا تو وہ لباس حضرت زینب کے جسم پر بھی ہوتا۔“

عبادت حضرت زینبؑ

جس ذات (زینبؑ) کا ناظم غیر اسلام ہو تو اللہ تعالیٰ آیہ طہ ما انزلنا علیک القرآن لشقی نازل فرماتا ہے۔

شہزادی زینبؑ کے باپ علی بن ابو طالبؓ ہیں کہ ایک دن رات میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ان کی والدہ جناب فاطمہ الزہراؑ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب بحرب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو خداوند عالم ملائکہ کے سامنے فخر و مبارکات کرتا تھا اور جس کے بھائی حسن و حسینؑ تھے ہوں تو پھر اُس بہن (زینبؑ) کی عظمت عزت و طہارت کا کیا کہنا اور عبادت تو اسی ہی خاندان کی زینت ہے اور کچھ محدثین و مؤرخین کا کہنا ہے کہ جناب زینبؑ عبادت میں اپنی والدہ کی صفات کی حالت تھیں کہ تلاوت کلام پاک میں رات بسر ہو کر صبح ہو جاتی تھی اور آپ نے ہمیشہ ہمیشہ تجدیگزاری کی ہے۔ حد پے کہ مصائب کی رات یعنی گیارہ محرم کی رات کا واقعہ سید جاود فرماتے ہیں کہ پھوپھی جناب زینبؑ کو میں نے عبادت خدا میں مشغول پایا۔

اور فاضل قائمی ہیر جندی نے مقالی محترمہ سے لکھا ہے کہ حضرت سجادؑ فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی نے کبھی تجدی کی نمازوں میں چھوڑی اور حضرت سجادؑ کا یہ بھی بیان ہے کہ جب ہم کو گیارہ محرم کو فتنے کی سمت یجايا جا رہا تھا اور پھر شام یجايا جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میری پھوپھی جناب زینبؑ کھڑے ہو کر تمام واجب اور مستحب نمازوں پڑھتی تھیں لیکن بعض موقعوں پر ہم نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو ہمیں فکر لاحق ہو گئی اور ہم نے اس کا سبب دریافت کیا تو بتلایا کہ تم روز سے میں نے کھانا نہیں کھا یا ہے بھوک کی کمزوری کے سبب میں کھڑے ہو کر نمازوں پڑھ رہی ہوں کیونکہ فوج

زینب کے لوگ فی کس ایک روٹی کھانے کو دیتے تھے جو کم ہوتی تھی اس نے جناب زینب اپنا حصہ پھون کو دے دیا کرتی تھیں اس وجہ سے کمزوری زیادہ آگئی تھی۔

حضرت زینبؓ کی اولاد

آپ کے پانچ بیٹے، علی زینی اور عباس زینی سے نسل چلی اور تین بیٹے حضرت عون اور حضرت محمد اور حضرت عبید اللہ کرbla میں نہایت کم سنی میں شہید ہو گئے ایک بیٹی کلثوم تھیں۔ ان کی شادی بیچا کے بیٹے قاسم بن محمد جعفر طیار کے ساتھ امام حسین نے اپنی پسند سے کرائی تھی۔ حضرت زینبؓ کی نسل میں بہت عظیم علماء اور شعراء پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت زینبؓ کے سفر

پہلا سفر آپ کا حضرت علیؓ کے ساتھ مدینے سے کوفہ کی طرف انہائی شان و شوکت سے ہوا۔ دوسرا سفر امام حسنؑ کے ساتھ کوفہ سے مدینے کی طرف ہوا۔ تیسرا سفر امام حسینؑ کے ساتھ مدینے سے مددہ کی طرف ہوا۔ چوتھا سفر مکہ سے کربلا کی طرف پانچ ماں سفر کرbla سے کوفہ اور پھر شام کی طرف چھٹا سفر شام سے کربلا کی طرف، ساتواں سفر کرbla سے مدینے کی طرف، زندگی کا آخری سفر مدینے سے شام کی طرف ہوا اسی سفر میں راستے میں وفات ہوئی۔

حضرت زینبؓ کی وفات

عبداللہ ابن زبیر کے عہد میں مدینہ میں انہائی سخت قحط پڑا، حضرت عبد اللہ ابن جعفر، بنی ہاشم کی ہستیوں کو لے کر شام کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت زینبؓ بھی

اس سفر میں ساتھ تھیں۔ ”زینبیہ“ کے مقام پر پہنچ کر آپ نے راستے ہی میں علاں کی بناء پر وفات پائی۔ اور وہیں آپ کی قبر بھی نی۔

عرش پر یوم وفات حضرت زینبؼ

مجلس وفات زینبؼ میں امام مہدی علیہ السلام کی شرکت

ایک خواب: عالم جلیل مولانا ابو الحسن الحاج شیخ محمد باقر صاحب کتاب کبریت احرار پسے سکھول جس کا نام سفیہۃ القماش ہے لکھتے ہیں۔ کہ جس زمانہ میں میں عقبات عالیات میں تحصیل علم کرتا تھا۔ وہاں ایک سید بزرگ رہتے تھے۔ ایک دن جبکہ وہ حرم مطہر میں زیارت کے لئے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک ترک زوار بعد زیارت بالائے سر حضرت امام حسینؑ پیٹھ کر تلاوت قرآن مجید کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر اس سید جلیل نے اپنے دل میں کہا کہ کس قدر انفسوں کا مقام ہے کہ ترک دوبلم کے لوگ تو اس کتاب کی تلاوت کریں جو تمیرے جد پر نازل ہوئی تو باوجود یہ کہ اولاد پیغمبرؐ ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کتاب سے مستقیض نہ ہو۔ اس سید بزرگ کو ایسی غیرت و امکیر ہوئی کہ اسی روز سے یہ معمول کر لیا کہ دن کے ایک حصہ میں سقای کر کے معاش حاصل کرتے اور باقی دن حصول علم میں صرف کرتے آخر کار اسی ترقی کی کہ درس جنتہ الاسلام مرحوم میرزا محمد حسن شیرازی میں شریک ہونے لگے۔

بہکہ بعض اُن پر اجتہاد کا گمان کرتے ہیں۔ ان کا تقدس و تقویٰ اور کثرت عبادت زبانِ زد خاص دعام تھی۔ یہ سید جلیل مرحوم ہو گئے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں امام زمانہ حضرت جنت بن الحسن علیہ السلام کو آشنا نہیں کیا۔ میں نے سلام کر کے استفسار حال کیا۔ فرمایا آگاہ ہو جس روز سے میری پھوپھی جناب زینبؼ نے وفات فرمائی ہے۔ ہر سال بروز وفات آں مخدودہ ملائکہ

آنانوں پر مجلس کرتے ہیں اور آپ وہ خطبہ جو آپ نے بازار کوفہ میں ارشاد فرمایا۔ پڑھ کر مشغول گریہ و بکا ہوتے ہیں جب میں جا کر انہیں خاموش کرتا ہوں تو وہ ساکت ہوتے ہیں۔ آج روز و قات حضرت زینت ہے اور میں اسی مجلس سے واپس آ رہا ہوں مرحوم سید نے مجھے روز اور تاریخ بھی بتائی تھی۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ مجھے مطلق یاد نہیں رہی۔ بلاشبک اس معظمه کی فصاحت انہر میں لفڑی ہے۔ چنانچہ جب آپ نے امین زیاد کے سامنے احتجاجات کئے اور اُسے ساکت کر دیا تو اس ملعون نے متعجب ہو کر کہا کہ یہ بڑی شجاع عورت ہے۔

مقامِ فتن حضرت زینت

اس بارے میں تاریخ دانوں نے بہت اختلاف کیا ہے۔ لہذا ہم چند گزارشات کریں گے۔ شیعہ و سنی مورخ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ حضرت زینت روزانہ مدینے میں امام حسینؑ کی مظلوم شہادت اور بنی امية کے ظلم کو دنیا کو جتنا لیتی رہتی تھیں اور بنی امية کو ذلیل کرتی رہتی تھیں اس لئے حاکم مدینے نے یزید کو لکھا کہ زینت نے کربلا کا واقعہ بیان کر کے انقلاب برپا کر دیا ہے۔ لہذا ان کو مدینے بدر کرنے کا حکم دیا جائے اور ان کو حرمین شریفین کے علاوہ کسی بھی بدتر سے پدر ملک اور شہر میں پہنچ دیا جائے۔ چنانچہ جب جناب زینت کو حکومت نے مطلق کیا تو وہ راضی نہیں ہوئیں البتہ بحالت مجبوری بنی ہاشم کی عروتوں اور امام سجادؑ کے کہنے سے مصر کی طرف جانے پر راضی ہو گئیں۔ حاکم مصر کو جب معلوم ہوا کہ جناب زینت مصر تشریف لا رہی ہیں تو اُنے گرم جوشی سے آپ کا استقبال کیا اور اپنے محل میں نٹھرے ایسا اور آپ نبی گیارہ ماہ چند روز رہ کر چودہ رجب کو سال ۲ ہجری قمری میں وفات فرمائیں، اور آپ کا روضہ مصر میں ہے۔ اور تمام دنیا کے مومنین کے لئے

زیارت گاہ ہے۔ یہ واقعہ حضرت زید شہید کی پوتی زینب بنت سعیٰ کا ہے جو شہزادی زینب بنت علیٰ سے مسحوب کر دیا گیا ہے۔ اس لیے بعض لوگ چودہ رجب کو آپ کی وفات مناتے ہیں۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ جناب زینب نے قحط والے سال میں اپنے شوہر عبداللہ بن جعفرؑ کے ساتھ شام کا سفر کیا اور معلوم ہوا کہ عبداللہ کی شام میں جا گیر تھی زینب و جائیداد تھی۔ وہاں شام جا کر بی بی پیار ہو گئیں اور انقلال فرمائیں اور آپ کی قبر شام میں نزدیک دمشق ہاشمیہ میں روپہ تغیر ہوا ہے اور روزانہ ہزاروں زائرین قبر مبارک (روضہ) پر آتے ہیں۔

علیٰ اصغر رسول زادہ کتاب ”قہر مانِ کربلا“ میں لکھتے ہیں:-

اب یہاں پر یہ مخالفت ہے کہ ملک مصر میں زینب و خڑخت علیٰ کا مزار ہے یا ان کی بہن زینب صفری (ام کلثوم) کا مزار ہے۔ یا اولاد علیٰ میں کوئی اور زینب ہیں۔ اور بعض حضرات نے زینب بنت علیٰ کے تین مدن باتے ہیں۔ یعنی حضرت علیٰ کی تین بیٹیاں زینب، جن کے نام تھے۔ اور اب سوال یہ ہے کہ کون ہی دو قبور میں سے صحیح ہے اصلی مرقد مصر میں ہے یا اصلی روپہ شام میں ہے۔

اور جب ہم تحقیق کرتے ہیں تو پہنچتا ہے کہ تینوں مزارات صحیح ہیں کیونکہ حضرت علیٰ کی تین بیٹیوں کے نام زینب تھے اور ان کی کنیت ام کلثوم تھی۔

(۱) زینب..... کہ جن کی کنیت ام کلثوم تھی۔ امام حسینؑ کی بہن تھیں اور ان کو زینب اوس طبقی کہا جاتا ہے وہ مدینے میں وفات پائی تھیں اور ان کو مدینے میں نماز جنازہ حضرت سید سجادؑ نے پڑھا کر دفن کیا تھا۔

(۲) زینب..... کہ ان کی کنیت بھی ام کلثوم تھی اور یہ بھی امام حسینؑ کی بہن

تھیں اور ان کو زینبؓ کبریٰ کہا جاتا ہے اور ان کی عبداللہ بن جعفرؑ سے شادی ہوئی تھی اور مع اپنے بیٹوں، عونؓ و محمدؓ کے کربلا میں موجود تھیں اور عونؓ و محمدؓ کربلا میں شہید ہو گئے تھے اور انہوں نے ہی راہ کوفہ و شام میں حسینؑ کے نام پر انقلاب برپا کیا ہے اور پھر مدینہ چلی گئیں وہاں پر بھی نہ رہنے دیا گیا تو پھر حجاز میں چلی گئیں اور پھر اپنے شہر کے ساتھ ملکہ شام کا سفر کیا اور دمشق میں ہی خیمه شوہر میں وفات پا گئیں اور شام میں ہی دفن کر دی گئیں لہذا آپؑ کی قبر پر لکھا ہے۔

هذا قبر زینب الوسطی بنت علی بن ابی طالب

اور یہ ہیں تیرکی زینب..... کہ زینبؓ کبریٰ کہلائیں۔

(۳) زینب..... کہ جن کی کنیت ام کلثوم ہے اور ان کی مادر فاطمہ زہراؑ کے علاوہ ہیں اور شیخ مفید نے ان کو ارشاد میں لکھا ہے کہ یہ بھی کربلا میں تھیں اور کوفہ و شام میں بھی رہیں ہیں۔

اور واقعہ حزہ کے بعد جب کہ یزید نے اپنی فوجوں کے لئے تین روز کے لئے مدینے کو حلال قرار دے دیا تھا کہ فوج خوب لو۔

ان زینبؓ نے بھی امام حسینؑ (اپنے سوتیلے بھائی) کا نوحہ کیا ہے اور زینبؓ نے مدینے میں انقلاب حسینی برپا کر دیا تو والی مدینہ کو خطرہ لاحق ہو گیا اور اُس نے یزید ملعون کو لکھا کہ:

”اب زینبؓ نے حکومت کی جڑیں ہلا دی ہیں ان کو مدینے سے باہر نکال دیا جائے اور یزید نے آپؑ کو مدینے سے نکل کر مصر جانے کا حکم دیا اور ۵ غرہ شعبان بھری میں مصر میں داخل ہو گئیں اور جب مصر گئیں تو وہاں کے گورنر نے آپؑ کا پرتپاک استقبال کیا اور جنابؓ زینبؓ نے سفر کی تھکان کا ذکر کیا اور یہاں ہو کر انقلاب

(۵۳)

فرما گئیں اور وہیں پر مصر میں دفن ہو گئیں۔

کتاب ”وقات زینبؓ کبریٰ“ کے موف لکھتے ہیں:-

(۱) زینب..... جو کہ مدینے میں دفن ہیں شام سے واپسی پر ۳ ماہ دس روز سال ۱۴ ہجری میں وفات کر گئیں۔

(۲) زینب..... جو کہ مصر میں دفن ہیں شب یکشنبہ ۱۳ ارجب سال ۶۲ ہجری میں وفات کی ہے۔

(۳) زینب..... جو کہ شام میں دفن ہیں وہ ۲۷ جمادی الاول کو عبد الملک بن مردان کے زمانے میں ۶۵ ہجری میں وفات کر گئیں اور کسی نے کہا کہ ۲۷ ہجری میں انتقال کیا ہے۔

عبدیلی۔ نساب یعنی بیچی ابن الحسن ابن جعفر الجحت ابن الامیر عبد اللہ بن الاعرج ابن الحسین الاصغر ابن علی زین العابدین ہیں اور یہ وہ ہیں جنہوں نے شہروں (نساب) کو جمع کیا ہے اور کئی کتابیں اخبار المدینہ، اخبار الزہبیات و کتاب النسب اُس کی یادگار ہیں۔

سال ۲۱۳ ہجری میں مدینے میں پیدا ہوئے اور سال ۲۸۷ میں مکہ میں وفات ہے انہوں نے کتاب زہبیات کہ جو قرن دوم (دوسری صدی) میں مدینے میں کسی گئی معتقد ہے کہ زینبؓ کبریٰ دختر امیر المؤمنین خواہر امام حسینؑ اور قاطرہ الرابع مصر میں دفن ہیں وہ آیت اللہ علامہ شہرتانی بھی ان کے ہم عقیدہ ہیں۔

سوراخ مشہور حسینؑ عاذزادہ نے اپنی کتاب زینبؓ کبریٰ میں زینبؓ کبریٰ کے بارے میں یہ نتیجہ نکلا ہے۔

(۱) قبر رقیہ دختر بزرگ فاطمہ بنام زینبؓ اور کنیت اُم کلثوم، بقعہ میں دفن ہیں۔

(۲) قبر حضرت زینت کبریٰ کنیت اُم کلثوم کے جو شروع میں زینت صفری تھیں اور بعد میں زینت کبریٰ مشہور ہو گئیں اور حوریٰ شام میں ان ہی کا روضہ مبارک ہے اور ان کی قبر کے پھر پر زینت صفری لکھا ہوا ہے۔

(۳) حضرت زینت صفریٰ کہ صحابہ القلبیہ سے ہیں قاطر المساجع مصر میں مزار ہے۔ واللہ عالم بالصواب۔

مولانا ابن حسنؒ بخوبی لکھتے ہیں:-

بھیسے قاہرہ (مصر) میں مشہد ”رَأْسُ الْحَسِين“ بڑے جاہ و جلال کا روضہ ہے ابھی سے شام تک یہاں شوق زیارت رکھنے والوں کا تاثرا بندھا رہتا ہے۔ اور تمام مصریوں کا ایمان ہے کہ اس مقام پر سردار شہید اہل حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک دفن ہے، حالانکہ دریائے نيل سے سیراب ہونے والی زمین کے دامن میں حضور کے پوتے جناب زید ابن علیؑ اben الحسینؑ کا سرد فنا یا گیا تھا.....

اسی طرح مصر کے باشندے یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ قاہرہ کے قاطر المساجع والے علاقے میں شاہراہ سیدہ زینت پر جو مزار ہے، وہ غالباً زہر آجناہ زینت علیا کی درگاہ ہے! اب لاکھ کہیے کہ غالباً زہر اسلام اللہ علیہما بھی مصر نہیں آئیں! اور کہا رازینیات کے جامع عبیدی نیز المطبات الکبریٰ کے مصنف شعرانی نے جن روایتوں پر تکمیل کیا ہے وہ بہت کمزور ہیں۔ لہذا قاہرہ میں آپ کے مزار کے متعلق کوئی بات بھی قابل اعتبار نہیں بھی جاسکتی۔ مگر مصری اس حقیقت پر توجہ دینے کو تیار نہیں ہوں گے۔! جب کہ مصر میں ایک سے زیادہ ایسے مقامات ہیں جنہیں مشاہد زمینی کا نام دیا گیا ہے! اور خیال ہے کہ زینت علیا وہیں آرام فرمائی ہیں۔

مثلاً..... اسوان شہر کے قبرستان میں ایک مقبرہ ہے، جو قبہ نسبتیہ کہلاتا ہے!

مگر واقعہ یہ ہے کہ اس جگہ حضرت زینت بنت علیؓ نہیں بلکہ اموی دور کی ایک مشہور خاتون عباسہ بنت جرج (متوفی اکھھ) دفن ہیں۔

دوسرا مرقد باب الفرقاہر کے شہر خوشاب میں ہے۔ عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ جناب زینت علیہا السلام کی قبر مطہر ہے۔ لیکن! باخبر حضرات جانتے ہیں کہ اس احاطے میں جناب محمد خینہ کے پرپوتے احمد ابن محمد کی صائززادی مدفون ہیں۔ ان کا نام بھی زینت تھا۔ تیراروضہ مقابر قریش میں ہے اور اس مبرک جگہ کے بارے میں زیادہ زور دیا جاتا ہے کہ جناب زینت کا مزار ہے۔ لیکن تحقیق کرنے والے کہتے ہیں کہ اس مقام پر حضرت امام حسینؑ کی پرپوتی زینت بنت یحییٰ کا مزار ہے۔ ۱۹۳

فاطمی خلیفہ ظاہرا پسے محل سے نکلے پاؤں چل کر آپ کے دربار میں حاضری دینا تھا! ہمیں بھی اس عظیم خاتون کے آستانے پر پیشانی رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اچھا! اب ذرا تاریخ سے پوچھیں کہ پاسبان عظمت کر بلا عقلیہ میں ہاشم جناب زینت کبریٰ کا روضہ اقدس کہاں ہے۔

وقائع نگار لکھتے ہیں کہ:

کربلا کے روح فرسا اور جاں گداز الیہ کے بعد جب حرم مدینے پہنچ گئی تو پورا شہر عزاخانہ بن گیا۔ شہیدوں کی یاد، مصائب کے ہجوم اور شب و روز کی گریہ وزاری سے جناب زینت کی حالت دگر گوں ہو گئی۔ پھر ایک مشکل یہ پیش آئی کہ مدینے میں کمال پڑ گیا ان حالات کے پیش نظر جناب عبد اللہ بن جعفر نے طے کیا کہ کچھ عرصہ کے لئے باہر چلے جائیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی شریک حیات جناب زینت علیا کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا۔ دشمن کے آس پاس آپ کے باغات تھے۔ زرخیز زمین تھی

اور عام طور پر دہاں موسم خوش گوار رہتا ہے۔

مشہور سورخ مرزا حسن خان مراغی (متوفی ۱۳۱۷ھ) اپنی تصنیف "الخیرات الحسان" کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۹ پر اور معروف محقق سید صدر (متوفی ۱۴۰۶ھ) اپنی علی کاوش "نہجۃ الالحمرین" کے صفحہ ۷۶ پر لکھتے ہیں۔

"امیر المؤمنین کی صاجزاً دی زینب کبریٰ، مدینے میں خلک سالی کے باعث عبد الملک بن مروان کے زمانے میں اپنے شوہر کے ہمراہ شام تشریف لائیں مگر جلد ہی آپ کی صحت جواب دے گئی! اور آپ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ جناب عبداللہ ابن جعفر کے بارگاہ میں آج پکا مزار ہتا!

ان کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے والشوروں نے اپنی کتابوں میں جناب زینب کی قبر انور کے بارے میں بہت سچھ لکھا ہے۔

آٹھویں صدی ہجری کے مانے ہوئے عالم ابو بکر موصی اپنی تصنیف "فتح الرحمن" میں تحریر کرتے ہیں کہ

"سیدہ زینب کبریٰ جو علیٰ کی دختر گرامی اور قاطلة کے فرزند حسن اور حسین اور محسن کی بین تھیں۔ واقعہ کربلا کے بعد شام آئیں اور دمشق کے نواحی علاقے راویہ میں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ وہیں آپ کی لحد پر آسان شنم افشاٹی کرتا ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکثر زیارت قبر زینبیٰ کے لئے جاتا تھا مگر ہم میں سے کوئی شخص روپڑ کے اندر داخل نہیں ہوا کہ ادب و احترم کا سیکھی تقاضہ تھا" (صفہ: ۳۸۱)

اور نویں صدی ہجری کے مصری عالم ابوالسقا و بدرا اپنی، کتاب "نہجۃ النام فی حسان الشام" میں رقم طراز ہیں۔ "سیدہ زینب کبریٰ بنت علی ابن ابی طالب" اپنے بھائی حسین کی شہادت کے بعد شام آئیں اور یہاں آنے کے بعد پیار ہو گئیں۔

بیہیں آپ کا انتقال ہوا اور دمشق کے نوائی علاقے میں دفن کی گئیں۔ اب اس مقام کو ”بلدة الصّلت“ (سیدہ کا شہر) کہا جاتا ہے، (صفحہ ۲۷۸ طبع مصر)

اور حافظ ابن طولون دمشقی متوفی ۹۵۳ھ میں اپنی کتاب ”سیرت العقیلہ زینت الکبریٰ“ میں ترقیم فرماتے ہیں کہ:

”علیٰ ابن ابی طالبؑ کی صاحبزادی زینت کبریٰ دمشق کے قریب راویہ میں مدفون ہیں۔ جگہ ”قبراست“ کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔“

ای طرح علامہ شیخ حسن یزدی - شیخ الفہما میرزا علیکمی آئیہ اللہ میرزا محمد حسن شیرازی - محدث کبیر میرزا حسین نوری اور سوراخ جلیل شیخ عباس قی کی بھی یہی تحقیق ہے کہ جناب زینت سلام اللہ علیہا شام میں آرام فرمائیں۔ مگر راویہ جہاں ثانی زہرا کا مزار ہے اب دمشق کا یک قریب یا مضافاتی بستی نہیں بلکہ ایک بجا ہوا شہر ہے جس میں چوڑی چوڑی سڑکیں بھرے ہوئے بازار، خوشنا�گان، شاندار ہوں، آرام دہ ذرائع آمد درفت، اطمینان بخش موافقانی نظام، عصری طرز کے مدرسے، قابل فخر علمی ادارے اور سب سے بڑی بات امن و امان کی فضاء، روحانیت سے بھرا ہوا ماحول اور اس میں ثانی زہرا کے روضہ اقدس کی نور بر ساتی ہوئی جاذب نظر عمارت جہاں دعائیں قبول ہوتیں ہیں۔ کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے اور قلب و ضمیر کو زندگی ملتی ہے۔

حضرت زینت کا مزار

”روضہ حضرت زینت دمشق (شام) میں شہر سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ روضہ چھوٹے سے خوبصورت باغ میں ہے مجن سگد مرمر کا ہے۔ قصبه زینتیہ“ کی آبادی سب اہل سنت حضرات پر مشتمل ہے۔ روضہ کے سنگی ستون کا ایک برآمدہ

سر آغا خان کی والدہ نے تحریر کر لیا ہے۔ وسط میں حضرت زینت کی قبر مبارک ہے روپہ کا گنبد آہنی چادریوں کا ہے جس پر بزرگ غن ہے۔ ملک سونے کا ہے یہ روپہ ترکی سلطنت کے عهد میں تحریر ہوا تھا۔ آج تمام عالم کے مسلمان عقیدت کے آنسو نچادر کرنے کے لئے بی بی سے علم و تقویٰ کی بھیک مانگنے کے لئے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔

شام کے ایک شاعر کا کلام (ترجمہ)

ہمارے دماغ میں شہر شام سے بہشت کی خوبیوں آ رہی ہے اور روپہ زینت بنت علیؓ ہے اور انہوں نے بزید ملعون کے نام کو مٹا کے رکھ دیا اور پورے ملک شام میں جناب زینتؓ ہی کا دور دورہ ہے۔

زینت شام میں آئیں۔ شام کو برپا دکر دیا اور پھر واپس چلی گئیں اور دنیا والوں کو اپنے آنے سے تعجب میں ڈال دیا اور چلی گئیں۔

زمین کربلا سے کوفہ اور شام تک ہر جگہ حسینؑ کے نام کا جھنڈا گاڑ دیا اور واپس چلی گئیں اور لہجہ علیؓ میں خطبہ پڑھا اور کونے والوں کو صحیح راستہ دکھلایا اور چلی گئیں اور اپنے خطبے سے دین حق کو روشن کر دیا اور ایک عالم کو اہل ایمان کر دیا اور واپس چلی گئیں۔

میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ان کی آواز میں شجاعت حیدر یہ تھی کہ لوگوں کے دلوں کو ہلا دیا اور واپس چلی گئیں۔

اور نوک نیزہ پر اپنے بھائی کے سر کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس قرآن کی تفسیر کر دی اور واپس چلی گئیں۔

بزید ملعون کے دربار میں خطبہ لہجہ علیؓ میں کس شان سے دیا، کتنی بہادری، رعب

اور جلالت تھی کہ یزید کی حکومت کو بتاہ کر ڈالا۔ زبردست انقلاب آ گیا اور واپس چل گئیں ملک شام میں ہر طرح کا عیش و طرب کا سامان تھا لوگ جنین سے بسر کر رہے تھے لیکن جب آپ شام میں آئیں اور واقعات کر بلا بیان کئے تو عجیب انقلاب آ گیا گویا حکومت یزید میں آگ لگ گئی اور شام کی عیش و عشرت ختم ہو گئی اور شام دیران ہو گیا ہے۔ امیر المؤمنین علیؑ کی بیٹی ایک شام کے دیرانے میں دفن ہو گئی گویا عیش بہار خزانہ چھپ گیا اور آپ ملک کو دیران کر کے چل گئیں۔

سیدہ زینبؑ ایک نشان را تحریر:- فضل حق

کر بلا کی مثال یجھے۔ ایک ماہ کا سفر، دس دن کا صحرائیں قیام، یوم عاشورہ پر شہادتیں کئی دنوں پر محیط کی، واقعہ ایک ہی تھا، ہوا اور تاریخ بن گیا۔ انسان نے اسے تاریخ میں لکھ کر زمینی واقعات کی طویل فہرست میں ڈال دیا۔ آسان والوں نے یہ بات پسند نہ کی۔ ان کا فیصلہ مختلف تھا۔ ہاتھ غیب نے پیغام کر بلا کو آسمانی آواز بنا کر اسے ابدیت عطا کر دی چنانچہ کرب و بلا آج بھی زمین کے چپے چپے پر جاری ہے۔ زمین والے آسمانی فیصلوں کو نظر انداز کر سکتے ہیں، بدلتیں سکتے۔ کر بلا کی داستان اب بھی لکھی، پڑھی اور سنی جاتی ہے۔

کر بلا کے بعد کا ہر زمانہ اپنی کوئی شخصیت نہیں رکھتا، وہ محض کر بلا کا ایک حاشیہ ہے۔ دایاں بایاں صرف لفظوں کا کھیل ہے۔ دشت نیوا کے بڑھتے چھلٹے، سکڑتے، سمنٹے حاشیوں کی حرکت میں ”لاتفسدوفی الارض“ کی آواز ہر لمحہ گونجتی ہے۔ اس گونج میں ایک بار عرب نسوائی خطاب ساتھ ساتھ سنائی دیتا ہے۔ ایک آواز

جو آسمانی بھی ہے، زمینی بھی عالم غیب سے رشتہ رکھتی ہے، عالم ظاہر کو تھرثارتی رہتی ہے، اس آواز میں ہبہ بھی ہے وقار بھی اور زبان پر اختیار بھی۔ یہ آواز اس خطاب کی ہے جو سیدہ زینت نے کربلا سے کوفہ اور دمشق کا سفر کر کے یزید کے دربار میں آمریت کو لکارتے ہوئے کیا تھا۔ سیدہ زینت کا وہ سفر کب کافم ہو گیا، خطاب زینت کا سفراب بھی جاری ہے۔ کرۂ ارض پر جوں جوں کرب و بلا میں اضافہ ہوتا ہے اس خطاب کے جملے اسی نسبت سے تلخ ترستائی دیتے ہیں۔ کبھی لہنان کے خیل زاروں میں، کبھی طرابلس کے بازاروں میں، ہر ملک، ملک ماست کہ ملک خدائے ماست، جب سے آٹھویں ترمیم نے پاکستانی قوم کو حیات جزوی بخشی ہے ہر شہر آوازوں کا گنبد بنا ہوا ہے۔ حریت کی آوازیں، آزادی کی آوازیں، ضمیر آپادی کی آوازیں، دارالحکومت بھی کئی دن سے ان آوازوں کی پیٹ میں ہے۔ ہم نے یہاں کئی آوازیں سنی ہیں جوچ بچ شنیدنی تھیں۔

۶۔ کیم شعبان ۱۳۰۲ھجری سے ۳۰ مارچ ۱۹۸۲ء جتاب سیدہ زینت عالیہ اسلام میں زینب سلام اللہ علیہا کا سال منانے کی اولیٰ۔ سبز روشنائی میں ایک خوش رقم اشتہار کا عنوان۔

اشتہار کو مزید جو پڑھا تو معلوم ہوا کہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۲ء جتاب سیدہ زینت عالیہ مقام کا یوم ولادت تھا۔ اسی نسبت سے لوگوں نے یہ سال منانے کی تھانی ہے۔ سیدہ زینت کی عظمت کی نسبتیں ہزار ہیں تاہم یزیدی دربار میں ان کا خطاب ایک خاص نسبت ہے۔ یہ خطاب ہمارے فکری افق پر ایک لاقافی شفق بن کر چھا گیا ہے۔ یہ شفق طلوع و غروب کے تالیع نہیں۔ بہار ہو کر خزان لا الہ الا اللہ، یہ شفق کرب و بلا کے نصب النہار پر بھی برستی رہتی ہے۔ یہ حریت کا ایک لاقافی رنگ ہے۔ ایک

مومنہ کا ایک ظالم امر کے رو برو بے باک خطاب۔ ایک تھا مسلمان عورت کا ایک ایسے امر کو چیلنج ہے دنیا مجرم گردانی ہے۔ سیدہ زینب ایک خالص نظریے کی تھا ترجمان خاتون تھیں۔ سامع وہ آمر تھا جس نے قتل حسین کے لئے فتوے لے رکھے تھے۔ سیدہ زینب کسی مفتی کی احسان مند نہ تھیں۔ وہ بات قرآن کے حوالے سے کرتی تھیں۔ یہ آج کی بات نہیں ہماری تاریخ میں اکثر اسلام دو قسم کے رہے ہیں۔ ایک پادشاہی اسلام، ایک قرآنی اسلام دین بھی مقدر کی بات ہے جس کو قاضی الحاجات سے جو عطا ہو گیا۔ معاف سمجھئے میری بات دور چلی گئی۔ لذیذ یو و حکایت، طویل ترکھتم، سیدہ زینب عالی جناب کا خطاب محضر تھا میری عبارت لمبی ہو گئی۔ سفینہ چاپیئے اس بحر پکراں کے لئے تاہم آئیے آپ کو اس خطاب کا قصہ شادو۔

ماہ صفر ۲۱ء کا آخری عشرہ تھا۔ دمشق کے بزر مرمر کے محل پر صبح کی کرنیں ناج رہی تھیں۔ ”اسلامی“ سلطنت اپنے عروج پر تھی۔ اس کا نامزد ”امیر المؤمنین“ یزید ابن امیر معاویہ تخت پر جلوہ افروز تھا۔ اس کی شوریٰ یعنی اکابرین شام اس کے گرد حلقو باندھے بیٹھے تھے۔ گذرگئی شام، کربلا کا لٹا ہوا قافلہ شہر میں اترچکا تھا آج ان کی پیشی تھی۔ قائد کاروان سیدہ زینب بنت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے ساتھیوں سمیت محل کے دروازے پر پہنچیں۔ ان کے ہمراہ علی ابن حسین فاطمہ بنت علی اور کربلا سے بچے ہوئے دیگر اہل بیت بھی آئے تھے۔ ”یزید ملعون“ کو اطلاع ہوئی اجازت ملی، کاروان جمازو دربار میں پہنچا۔

بزر مرمر چک رہا تھا۔ انسانوں کے چہرے پیلے پڑ رہے تھے۔ وقت جیسے رک سا گیا تھا، چار سو نانا ازبانوں پر تالے چہروں پر خوف، آنکھوں میں پھریا ہر اس،

آخر خاموشی نوٹی، اہل زمین عالم ہوش میں واپس اترے، عرب میں جنگی قیدی، فاتحین کے حواریوں میں تقسیم کرنے کا پرانا رواج تھا، وہ رواج جسے بدر و حشیں کے بعد سیدہ زینبؑ کے جدا مجدد رسول عربی علیہ الصلوٰۃ نے اپنی عسکری حکمت عملی سے آہستہ آہستہ خارج کر دیا تھا لیکن یہ دربار دوسری نوعیت کا تھا۔ شہنشاہی دربار۔ رعایا پناہی دربار۔ ایک سرخ رنگ کے شایی نے آغاز کلام کیا۔ فاطمہ بنت علیؑ کی طرف اشارہ کر کے۔ ”یزید ملعون“ سے کہا۔

شایی۔ اے امیر! فاطمہ بنت علی کو (خامم بدھن) مجھے دے دیجئے۔

سیدہ زینبؑ: جمک مارا تو نے اوبے ہودہ بدکار، نہ تیری یہ مجال نہ یزید کی۔

یزید: (خے میں) واللہ تم نے غلط کہا مجھے یہ اختیار ہے، میں چاہوں تو کر سکتا ہوں۔

سیدہ زینبؑ: (پروقار لجھے میں) ہاں تو کر سکتا ہے، اگر تو ہمارے دین سے نکل جائے تو۔

یزید: (غضب ناک ہو کر) تم مجھ سے یہ گفتگو کرتی ہو تو تمہارے باپ دین سے نکل گئے تھے۔

سیدہ زینبؑ: (گرجتی آواز میں) میرے باپ بھائی اور میرے جد کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے اور تیرے دادا نے ہدایت پائی، دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔
مکالہ مأخذ از تاریخ طبری، حصہ چارم، صفحہ ۳۰۷۔

مکالہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ اکابرین شام ایک ایک کر کے دربار چھوڑتے نظر آئے، یزید آخر میں تمہارہ گیا اس نے اہن زیاد کو بر جھلا کہنا شروع کیا۔ آخر وہ بھی خاموش ہو گیا دربار میں وہی سنایا لوٹ آیا جو سیدہ زینبؑ کی آمد پر طاری ہوا تھا۔

خاموشی، خوف، سنایا، شاہی دربار، حکم شاہی کے بغیر برخاست ہو گیا اور کیوں نہ ہوتا کسی یزید کا دربار، کسی زینبؑ کی تاب کیسے لاسکتا ہے۔ سیدہ زینبؑ ہماری تاریخ کی

ایک آمریت شکن خطیب ہیں۔ خطاب کا سمبل ہیں۔ آزادی مخن کی نسبت ہیں۔ چنانچہ تاریخ اور سیاست کے حوالے سے آمریت کو لا کرنے والی کوئی مسلمان خاتون اگر اس سمبل کو استعمال کرے تو وہ حق بجانب ہے۔ تمثیل اور حوالہ خطاب کے طریقے ہیں، شخصیتوں کے پیمانے نہیں۔ ہاں اپنی تاریخ سے نا آشنا کوئی مخن و راگر اس پر اعتراض کرے تو اس پر تبرہ دشوار ہے۔

ہماری حریت کی یہ سمبل خاتون (محترمہ بے نظیر) نہ دائیں بازو سے متعلق تھیں، نہ بائیں سے۔ قرآنی سیاست میں نہ کوئی دایاں ہے نہ کو بایاں، وہ ایک ایسے زمانے سے خطاب کر رہی تھیں جو نہ دایاں قاں دایاں۔ اس کی ایک ہی پہچان تھی، آمریت اور بے رحمی، زمانہ جب بھی آمریت اور بے رحمی پر اترے گا کسی نہ کسی زینب کو جنم دے گا۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے۔ اس امت پر سیدہ زینب کا بہت بڑا احسان ہے لیکن روح زینب کو اس امت سے بہت بڑا ٹکوہ ہے ایک شدید دل شکن اور پیغم ٹکوہ، وہ زینب جس کی آواز آسمانی بھی ہے زمینی بھی۔ وہ زینب جو تمام بہتر فرقوں سے بالا ہے۔ وہ زینب جو ہمارے تاریخی انحصاروں میں روشنی، آزادی، حریت اور سمجھائی کا نشان ہے، وہ زینب جو بوترابی اور حسینی فلسفوں کی تبا وارث ہے، اس زینب کو ٹکوہ ہے، بہت سے مسلمانوں سے ٹکوہ ہے۔ ان حکمرانوں سے جو اسلام کے نام پر تاج پہنے پھرتے ہیں۔ ان اہل قلم سے جو اسلام اور جمہوریت کے افسانے لکھ کر درباروں اور بازاروں میں چودھری بنتے ہیں۔ ان انجمنوں سے جو بریساں اور سال منا کر یکسر ختم ہو جاتی ہیں، ان اکادمیوں سے جو ادب کے نام پر بیت المال سے رزق کلتی ہیں۔ زینب ہم سب سے نالاں ہیں، روح زینب حیات زینب پر ریسرچ کا مطالبہ کرتی ہے۔ اگر یہ کام سانسی اور

واقعی بنا دوں پر ہو جائے تو پھر کوئی کسی خطیبِ حریت کو سیدہ زینت کے ذکر سے منع نہ کر پائے گا۔ رویہ زینت کا مطالبہ ہے کہ ہم سیدہ زینت عالی مرتبت کی ایک بھرپور سوانح عمری مرتب کریں، یہ کام کرنے کا ہے اور جلد کرنے کا، یہ سوانح عمری کون لکھے گا۔ ویکن ڈویٹن، ویکن کمیشن، ہشارک کمیشن، نظریاتی کونسل، غرض ہزاردارے ہیں اور اگر یہ سب بے بس ہوں تو کیا ہو، نہ ہو مایوس، مایوسی زوال علم و عرفان ہے، آئیے ہم مل کر ایک انجمن بنائیں ”بزم زینت“ بوجے کام ہمیشہ چھوٹے آغازوں سے ہوئے ہیں۔ سیدہ زینت اس علی ہوئی منتشر اور آمریت تلے کر اہتی امتت کے لئے اتحاد، حریت اور آزادی اعلیٰ کی علامت ہیں۔ عالم غائب کی یہ آسمانی آواز ہماری عزت اور آبرو کی امین ہے۔ یہ ہماری ملت کی زندگی آواز ہے۔ ہمارے روزمرہ کی جاں پور آواز ہے۔ یہ انقلاب کی مخلافی ہے۔ جوں کارروائی بنتا چاہتی ہے۔ ملت کا فرض ہے کہ وہ اس آواز کا ہم ساز بنے، ذکرِ زینت کے علاوہ، کارزینت کا وقت ہے، وقت شناسی نہ کرنے والی قوموں کو وقت معاف نہیں کرتا۔ (اخبار جنگ کراچی)

ابنیاء اور زینت کبریٰ

علام سید ضمیر اختر نقوی (تقریر سے اقتباس)

الَّذِينَ أَمْنَأُوا وَعَمِلُوا الصَّلَاحَةَ وَتَوَاصَوْ

بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبَرِ

آیت ختم ہوئی صبر پر... جہاں اللہ کی یہ آیت ختم ہوئی زینت کا کام وہاں سے شروع ہوا اللہ اپنے کلام کو صبر پر ختم کرے، زینت اپنਾ کام صبر سے شروع کریں۔ کیا بہت ہلاکا جملہ تھا جو آپ کی سمجھ میں نہیں آیا.... جہاں اللہ کے کام کا اختتام ہوتا ہے

دہاں سے زینب کے کام کا آغاز ہوتا ہے۔ اب کون بتائے کہ رتبہ زینب کا اختتام کیا ہے؟ کون بتائے؟ اور زینب کا قول کل پڑھ چکا... اتنا صبر کروں گی کہ صبر بھی صبر سے عاجز آجائے گا، کیا یہ جملہ آدم نے کہا، فوٹ نے کہا، سارے انبیاء موجود تھے، کیا یہ جملہ ابراہیم نے کہا، کیا اسماعیل نے کہا، فوٹ نے کہا؟ ذرکریا نے کہا؟ ایوب نے کہا؟ یعقوب نے کہا؟ یوسف نے کہا؟ مسیحؐ نے کہا؟ کیا ختنی مرتبہ نے کہا؟ کیا علیؑ نے کہا؟ کیا حسنؑ نے کہا؟ حسینؑ سے بڑا صابر تو کوئی نہیں تھا، کیا حسینؑ نے کہا..؟

اتنا صبر، اتنا صبر کہ صبر صبر سے عاجز آجائے گا.. سوا زینب کے یہ قول کس کا ہے؟ پوری کائنات کا مسئلہ اس وقت ہے بے صبری..! صبر..؟ ایک دوسرے کو برداشت کرنا، مسجدوں میں فائزگ..، امام بارگاہوں میں قتل عام... خون بہانا... ایک پارٹی کا دوسری پارٹی پر حادی ہو جانا... جلوسوں کا نکانا، باہر کے ملکوں سے ڈالر لینا.. امیر سے امیر تر بننا.. کوئی ایسا بھی دنیا میں مسئلہ ہے جس کا تعلق صبر سے نہیں۔ ساری کائنات میں بے صبری یوئی پڑی ہے.. کہوں جملہ.. کائنات میں بے صبری کے کھیت پر کھیت ہیں... زینب نے بے صبری کے سارے کھیت کافی، صبر کاباغ لگایا۔

تو اب جا گیر صبر کی مالک کون..؟

یہ منزل ہے وہ کہ جہاں حضرت موسیٰ سے کہیں.. ساتھ نہیں ہو سکتا، صبر نہیں کر سکو گے۔ جہاں موسیٰ حضرت سے دو قدم پیچھے ہٹ جائیں...، زینب اب موسیٰ سے دو قدم آگے نہیں بڑھ رہی ہیں بلکہ حضرت سے دو قدم آگے بڑھ گئیں۔

حضرت سے آگے بڑھیں... آج کی تقریر ہے ”انبیاء اور زینب“ موضوع پر میں

آگیا۔ ”انبیاء اور زینت“ .. ہو سکتا ہے موضوع آپ کے لئے نیا ہو مظفر علی خاں جانشہ کے تھے مظفر علی خاں کوثر مریمی بھی کہتے تھے۔ دیکھنے سب سے مشہور کتاب جو چنانیبڑی زینت پر عرب، ایران اور عراق میں لکھی گئی... وہ خاص زینتیہ ہے، سب سے مشہور کتاب ہے۔ اور اس کتاب پر آیت اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ ان کی کتاب کی ہر روایت مستند ہے... اور آیت اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ ان کی تاتی میں نجف کے تمام علمائے اس کتاب پر مہر لگائی ہے۔ یہ وہ عظیم کتاب ہے، اس کا ترجمہ اردو میں مظفر علی خاں کوثر جا شہی... جن کا مشہور مرشیدہ ہے ...

مالک سلطنت کوفہ جو مختار ہوئے

امم مریمیہ لکھنے ہیں مظفر علی خاں کوثر نے۔ اور سب سے مشہور مرشیدہ یہ مختار والا ہے، دوسرا مشہور مرشیدہ ہے۔ ”بیہقی کلشن عالم کا ایک حال نہیں“ یہ جناب زینت کے حال کا مرشیدہ ہے۔ دوسرا مرشیدہ بھی جناب زینت کے حال کا ہے ”جلوه افروز شبستان وفا ہے زینت“ لیکن اس میں وہ روایت لکھی ہے... عبد اللہ ابن جعفر کا آنا اور امام حسینؑ کی جگ کا پوچھنا... سب سے پہلے انہوں نے مرشیدہ میں لکھا۔ یہ اتنے امیر اور رئیس تھے... بارہہ کے شجرے میں تھے۔ اس قدر مومن، کوئی پانچ کتابیں انہوں نے لکھیں... اپنے وقت کو ضائع نہیں کیا... سب سے پہلے انہوں نے خاص زینتیہ کی روشنی میں یہ سوال اٹھایا تھا کہ آیا زینت انبیاء سے افضل ہیں؟... اور اس بحث کو آغا مہدی صاحب نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ وہ سب تحسیزیں میرے سامنے ہیں... میں چاہتا ہوں بات اس بحث میں پہنچو اور آگے بڑھے۔

آج کی مجلس کا موضوع انتخاب کیا۔ ”نبیاء اور حضرت زینت“... کیا میں نادانی کروں؟ اسلام کی عورتوں سے زینت کا مقابلہ کروں؟ اور شاخ تو ایک ہی ہے،

خدیجہ، فاطمہ اور زینب... تو کیا نہیں نانی اور ماں سے مقابلہ کروں..؟ زینب کا موازنہ کہاں ہونا چاہئے؟ تاریخ انبیا میں ہونا چاہئے..! تو آپ شائد ابھی جب میں منبر سے اتروں تو آپ کہیں کہ آپ نے یہ کیوں کیا... انبیا کے گھر کی عورتوں سے موازنہ کر دیتے... اہاں، موضوع یہ بھی اچھا ہے اور پہلی تقریر میں میں نے روشنی بھی ڈالی تھی اور آنے والی تقریروں میں جو میں بدھ سے چہاروہ مخصوصیں میں کروں گا، اسلامی عورتوں اور قرآنی عورتوں کو تمہید میں لاوں گا... موضوع بننے گا لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ انبیا کے گھر کی عورتوں سے زینب کا موازنہ کر کے تقریر ختم کر دیتے تو ایک جملہ کہ کر آگے بڑھ جاویں۔ میں بھی کیوں الجھوں؟ جب انبیا کے گھر کی عورتوں کے مقابل فضٹ آکر کھڑی ہو گئیں تو اب زینب تو فاطمہ کی بیٹی ہیں جو انبیاء سے افضل ہیں۔

کیا معرفت سے آپ تقریرن رہے ہیں! اب انبیا ہی نپچے ہیں... اور چونکہ ولیہ ہیں، امیرۃ اللہ ہیں، عجیب عجیب خطاب ہیں بی بی کے جو علمائے کرام نے مخصوصیں سے سن کر لکھے ہیں۔ امیرۃ اللہ...! اللہ کی امانت کا بار اٹھانے والی۔ یہ کسی کا خطاب نہیں ہے.. اولین و آخرین میں کسی عورت کا خطاب نہیں ہے۔ بارِ الہی کی امانت کا وزن اٹھانے والی زینب.. کیوں ہے یہ خطاب؟

آیت قرآن میں ہے.. ہم نے ازل سے روزِ است اپنی امانت کو اپنی حقوقات پڑھیں کیا۔ گھبرا کے پھاڑ لرز گئے، ہم اس کا بار نہیں اٹھا سکتے، زمین لرزگی.. ہم اس کا بار نہیں لے سکتے۔ قرآن میں آیت ہے، تفسیر آپ گھر جا کر پڑھئے گا۔ وقت نہیں کہ میں تفصیل میں جاؤں یہ جیزیں پڑھ پھکا ہوں پہلے بھی۔

اور پھر متن یہ کہہ کر بہت گئے، ہم اس امانت کو نہیں اٹھا سکتے.. ملائکہ پچھے بہت

کئے ہم تیری امانت کا بار نہیں اٹھا سکتے۔ اور پھر انہیاں بھی پیچھے ہٹ گئے کہ ہم تیری امانت کا بار نہیں اٹھا سکتے۔ زینب آگے گئے بڑھیں اور بارہ اللہ کی امانت کو اٹھانے کا وعدہ کیا۔ بتاؤ کام پورا کیا یا نہیں؟ اس لئے امینۃ اللہ ہو گئیں۔ اللہ کی امانت کا بار اٹھایا۔ ولیہ جب ولی کی بیٹی، ماں بھی ولی، باپ بھی ولی، بھائی بھی ولی، نانا بھی ولی اور جو رکوع میں زکوٰۃ دیتا ہے، وہی ولایت کا ہی تو شجرہ ہے نا زینت کا۔ ولایت کا شجرہ ہے۔ اب ولی کے معنی جو چاہیں مسلمان کہتے رہیں۔ یہ مسلمانوں کی لفظ پر چھوڑا۔ جنگ اخبار میں پرسوں تھاوی کے معنی چچازاد بھائی۔ گنج شکر ولی، داتا گنج بخش ولی، شہباز قلندر ولی، یو علی ولی... سب ولی ہیں نا۔ تقریباً آٹھویں ہزار ولی ہیں برصغیر میں چپ چپے پر... یہ سب آپ لوگوں کے چچازاد بھائی ہیں؟

یعنی کوئی اور رشتہ ہی نہیں ملا۔ چچازاد بھائی۔ نانا بابا کچھ نہیں۔ یہ عجیب ولی کے معنی لکھے ہیں، یہ کہاں سے آگیا؟ اس کے معنی کوئی ولی کسی ولی کا چچازاد بھائی ہے۔ اور ایک ہی ہے علیٰ ولی ہیں۔ اب ولی کی منزل کیا ہے؟ شاہزاد آپ کہیں کہ ولی کا موازنہ نبی سے نہیں ہو سکتا تو پوچھوں سورۃ کفہ سے۔ کیا خضر نبی تھے، موسیٰ تو نبی تھے۔ لیکن کوئی مفسر ثابت کر دے کہ خضر نبی تھے۔ سب نے کہا ولی تھے۔ تو نبی ولی سے سیکھنے کیوں گیا؟ اس کے معنی ولی افضل ہے نبی سے۔

گھبرانہ جایا کریں، آیت میں ہے اللہ ولی، نبی ولی، رکوع میں جس نے زکوٰۃ دی وہ ولی.. تو اگر نبی افضل ہوتا تو آیت میں کیا آتا؟ اللہ نبی... نبی نبی... اور جو رکوع میں زکوٰۃ دے وہ نبی... یہ الٹ گیا معاملہ، اللہ ولی، نبی ولی، ولی ولی، یعنی اتنا بڑا عہدہ ہے کہ صرف نبی کو نہیں ملا، پہلے اللہ اپنے کو ولی بنائے، تو اب اللہ سے

فضل کون ہے؟ اللہ نبی سے فضل ہے کہ نہیں، اللہ ولی۔ ولایت افضل ہے اس لئے کہ اللہ ولی ہے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ ہم علیؑ کو مولا کہتے ہیں لیکن اکابر، بہتر فرقے اللہ کو مولا کہتے ہیں، ہم علیؑ کو مولا کہتے ہیں۔ تمام مسلمان اللہ کو مولا کہتے ہیں۔ مولا کے معنی ولی ہیں۔ ایک ہی لفظ ہے، ولی، مولا سب ایک ہی لفظ ہیں۔ ولی کے معنی مولا، مولا کے معنی اولیٰ، یوں کہہ دوں ولی کے معنی اللہ، اللہ سے اولیٰ کون ہے؟ وہی تو مولا ہے، اب وہ جسے چاہے مولا بنادے۔

چاہے نبی کو مولا بنائے یا ولی کو مولا بنائے، مولا نے مولا کو مولا بنایا۔ ایمیت تو دینی تھی نا! جب آدمؐ کو بنایا کر بھیجا، پھر نیابت تو چلتی رہے گی۔ اس ارض پر کوئی تو ہو جو ہمارے کام کرے۔ کیا تجھے کام کرنا نہیں آتا۔ پوری کائنات تو چلا رہا ہے، یہ چھوٹی سے ارض.. چھوٹی سے دنیا تھوڑے نہیں چل رہی تھی... یہ دنیا کا گولا تھوڑے نہیں چل رہا تھا.. آدمؐ کو بھیجا، نوحؐ کو بھیجا، ابراہیمؐ کو بھیجا، موسیٰ کو بھیجا، عیسیٰ کو بھیجا، نبیؐ کو بھیجا... یہ جائیں، وہ جائیں، یہ کرو، وہ کرو.. فرعون کو مارو.. نمرود کو زیر کرو.. ابو جہل سے یہ کہو، کافروں سے یہ کہو، مشرکوں سے یہ کہو، اتنی جنگیں...! تیرے بس میں کچھ نہیں تھا، پوری دنیا کا نظام چلا رہا ہے لیکن یہاں کے لئے نمائندہ آئے!...!

جب نمائندہ آئے تو وہ سارے کام کرے گا یا نہیں... جو وہ چاہتا ہے۔ اتنی سی بات لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی، آپ تو اللہ کے حقوقِ محمدؐ کو دے دیتے ہیں، آپ علیؑ کو خدا بنا دیتے ہیں، ہم خدا بنا دیتے ہیں؟ بنانے والا وہاں بیٹھا ہے اس سے کوئی کچھ نہیں کہتا!.

انی جاعلُ فی الارضِ خلیفة

ہم ہمارے ہیں! ہنایا اس نے الزام شیعوں پر ہے کیا ہم خدا ہیں۔ ہم خدا ہیں! عجیب بات ہے۔ اور زمین کے لئے بنایا ہے، جنت کے لئے نہیں، آنا ہے وہاں سے ہو کر۔ ہمیں ہجرت کے سفر پسند ہیں، یہ نہیں کہ ڈائریکٹ زمین پر بنارہے ہیں، بنایا وہاں، بھیجا یہاں۔ وہ عالم قدس میں کچھ دن کیوں رکھا؟ کہاڑینگ ہو جائے تھوڑی سی... ٹرینگ ہو گئی، تو تو ٹرینگ کر رہا تھا۔ ظاہر ہے اچھی ٹرینگ ہو گی، دنیا والے کہنے لگے آدم سے گناہ ہو گیا، کہاں اندھی آنکھوں کو کیا نظر آئے گا۔ یہ کیا جانیں ترک اوی کیا ہے؟ ان کو کیا پڑ کے اعلیٰ چیز کو ترک کرنا کیا ہے؟ نہیں سمجھے؟ اوی کا لفظ نہیں سمجھے آپ؟ ترک اوی؟ آدم نے ترک اوی کیا، جھگڑا یہاں سے شروع ہوا۔ یعنی اوی چیز کو چھوڑا... اوی یعنی مولا۔

مولہ یعنی ولی... اتنی سی بات ہے، یعنی صرف دنیا کو یہ بتانا ہے کہ اوی کو نہیں چھوڑنا... جو اوی کو چھوڑے گا وہ چاہے آدم ہی کیوں نہ ہوں... ہمارا نبی ہی کیوں نہ ہو...! یہی تو جھگڑا تھا، پہلے نے ترک اوی کیا، اب جائیے سجدے سمجھے، نمازیں پڑھئے۔ آپ نے اوی کو چھوڑ دیا، اور آخری نبی اکلا چلا چلا جا رہا تھا اس سے، کہا کرو اعلان... اگر نہیں کیا تو گئی رسالت... تو آخری کوئی اوی ماننا پڑا۔ اوی کے بغیر نہوت چلی جاتی ہے۔ اب سمجھے ولایت کیا ہے؟

کیا کہا گیا نبی سے... آپ کے ببا نے ترک اوی کیا تھا، آپ ترک اوی نہ سمجھے، آپ کہئے.. من کنٹ مولا!.. آپ اوی کو اوی سمجھے... یہ کام آپ کے ہاتھ سے کرنا تھا۔ کہاں سمجھی دنیا والا یہ سلطانی کو... اگر ولایت علی سمجھ جاتی دنیا تو پھر سمجھ جاتی کہ جو علی کی گود میں ملی جائے، وہ ولی ہی ہوتا ہے۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں۔ اگر علی دیوار کو اشارہ کر دیں، سمجھے ولایت دے دی... ولی نے کہا نہیں تھا ذرا

سے خوشبوں جائے... تو بولی ہو گا۔

آج ولی بنتا ہی ہے علیٰ کہہ کر.. کائنات میں کوئی ایسا ولی دکھادو جو علیٰ کو ولی کہہ بغیر ولی بن گیا ہو.. ولا یتین چمن جاتی ہیں۔ شیعہ سنی کی بحث نہیں ہے، ولا یتین چمن جاتی ہیں، سب کی ولا یتین ختم ہو جائیں گی اگر علیٰ کو چھوڑ دیا، ولا یت تو ان کے گھر سے چلتی ہے۔ گلی کوچوں کے غیر سادات بھی ولی بن گئے۔ اور زینت اس گود میں پلیں تو ولی نہ ہوں؟ عباس اس گود میں پلیں تو ولی نہ ہوں؟

کربلا میں ولا یت کا باعث سجا ہوا تھا، کتنے اولیاً بتاؤں کربلا میں..؟ تمام یہاں ولی تھیں... زینت سب کی سردار تھیں۔ اس لئے آج میں زینت کو نبوت کے آئینے میں دیکھ رہا ہوں۔ بات خضر پر چھوڑی تھی، آئے گی تمام انبیاء پر، لیکن چونکہ خضر سے شروع ہوئی تھی پھر وہیں سے شروع کرتا ہوں۔ کیا خصوصیت ہے خضر کی؟

ہاں! بڑی خصوصیت ہے، جارہے تھے دیوار گرتی جاتی تھی، پھر کر دیوار بنا دی۔ مویں نے پوچھا یہ کیا؟ کہا ایک شیم کا خزانہ اس میں چھپا ہے۔ ایک شیم کی سرپرستی کی خضر نے.. وہ تھا علم۔ خضر کی سرپرستی کرنا علم والا یت۔ ایک نادیدہ شیم کی سرپرستی کی تو خضر ولی کہلائے۔ زینت نے کربلا کے سارے قبیلوں کی سرپرستی مدینہ والپیں تک کی، ولی ہیں؟

آپ کہیں گے نہیں.. خضر سے افضل تو نہیں ہو سکتیں۔ جملہ ضائع نہ سمجھے گا جو کہنے جا رہا ہوں.. خضر نے تو آپ حیات پیا اس لئے افضل... خضر زندہ ہیں۔ خضر نے اپنی ذات میں آپ حیات پیا اور اپنے آپ کو جلا لیا۔ زینت نے اپنی آنکھ سے آپ حیات بھا کر اسلام کو زندگی دے دی قیامت تک کے لئے۔ کون سا آپ حیات افضل ہے؟

ہاں خضر نے کہا! وہ ایک بچہ کھیل رہا تھا۔ میں نے اسے قتل کر دیا، میری نے پوچھا کیوں؟ کہا بڑے ہو کر کافر نکلنے والا تھا۔ ماں باپ کو تکلیف پہنچاتا۔ میں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ علم ہے مگر میں بھی ہے ہدایت؟ اسی پر خضرؑ کو ولایت می؟ اور اب تک زندہ ہیں۔ ایک بچہ کو مار دیا کہ یہاں ہو کر کافر نکلنے والا تھا۔ زینبؓ اگر چاہتیں تو شام کے دربار میں کھڑے ہو کر نسل یزیدؓ کو کوئی تو ایک بھی بیٹا یزید کا باقی نہ رہتا۔ سب پر موت طاری ہو جاتی۔ بد دعائیں کی اس لئے کہ یزیدؓ کے بیٹے کو نکل کر دربار میں آکر کہنا تھا... میرے باپ پر لعنت.. دادا پر لعنت۔

ولایت کا اختیار میتاوں؟.. زینبؓ ولی ہیں... ولی کا اختیار سب معلوم ہے آپ کو، ایسا مجمع نہیں ہے کہ کچھ نہیں معلوم۔ یہ سب جانتا ہے تب بیٹھا ہے۔ آپ ولایت کا اختیار جانتے ہیں، زینبؓ ولی ہیں، ولی وہی ولی ہے جو اختیار رکھتا ہو اور استعمال نہ کرے۔ شعلے اٹھے خیمہ سے... مصائب نہیں پڑھ رہا جب خیموں سے شعلے اٹھنے لگے زینبؓ نے دیکھا آواز آئی۔ کیا کائنات کو آگ بنا دوں؟ یا آگ کو بجا دوں؟ کون ہے تو؟.. میں ملک محمود ہوں، ہو اوس پر معمور ہوں۔ چاہوں تو اس آگ کو اڑا لے جاؤں، چاہوں تو اس تی آگ میں پورے لشکر یزیدؓ کو جتلاؤ کروں۔ کہا کس نے بھیجا ہے تجھے؟ کہا حکم الٰہی سے آیا ہوں۔

یہ کہلوالیا سب جواب دیا، ورنہ کوئی اور جواب دیتیں۔ پہلے پوچھ لیا۔ اپنی مرضی سے تو نہیں آیا؟ اس نے کہا رب کی مرضی سے آیا ہوں۔ کہا تو میرے رب سے بعد تحفہ درود زینبؓ کا سلام کہو۔ اور کہہ دو بھائی میرا منزل تسلیم و رضا میں تھا، زینبؓ بھی اُسی منزل تسلیم و رضا پر ہے۔ تو امتحان لے رہا ہے، زینبؓ امتحان دے رہی ہے۔ یہی حسینؓ نے کہا تھا۔ ملک ادب سے سلام کر کے، ولایت کی چوکھت کو چوتھا ہوا،

اٹے قدم پچھے ہوا۔

میں ابھی اختیار ولایت بتا رہا ہوں.. باب الماعت کی منزل آئی شہزادی زینب نے کہا ہم اس دروازہ سے نہیں جائیں گے.. بہت مجھ ہے.. ہم ادھر سے نہیں جائیں گے۔ شر نے کہا تمہیں جانا پڑے گا... کہا تیری مجال؟

تازیانہ لے کر آگے بڑھا، زینب کو جلال آیا۔ زمین کی طرف اشارہ کیا، کہا کہا جا اس کو۔ کہا جا اس کو... شر زمین میں دھنسا شروع ہوا، کمر تک دھنس گیا۔ سر حسین سے آواز آئی!..! بہن آزاد کر دو.. زمین سے اسے آزاد کر دو۔ ہم جانتے ہیں تم بوڑا بُ کی بیٹی ہو۔ تمہارا اختیار ہے اس زمین پر۔ اب سمجھے.. انی جاذل" فی الارض خالیفہ کے معنی۔ غلیفہ زمین پر بنا ہے، ولی زمین پر آیا ہے، زمین پر پورا اختیار ولی رکھتا ہے۔ چاہے تو زمین کوخت کرے، چاہے تو زمین کو شیر بنا دے۔ اختیار رکھتی ہیں ولایت کا۔

اختیار نوح بھی رکھتے تھے، پتھر کھائے، بر احمد کہا گیا، گالیاں کھائیں.. عاجز آگئے نا۔ تباہ کر دیا سب کچھ۔ گویا!..! قوم کی ملامت کو نبی جو کہ مرد ہے وہ بھی برداشت نہ کر سکا اور کہا عذاب لا... کربلا سے شام تک جو ملائیں، جو پتھر، جو تازیانے، جو نیزے کی انیاں زینب کے لئے تھیں نوح کے لئے نہیں تھیں۔ چاہتیں تو کہتیں عذاب لا.. اور عذاب آ جاتا... نوح سے افضل ہیں زینب... نوح نے عذاب مانگا تب سفينة لے کر چلے۔ زینب نے عذاب نہیں مانگا پھر بھی سفينة لے کر چلیں۔ نوح کا سفینہ رکاتو اولاد نوح زمین کی بانی کہلاتی۔ سب مٹ گئے۔ سب مر گئے اور اس کے بعد نسل نوح چلی۔ زینب سفینہ خشکی میں لے کر چلیں اور واپس ساحل مدینہ تک پہنچا دیا۔ اور پہنچا کر کہا۔ یہ لائی ہوں، نوح خانی کو۔ نسل اب چلے

گی۔ نوح کا سفینہ نہ پختا تو نسل انسانی نہ پختی۔ سفینہ ولایت نہ پختا تو سادات کا سلسلہ نہ پختا۔ طوفانوں سے بچا کر لے آئیں، یہ نوح ہیں۔ یہ زینب ہیں۔ کیا یہاں بارہے ہوا برائیم؟ ایک گھر بیٹا ہے ہیں۔ کیا ہوگا اس گھر کا؟ سب اس کا طوف کریں گے۔ سب اس کی طرف سجدہ کریں گے۔ رہے گا یہ گھر؟ ہاں! قیامت تک رہے گا۔ گھر کا رہنا دلیل ہے نیست ابراہیم کی... اچھا! حضرت ابراہیم یہ بتا دیجئے کہ یہ گھر آپ بنا رہے ہیں، کتنی بار توڑا جائے گا، جو بادشاہ آئے گا اسے توڑ دے گا؟ جو ظالم آئے گا اسے توڑ دے گا پھر سے بنے گا؟ کہا نہیں اسے توڑ نہیں سکے گا۔ کہا آپ کو کیسے پتے؟ ہم نے خدامت لی ہے اللہ سے۔ ہم نے گھر بنایا ہے کوئی توڑے نہ... لیکن حضرت ابراہیم اگر یہ توٹ گیا تو کیا پھر بن سکے گا؟ تو یہی تو دلیل ہے کہ اس لئے نہیں توڑا جائے گا کہ اگر توٹ جاتا اور ظالم اسے توڑ کر قبضہ کر لیتا تو پھر نہ بتا۔

اس لئے قدغن لگا دی۔ تو نئے ہی نہ تاکہ یہ نوبت نہ آئے کہ بھی بنے ہی نہ۔ تو نے چار دیواروں کی خدامت لی ہے تا ابراہیم کے ساتھ مل کر! ابراہیم بنا لیا گھر؟ محافظ چاروں طرف ہیں اور محاذیوں کو دولت مند بھی بنا دیا۔... تیل دے کر۔ تاکہ وہ دولت پا کر اس گھر کی قدر کریں۔

زینب تم کیا بنا رہی ہو۔ چہلم کے دن آکر؟ کہا قبرِ حسین بنا رہی ہوں۔ کہا قبر توڑی جائے گی۔ کہا جتنی بار توڑی جائے گی اتنی ہی بار بنے گی۔ کربلا بنا رہی ہوں۔ کربلا تو بار بار توڑی جائے گی۔ مجاج بن یوسف توڑے کا، متکل توڑے کا... منصور توڑے کا... محترز توڑے کا، جو بادشاہ آئے گا توڑے کا... ذخادرے کا... ذخانے دو۔ پھر عمارت بلند ہو جائے گی۔ تو یہاں گازی کیوں نہ لے لی اللہ

سے... کہ مجھے ابراہیمؑ کے بنائے ہوئے گھر کی قیامت تک ہم حفاظت کریں گے زینبؓ تھا رے بنائے ہوئے گھر کی حفاظت ہم کریں گے۔ کیوں نہیں کہا اللہ نے زینبؓ سے؟ کچھ کہا ہی نہیں زینبؓ نے اللہ سے.. ابراہیمؑ نے کہا تھا تب اللہ نے صفات لی تھی نا۔!

زینبؓ نے کیوں نہ کہا؟ اس لئے کہ زینبؓ اپنے کام میں تھا تھیں۔ زینبؓ کو اطمینان کیوں ہے کہ کربلا رہے گی، روضۃ حسین، قبر حسین قیامت تک رہے گی، یہ اطمینان کیوں ہے؟ بتاؤ؟! ابراہیمؑ کعبہ بنایا تم نے، بن گیا کعبہ، بنالیا کعبہ۔ لیکن دنیا کے انسانوں کے دل میں کعبہ نہ بنا سکے۔ زینبؓ کو اطمینان یہ ہے کہ ہر انسان کے دل میں میں نے قبر حسین بنادی... جہاں انسانیت ہے.. زرم دلی ہے، اس کے دل میں قبر حسین ہے۔ زندگی آتی ہی حسین کی وجہ سے ہے۔ یہ زینبؓ ہے، اس کو مناؤ گے یہ دل کی کربلا کیسے مناؤ گے۔ زینبؓ نے دل کی کربلا تغیری کی۔ یہ بانی عزاء ہیں۔ ہاجرہ پچھے کے لئے دوڑ رہی ہیں، نبوت کا حصہ ہیں ہاجرہ، حج کا حصہ ہیں ہاجرہ۔ بس صفا اور مرودہ کے درمیان سب کو دوڑنا پڑے گا۔ عورت کی تاتھی کیوں کریں؟ کیوں کریں؟ ابراہیمؑ کی تاتھی کریں گے طواف کر لیں گے، صفا اور مرودہ کے درمیان نہیں دوڑیں گے۔ دوڑنا پڑے گا... اماں ہے ماں.. ہر انسان ماں سے ہے، اس لئے اس ماں نے جو قربانی دی ہے... اس پر عمل کرو۔ بڑی قربانی ہے۔

کیا بڑی قربانی ہے؟ ہاجرہ کی قربانی کیا ہے مجھے بتاؤ؟! ہاں بڑی قربانی ہے، اساعین کو سمجھا، کپڑے بدلوائے، آنکھ میں سرمه لگایا، لکھنچی کی، رنسیں سمجھاویں، ابراہیمؑ سے کہا لے جائیے... سہی کام کیا تا...! اور پھر کیا ہوا؟! آنکھ پر پٹی باندھی چھپری رکھ دی... دنبہ آگیا، اسلیل آگئے، کپڑے بدلوائے ہاجرہ نے تو.. کرتے کا

بُن لگانے لگیں... بُنکر لگانے لگیں... گلے پر دیکھا ایک نشان..؟

کہا میرے والی، وارث یہ نشان کیسا ہے؟ کہا حکم الہی تھا۔ چھری رکھی تھی۔ کہا پھر کیا ہوا؟ کہا چھری چلائی بھی... بس ایک جملہ ذہراتی رہیں پندرہ دن... والی یہ بتائیے اگر چھری چل جاتی تو کیا ہوتا؟“ یہ کہتے کہتے پندرہ ہویں دن ختم ہو گئیں اور وہیں کعبہ میں دن ہو گئیں حظیم میں۔ یہ ہی تو کام ہے ناہجرہ کا۔ تو کام یہاں تک ہے آج...!

کپڑے بدلوائے زینت کا کام آگے بڑھا۔ لٹکھی کی، عمامہ باندھا، کمر کسی... زینت کے دلارے ہیں یہ زینت کے دلارے۔ گیسو اسی بی بی کے سوارے ہیں... زینت کے دلارے ہیں، زینت کے دلارے ہیں۔ پھر کیا ہوا؟ کام ختم ہو گیا؟ نہیں! ابراہیم آنکھ پر پٹی باندھی تھی آپ نے؟ ہاجرہ بی بی آپ خبر سن کر چھری کی وفات پا گئیں... آئیے ناس ولی کو تو دیکھئے!

زینت نے عونؑ و محمدؐ دونوں کو سجا لیا۔ سجا کر لے کر آئیں۔ ہاتھ پکڑے، طواف کیا۔ ایک بار حسینؑ کے گرد پھریں۔ نہیں سمجھے آپ... کعبہ کے گرد سات بار پھرا جاتا ہے۔ زینت کر بلائیں کعبہ انھالا میں۔ آج حسینؑ کعبہ ہیں!..

خالی عمارت ہے وہ... دین تو یہ ہے...! تم تو چار دیواری کے گرد صدقے ہو رہے ہو۔ خالی عمارت ہے، کہیں یہ ہے۔ حسینؑ کے گرد صدقے ہو۔ یہ زینت نے کام کیا۔ بچوں کو سات بار طواف کر لایا۔ کہا صدقہ جاتا ہے۔ جملے کہے.. اذن ہوتا۔ اگر چہا ساقط نہ ہوتا عورت پر، بھی میں آج نصرت کرتی... عونؑ و محمدؐ جائیں گے۔ پھر کیا ہوا کیا واپس خیر میں آگئیں؟

درخیمد سے لڑائی دیکھی اور صرف لڑائی نہیں دیکھی۔ اور صرف لڑائی نہیں دیکھی،

جاتے وقت کہا!.. کچھ خبر ہے؟ علیٰ کے نواسے ہو، جعفر طیار کے پوتے ہو۔ لڑائی میں دیکھ رہی ہوں۔ اور بتا پچھی ہوں خندق و خیبر میں اور موتت میں تمہارے دادا اور نانا کیسے لڑے۔ لڑائی میں دیکھ رہی ہوں۔

گرتے دیکھا.. شہید ہوتے دیکھا.. لاشوں کو آتے دیکھا!.. ہاجہ پندرہ دن کے بعد وفات پا گئیں چھری کا نشان دیکھ کر... لاشیں آئیں، سب سمجھ رہے تھے زینب روئیں گی۔ میرا نیس کہتے ہیں:-

یہ سننے ہی قبلہ کی طرف جمک گئیں زینب
سجدے سے انھیں جب تو کہا شکر ہے یار ب
طالب تھی میں جس کی وہ برآیا میرا مطلب
سب مت گئے دھڑ کے کوئی تشیش نہیں اب
لنے سے محمد کی کمائی کو بچا لے
سب قتل ہوں پر تو میرے بھائی کو بچا لے

زینب سجدے میں گریں .. پور دگار میری قربانیوں کو قبول کر لیا.. کیوں کیا بی بی
نے سجدہ؟ کیوں کیا سجدہ؟ منزل کڑی تھی۔ زینب کو معلوم تھا، اسی قربانیوں کے
وقت دنبہ آ جاتا ہے!.. اس لئے سجدہ کیا۔ قربانی قبول کر لی!.. اپار گاؤں الہی میں اولیا کی
جب قربانی قبول ہو جاتی ہے تو شکرانے کے سجدے ہوتے ہیں۔ یہ ہے ولایت!..
زینب کی قربانی قبول ہو گئی، میں تیرا شکر ادا کرنی ہوں... سجدہ شکرانہ.. ماں ہے
ماں۔ موسیٰ چالیس دن روتے رہے کوہ طور پر؟ بس چالیس دن!.. موسیٰ اللہ نے حکم
دیا تھا تمہیں۔ جاؤ فرعون برا سرکش ہو گیا ہے اس کی سرکشی کو ختم کرو، ہمارا پیغام
پہنچا دو۔ پور دگار، ہم اسکے نہیں جائیں گے۔ کسی کو ساتھ کر دے۔ وزیر چاہئے۔

موی تھاری تو بیت مشہور ہے، پہاڑو ہو۔ عصا بھی ساتھ میں ہے۔ اختیار بھی ہے
نبوت کا۔ پھر بھی ہارون چاہئے... قرآن ہے یہ۔ تو بیت ہے یہ... انجلی ہے یہ...
کوئی ذمہ جھی بات نہیں ہے۔ قرآن ہے یہ۔ ساتھ کر دے کسی کو اچھا جاؤ
ہارون کو لے جاؤ اور پھر بھی یہ عصا مدگار رہے گا۔ یہ بن جائے گا اٹھدا اگر ہو گیا
حملہ۔ موی کو سرکش کا سر نیچے کرنے کے لئے مدگار چاہئے۔ اکیلے نہ جاسکے دربار
میں موی۔ مرد ہو کر نہ جاسکے۔

آج باب الساعۃ پر داخلہ ہونے والا ہے۔ سرکش کا سر نیچا کرنے وہ آرہی
ہیں زینب جیسی ولی، یہ نہیں کہا زینب نے اللہ سے، کوئی وزیر دے دے، کوئی طاقت
ور دے دے۔ سمجھنا ساتھ ہے، امام ہے۔ یہ نہیں کہا سید جاود موجود ہو، امام ہو۔ اور
دیکھو تو کیا ہو رہا ہے؟ نہیں! نہیں تمہیں بچاری ہوں، نہیں تھاری حافظ ہوں۔
اس لئے کہ بھائی نے مجھے حافظ بنایا ہے تھارا۔ ولایت حافظ ہے امامت کی۔
اپنا کام اپنی جگہ، ذاتی مصیبت کی پر خود میں ہوئی، وہ بھی آج خطرے میں ہے
نبوت بھی آج خطرے میں ہے، دین بھی خطرے میں ہے... قرآن بھی خطرے
میں۔ اور آج کے بعد مخنوں سے نکنا مشکل ہے۔ کیا زینب نے کوئی تیاری کی تھی؟
نہیں کوئی تیاری نہیں کی۔ جو بھی ادھر سے کہا جائے گا جواب ہے، ہر چیز کا
جواب ہے۔ وہ کام کیا جو موی فرعون کے دربار میں کامل نہ کر سکے۔ کام ادھورا
چھوڑ کر بھی اسرائیل کو لے کر نکلے۔ فرعون نے چیچا کیا۔ تمام آل فرعون کے ساتھ
بنی اسرائیل کا چیچا کیا۔

اب موی گھبرائے کہ ہم تو فیکر چلے ہیں اور یہ پھر یہچھے آگیا، تعاقب میں
آگیا، پروردگار اس کو غرق کر دے۔ وہ دریا کے نیچے آیا اور سب ڈوب گئے۔ تب جا

کرموی نے سانس لی۔ جب فرعونیت ہی ختم ہو گئی تو موسیٰ کا کام ہی ختم ہو گیا۔ زینب نے کھامیں مدینہ تک جاؤں گی لیکن میں نہیں چاہتی کہ یزید اور یزیدیت غرق ہو جائے تاکہ قیامت تک ذلیل ہوتا رہے۔

فاتح جاؤں گی، تیرے دربار سے فاتح بن کر جاؤں گی... لیکن تجھے غرق کر کے نہیں جاؤں گی۔ اس لئے کہ شام میں چھپا، دمشق میں بیٹھا ہے اپنے محل میں، لوگوں نے تیرا چہرہ کہاں دیکھا؟ میں چاہتی ہوں جو سیاہی تیرے چہرے پر شیطان مل چکا اور سقیفہ والے جوول گئے وہ دنیا دیکھے۔ اس لئے زندہ چھوڑ گئیں۔

موسیٰ کتنی مت سماجت تم نے کی کہ فرعون کو غرق کر دے، تمہارے کہنے سے غرق کر دیا۔ کوئی ضروری ہے کہ اللہ تمہاری مرضی پر چل رہا ہے؟ تم نے غرق کرنا چاہا تھا، نیل ندی نے لاش دریا کے کنارے لا کر بیٹھنک دی۔ مصر والے لے گئے۔ اہرام مصر میں رکھ دیا۔ اب تک رکھی ہے لوگ جا رہے ہیں دیکھ رہے ہیں، جا رہے ہیں دیکھ رہے ہیں۔ واہ رے زینب... ازندہ تو رکھا یزید کو گھر قبر نہ رہ پائی۔ میوزیم کے لاکن بھی نہ رہا۔

میں آپ کو داد دیتا ہوں، جتاب زینب پر تقریر یہ کوئی نہیں کرتا اور نہ کوئی کر سکتا ہے، اس لئے کہ اس کو اس طرح سننا۔ ولایت کی منزل پر یہ آپ کا کام ہے۔ خوب امامتوں کو اپنے کاندھوں پر آپ اٹھا لیتے ہیں، بڑے ذمہ دار لوگ ہیں آپ۔ کیا حُسن ہے آپ کے دماغوں میں، جہاں یہ چیزیں محفوظ ہو رہی ہیں، وہاں ہوا میں تیرتی ہیں، لفظ دور دور سے نکل جاتے ہیں۔ جہاں دماغ ہی نہ ہو، وہاں عقل لاکھ لٹھ لے کر بھیں کے پیچھے دوڑے... وہاں یہ تقریر یہیں، یہ لفظ کہاں، یہ گل کہاں، یہ باشیں کہاں؟ یزید کی قبر مٹا کر رکھ دی۔ جب لاش ہی نہ بچی تو قبر کیا بچے گی، کہ

سیوزیم میں رکھی جائے اور یہاں مقبرہ بنتا... اس کے اپنے باپ کی زمین تھی،
دیوبیدار تھامیرے باپ کی زمین ہے۔

کہا یہ تیرے باپ کی زمین ہے؟ تیرے دادا کی زمین ہے؟ تو کسی... زینب
نے چیلنج کیا... نمیک ہے... اب یہاں قیامت تک میں اپنی قبر بنا کر حاکم ش بن
جاوں تو کہنا۔ دولت کی کمی ہے کیا، ذا الرزکی کمی ہے، ہم کو جلانے کو کسی ایک قافلہ بنا
لو، قافلہ زینب یہ... اور اخبار جنگ میں اشتھار دے کر کھو! کہ یہ قافلہ زینب کی قبر کی
زیارت کو جارہا ہے تو کون روکے گا؟ ارے۔ وہاں جب شام میں اترو گے... ناصر
رضامیرے چھوٹے بھائی بیٹھے ہیں... یہ ساتھ تھے، پچھلے سال بھی ہم شام کئے تھے
اس سے دو سال پہلے بھی کئے تھے۔ جب دو سال پہلے گئے تھے تو کشم آفیر نے
مجھ سے اور ماجدرضا سے کم از کم پچاس بار بھی سوال دھرا لیا!۔

سیدہ زینب کی زیارت کو آئے ہیں آپ؟ سیدہ رقیہ کی زیارت کو آئے ہیں؟
سیدہ زینب؟ سیدہ زینب؟ پورا شام جس کو اپنی سردار کہتا ہے... اس پورے ملک
شام میں آج زینب کا نام لینے والا نہیں ہے... زینب کہاں گئی تیری سلطنت؟ کہاں
ہے تیری سلطنت؟ پناہ گاہ ہے اب شام۔ ہوشیں جب عراق سے نکلے پر بیان حال
تو زینب کے روضہ میں سب کے خیے لگ گئے۔ مہاجر آئے ہیں۔ لگے ہوئے ہیں
خیے عراقیوں کے زینبیہ کا علاقہ بڑھتا جا رہا ہے۔ سب پر بھی لکھا لے گا۔ ہاشمی۔
زینبیہ، حضرت زینب باپ دادا کا نام روشن کر رہی ہیں۔

زینب تو اپنے باپ دادا کا نام نہ روشن کر سکا، تو کیا روشن کرتا جب تیرے بیٹے
نے ہی یہ بتا دیا کہ میرا باپ بھی غاصب تھا دادا بھی غاصب تھا۔ زینب کے بیٹے نے
تحت ونڈ کو مٹھکرا دیا۔

پورے شام میں گھوم کر دمشق آئیے، قلعے بہت سے ملیں گے محل کے۔ پوچھتے پھریئے، یزید کوئی تاج لگاتا تھا؟ اس کے سر پر کوئی تاج تھا؟ تاجدار تھا؟ کہیں تاج ہے؟ اب گھوم پھر کر قبر زینت پر پہنچئے۔ ضرخ کو چوئے اور ذرا سا بیجوں پر کھڑے ہو جائیے گا اور تابوت کو دیکھئے گا۔ تابوت کے سرہانے ایک قیمتی جواہرات سے سجا تاج زینت کے سرہانے پر رکھا ہے۔ بی بی آپ تو بادشاہ نہیں تھیں، امام نہیں تھیں یہ تاج کیماں؟

یہ تاج تو کہیں، کسی نبی کی قبر پر ہونا چاہئے تھا۔ آپ کے سر پر تاج کیسے رکھ دیا گیا ہے۔ شاکر دینیا پکارے کہ .. یوں ایمان کا تاج کفر سے کبھی چھیننا ہی نہیں گیا جیسے زینت نے چھینا۔ چھین لیا زینت نے

کیسے پڑھوں میں؟ کس سے چھینا گیا تھا؟ تاج کس سے چھینا گیا تھا؟ پڑھوں اقبال کا شعر..! امام حسن کے لئے علامہ اقبال کا شعر پڑھتا ہوں۔

تاشہید آتش پیکار و کیس

پشت پا زد بر سر تاج و گنگیں
اس سے پہلے کہ جنگ کی آگ بہڑکی، حسن نے تخت و تاج کو ٹھوکر مار دی۔ حسن کا ٹھکرایا ہوا تاج.. معادیہ نے اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔ پھر یزید لئے بیٹھا تھا۔ زینت آئیں.. کہا میرے گھر کا تاج ہے، میرے بھیانے اسے بیٹھا گیا ہے اس لئے اب یہ میرے پاس تباہ کار ہے گا جب تک کہ میرا پوتا مہدیؑ نہ آجائے۔

اور اس کے قدموں میں یہ تاج لوٹ نہ جائے۔ ایسے ہوں میں.. تاج بہاں ہے۔ تاج کسی کی قبر پر نہیں ہے، صرف زینت کے سر پر رکھا ہوا ہے۔ اور حکومت کی شان بتاؤں دولت سے حکومت نہیں تالی جاتی۔ حکومت سمجھنا ہو تو داخل ہوئے آپ

روضہ میں دونوں طرف دیکھیں گے آپ۔ چادریں لکھی ہوئی ہیں، سیاہ چادریں لکھی ہوئی ہیں۔ کیا مجال ہے کوئی بے پرده عورت آئی ہو، بورپ سے آئی ہو، بہنان کے لوگ آرہے ہیں، کوئیت کے لوگ آرہے ہیں، سب ملکوں کے لوگ آتے ہیں، زیادہ تر لوگ بے پرده آتے ہیں۔ ماڈرن عورتیں آتی ہیں۔ حد یہ ہے کہ اگر ماڈرن نوجوان آجائیں اور ان کے شانے کھلے ہوں ان کو بھی وہ چادر کا نہ ہے سے اوڑھ کر نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ خدام چھڑی سے اٹھا کر چادر دیتا ہے۔ بغیر چادر آپ اندر نہیں جاسکتے۔ کیوں...؟ یہ دربار کا حکم ہے۔ حکومت دیکھی زینت کی۔ اگر کسی میں بہت ہے تو بے پرده زینت کے ہزار پر جا کر دکھادے... اسے کہتے ہیں حکومت، یعنی آداب دربار زینت جاری و ساری ہیں۔ اس کو کہتے ہیں حکومت جہاں حکم چلے۔ پرده کا حکم قرآن کا تھا... نفاذ زینت نے کرایا۔ سعودی عرب میں یہ قاعدہ کیوں نہیں؟ روشن رسول پر چادریں کیوں نہیں لکھی ہوئیں؟ نفاذ زینت نے کیا۔ حکم نبی کا تھا۔

دیکھا موی تم نے...! مصر میں موی اپنی قبر نہ بنو سکے۔ اور خدا کی قسم موی کی قبر کا پڑھ نہیں۔ اس لئے کہ جب ملک الموت آیا، موی نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کا پیارا بندہ اور اس پر موت طاری کر دی جائے؟ ملک الموت نے کہا موی مرننا نہیں چاہتے۔ اللہ نے کہا چھوڑ دو... نہیں ان سے بہت پیار ہے، جو یہ کہہ رہے ہیں ان کو چھوڑ دو۔

بہت اللہ چاہتا تھا حضرت موی کو۔ ورنہ ملک الموت کو کہیں بیجج کر اللہ نے واپس بھی بلایا ہے؟ یہ پیار کا ثبوت ہے۔ ورنہ سلیمان کے یہاں سے تو واپس گئے نہیں ملک الموت صاحب۔ موی سے بہت محبت تھی، کہا یہ کہتے ہیں تو آ جاؤ۔ چلے

سیر کرنے اور غائب ہو گئے۔ وہ غیبتِ موئی کھلاتی ہے مگر اسرائیل سے غائب ہو گئے۔ جانے کہاں چلے گئے موئی۔ غیب میں چلے گئے، چلتے چلتے، حکوم رہے ہیں اکیلے جنگلوں میں۔

چلتے چلتے ایک سڑک کے کنارے آئے، دیکھا ایک آدمی قبر کھود رہا ہے، کہا تو اسکے قبر بنا رہا ہے؟ کس کے لئے بنا رہا ہے؟ کہا مردہ آنے ہی والا ہے بس ابھی...! یہ نہیں کہا میت آنے والی ہے، مردہ اس میں آنے والا ہے۔ کہا آؤ ہم تمہاری مد کریں۔ موئی اس کے ساتھ مل کر قبر کھونے لگے۔ اس نے کہا کہ قبر کی لمبائی دیکھنے کے لئے میں اس میں لیشوں یا آپ اس میں لیشوں گے؟

اب نبی کی تو عادت ہے ایجاد کرنے کی، کیسے کہتے کہ تم لیشو؟ موئی تو چاہتے تھے ہمارا نمبر اوپر رہے، ہم نبی ہیں۔ کہا ہم لیٹ کر دیکھتے ہیں کہ قبر صحیح ہے لمبائی چوڑائی میں۔ لیٹ گئے موئی۔ اب کہا موئی...! آپ موئی ہیں... میں ملک الموت ہوں۔ اس چلے۔ آئیے، آج ہے آخری دن۔ لے گئے قبر بنا کر ملک الموت چلا گیا۔ قبر کا پتہ نہیں۔

فتح تو موئی یہ ہوتی کہ جہاں فرعون سے نکراہ ہوا تھا اس مصر میں تمہاری قبر ہوتی، تم نبی ہو قبر گناہی میں نہیں ہونا چاہئے تھی۔ اگلا جملہ بہت بڑا ہے... انیا کی قبریں غیب میں چلی گئیں تو اب اس میں حیرت نہ ہو کہ آل محمدؐ کے گھر کی عورتوں کی قبر کو تو پردہ میں جانا ہی تھا۔ زینبؓ وہ واحد عورت ہیں آل محمدؐ میں۔ جن کی قبر آج بھی نہیاں ہے۔

لوگ ڈھونڈتے ہیں کہاں ہے زہراؓ کی قبر؟ لوگ ڈھونڈتے ہیں کہاں ہے خدیجہؓ کی قبر؟ لوگ ڈھونڈتے ہیں کہاں ہے ام ربابؓ اور ام ملائیؓ کی قبر، کہاں ہے آمنہؓ کی

قبر؟ اب کس کس بی بی کا نام لوں؟ ان کے تو کچھ آثار بھی مل جاتے ہیں، وہ ہے زیارت کر لیجئے، قبر نہیں ہے، یہیں پر کہیں خدیجہ کی قبر تھی۔ یہیں کہیں آمنہ کی قبر تھی۔ ارے یہ خوش قسمت یہاں ہیں کہ اشارے سے کوئی بتا تو دتا ہے السلام علیک... ورنہ کچھ عورتیں الکی ہیں جو کنوں میں غرق ہو گئیں۔ قبر نہیں ہے۔

وہنہ چاروں طرف ہو اور قبر بنوا کر دکھادیں، اس سے ہذا جملہ کئے جا رہا ہوں... ارے جو نبی کی یہاں ایک قبر کی مالک نہ بن سکیں وہ نبی کی نواحی ہے زینب مصر جاؤ تو وہاں بھی زینب، جنتِ العقبع جاؤ تو وہاں بھی زینب، شام جاؤ تو وہاں بھی زینب۔ اکیا مجھ سے پوچھو گے کہ اتنی جگہ زینب؟ زینب کا باپ تو چالیس جگہ تھا۔ ولی ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ ولی ہیں زینب۔ یہ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ مصر میں کیسے قبر ہے؟ جنتِ العقبع میں کیسے ہے قبر، دمشق میں کیسے ہے قبر؟ چونکہ عزاداری کو بڑھانا تھا تو ہر ایک محسوس کرے زینب یہاں ہیں، زینب یہاں ہیں، زینب یہاں ہیں۔

کہہ دوں جملہ۔ زینب یہاں ہیں... حیرت ہے کیا؟ تین دن سے تمہاری مہمان نہیں ہیں؟ جہاں ذکر کرو وہاں زینب... ہے کوئی عورت اسلام میں جس کا ذکر یوں ہو جائے ایک دو دن...؟ زینب یہیں یا زینب کی ماں ہے یا نانی... گھرانہ ایک ہی ہے۔ یعقوب بہت روئے... بہت روئے، آنکھیں پھوڑ لیں سفید ہو گئیں۔ دیدے نہ رہے، بہہ گئے۔ کب آئی روشنی؟ کب ملی آنکھوں کو روشنی؟ کہا جب یوسف کا کتنا آیا تب روشنی آئی۔ اچھا! اچھا!۔ جب کرتا آتا ہے تو روشنی آتی ہے، روشنی کا تعلق کرتے سے ہے؟ تو کیا اسلام اندھیرا ہو گیا؟ یعقوب تمہاری بیٹائی ایک کرتے کی مر ہوں منت ہے؟ صرف تمہاری بیٹائی، آنکھ کی روشنی... ارے... اپورا اسلام اندھا ہو

چکا تھا، اس لئے زینب مدینے ایک کرتا لے کر چلیں... یہ روشنی ہی تو پھیلی ہے۔
بینائی مل گئی ناسب کو۔

اپنی آنکھیں بنا لیتا اور ہے... دین اور دین والوں کو آنکھیں دے دینا اور ہے۔
یہ دل کے اندر ہے ہیں، یہ آنکھوں کے اندر ہے ہیں۔ قرآن کی آیات... زینب ایمان
پر لا کیں اور بجا بیان دے دیں۔ کرتا لائی ہوں... نہ کرتا لائی ہوں۔ وہ یوسف کا
کرتا تھا، یہ حسینؑ کا کرتا ہے۔

تھا اپنی ذات میں بھی اتنا زہد، اتنے سجدے، اتنی نمازیں؟؟ کھانا ہی نہیں
کھاتے ہو، لاغر ہو گئے ہو اس پر تمہارا زہد مشہور ہو گیا۔ کھانا نہیں کھاتے، رات بھر
نمازیں پڑھتے ہو... تو ہاتھ تو نہیں بند ہے، شادی تمہاری نہیں ہوئی، بچے تو نہیں
مارے گئے، کوئی بھتیجا تو نہیں مارا گیا، جوان بھائی تو نہیں مارا گیا۔ اپنی ذات میں
تمہارا زہد ہے۔

زینب کا زہد دیکھو گے؟؟ امام کہے زینب..! نماز شب میں مجھے یاد رکھنا۔ اس
کے معنی بھائی کو معلوم ہے کہ، ہم نے کبھی نماز شب چھوڑی ہی نہیں۔ اور فاقہ...
اللہ اکبر، اپنے حصہ کا کھانا پھون کو کھلا دیا۔ بیٹھ کر نماز پڑھی؟؟! سید جمال کہتے ہیں تھیں
نے پھوپھی کی نماز قضا ہوتے بھی نہیں دیکھی... یہ ہے اس ولی کا زہد؟؟! اب کس
کس نبی سے مقابلہ کروں؟

عیسیٰ اور مریمؑ ہی تو ہیں، عیسیٰ عیساً یوں کے نبی ہیں، کیا ہوا؟ عیسیٰ کے ساتھ کیا
ہوا؟ ماں دہ آگیا۔ اصحاب نے کہا کچھ کھانے کو آسان سے آئے، عیسیٰ کہتے ہیں تو
ماں دہ آتا ہے، تبھی تو پانچویں سورے کا نام سورہ ماں دہ ہے۔ اس میں اس ماں دہ کا ذکر
ہے کہ ماں دہ آگیا۔ زینب کے لئے یہ کوئی اچنچنا نہیں ہے۔ اکثر ماں کے پاس بیٹھی

ہیں تو دیکھا ہے کہ جنت کے سچلوں کی خوبی آئی اور جب اللہ کر فضیل کے پاس گئیں تو وہاں بھی دیکھا ہے۔ اور زینت ہیں ولی، جب گھر کی کنیز ماں ملکوں سکتی ہے۔ جملہ کہہ کر آگے بڑھ جاؤں گا، سوچئے کا آپ... جس کے گھر ماں کہ اترتا ہو۔ کھانوں کا طبق اترتا ہو، سچلوں کا طبق اترتا ہے، کیا وہ زوجہ حرم کی حاج تھی؟

ایک ولیہ کیا زینبی کھانے کے انتظار میں تھی؟ بس فرق یہ ہے کہ زینت نے نہیں کہا کہ معبد...! ماں کہ سمجھ دے۔ اس لئے کہ منزل امتحان میں تھیں۔ یہ اس کی مرضی ہے... جب کہا گیا زوجہ حرم نہیں آئیں... انہوں نے کہا پھر کھانا کہاں سے آیا؟ پانی کہاں سے آیا؟ تو ناصر الملحق اعلیٰ اللہ مقامہ نے جواب دیا...! کہا۔ کیا آپ پر کوئی واجب ہے کہ اہل حرم کو آپ کھانا پانی پلواتے ہی رہے ہیں؟ بس اسی سوال پر سوچتے رہئے۔ مطلب یہ تشویش کیوں ہے کہ کب آیا، کب کھایا؟ یہ بھی نہیں سمجھتے ولی بغیر کھائے رہ سکتا ہے۔ یعنی آپ ولایت کو نہیں مان رہے۔ اس لئے زینت کو شامِ غریبیاں میں پانی پلوانا چاہتے ہیں، اس لئے روایت کی تلاش ہے۔ ہمیں تو کوئی روایت کی تلاش نہیں ہے۔

اس گھر میں چودہ سو برس جیتا ہے کوئی... روایت تو دکھاؤ کہ کھانا کب آتا ہے اور پانی کب آتا ہے بارہویں امام کے پاس۔ کہیں سے تو آتا ہوگا؟ یہ تو ان کی مرضی پر موقوف ہے کہ جب نکل کی پیاس چاہیں۔ حسینؑ نے عصر عاشورت کی پیاس چاہی۔ پانی نہیں آیا، فرشتہ نہیں آیا، نہ منگایا۔ ضرورت بھی نہیں تھی۔ پانی تو خوکردن میں تھا۔ جب امیلیل چشمہ نکالتے ہیں تو کربلا میں ہزاروں زمزم نکل سکتے تھے۔

کیوں نہیں نکالا زرم...؟ ہاجرا کے لئے زرم نکلے؟ زینت کے لئے نہیں نکل

سلکتا شامِ غرباں میں... بکل سکتا ہے۔ نہیں چاہئے... انور الدین جزاڑی کی کتاب "خصالص زنبیہ" سے پڑھ رہا ہوں۔

عجیب... چونکہ کبھی نہیں پڑھا گیا اس لئے دل کی دھڑکن تیز ہے، فرمایا مقصوم نے کہ سات مقامات ہیں جہاں حسین پر قیامت گذر گئی۔ روایت کے جملے دہرا دوں... جو میں نہیں کہنا چاہتا اس لئے کہ آپ کا ذہن تھوڑی دری کے لئے لرز جائے گا... لیکن لرزے... کتاب کے جملے بھی ہیں... کہ سات مقامات ہیں، جہاں حسین کو شرمندگی اٹھانا پڑی، میں نے لفظ شرمندگی کو بدلا ہے "قیامت گذر گئی" سے۔ اب دونوں معنی سامنے رکھ کر، مقامات کو دیکھئے گا۔ عالم وقت کے لکھے ہوئے جملے ہیں، اور یہ خصالص زنبیہ آیت اللہ شیرازی کے دور سے الفاظ آرہے ہیں:- علماً نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس لئے کہ گمراہے کی روایت ہے۔

پہلا مقام وہ کہ جہاں علی اکبر نے پانی مانگا، یہ کون سا مقام ہے؟ یعنی بیٹا اگر باپ سے پانی مانگے اور باپ نہ پلا کے تو وہاں کیا لفظ رکھیں گے؟.. شرمندگی رکھ لیجئے یا قیامت رکھ لیجئے۔ یہی تو کہے گا نا باپ...! بیٹا میں شرمندہ ہوں میں نہیں پلا سکتا۔

دوسرा مقام جہاں قاسم نے پانی مانگا۔ میرے لعل میں شرمندہ ہوں، تیسرا مقام قاسم نے پکارا گھوڑے سے گر کر... پچھا مجھے بچائیے۔ حسین لاش پر پہنچ اور کہا بیٹا تو پکارتا رہا اور حسین شہ پہنچا، میں شرمندہ ہوں۔ چوتھا مقام علی اصغر سے کہا چلو پانی پلا لائیں... جھک کر زخمی گلے کو دیکھا، کہا بیٹا میں شرمندہ ہوں۔ پانچواں مقام.. لاش لے کر آئے، سات بار پہنچے ہے اور پھر پکار کر رباب سے کہا میں شرمندہ ہوں، مانگ کر لے گیا تھام سے، علی اصغر نہیں آئے۔ رباب میں تم سے شرمندہ ہوں۔

چھٹا مقام.. بیسوں سے کہا، ہم تمہیں لائے، ہمارے بعد تم لوٹی.. ہم تمہیں خیریت سے مدینے نہ پہنچا سکے، ہم شرمند ہیں۔

اور قیامت ہے ساتوں مقام جب رخصت آخروآئے... زینت کو دیکھا اور کہا..
بہن تیری چادر کی حفاظت اب کون کرے گا... تین شرمند ہوں۔

چاہئے تو کیا.. ٹھوکر مارتے چشمہ لکھا؟ حسین کی شرمندگی ختم ہو جاتی۔ الہرم کو مدینے پہنچا سکتے تھے عباس کے ساتھ بھیج سکتے تھے۔ زینت کی چادر بچا سکتے تھے۔ اب عالم وقت کے جملے پڑھ رہا ہوں۔ یہ سب کچھ حسین نے اختیار کیا اس لئے تاکہ محشر میں حسین کے چاہئے والوں کو شرمندگی نہ ہو۔۔۔ لے لو قیمت.. اساتوں جلوں کی قیمت تمہارے لئے۔

اور دوستوں کو سنا دو کہ ولایت کا اختیار کیا ہے؟ تمہیں کیا پڑھا ٹواب کیا ہے؟
باتیں بنا بہت آسان ہے۔ کچھ صلی بھی تو ہے ان اذکار کا.. یا ایسے ہی کتابیں لکھ دی گئیں.. بڑی مجلسیں پڑھی جاتی ہیں۔

اور تمہیں پر تقریر ختم ہو گی۔ یہ ہے خطبہ جناب سید جادا کا.. جب سے واپس آئے سید سجاد.. کسی نے پوچھا.. کہاں زیادہ مصیبیں پڑیں۔ تین بار کہتے تھے.. الفاظ، الفاظ، الفاظ، الفاظ۔

آگے راوی کی ہمت نہیں تھی کہ یہ پوچھے کہ کربلا کیوں نہیں؟ کوفہ کیوں نہیں؟
تجسس تو تھا نا راوی کو۔ راوی بھی کوئی ایک تھوڑی ہیں، تین ہفتیں ہزار راوی ہیں،
کربلا کے راوی تو لاکھوں میں ہیں... جو سننا چاہتے ہیں سید سجاد سے واقعہ... کربلا کا
واقعہ تو بہت بڑا ہے، پورے عرب میں ایران تک راوی پھیلے ہوئے ہیں کہ کچھ بتا دیں۔

لیکن ایک ہی بات.. الشام، القام، الشام۔ بھائی جب رفت طاری ہو تو ہمت
کس کی ہے کہ پوچھئے؟ آپ کیا سید سجاد کو دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ یہ کہہ رہے ہیں
القام، الشام، الشام.. اس کے آگے کوئی پوچھ سکتا ہے؟ مرثیہ ہے یہ الشام الشام..
بشکریہ: فکر زینب ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۰۰۵ء

شہزادی زینب پر لکھی گئی کتابیں

گذشتہ ۱۰۰ سالوں میں جناب زینب پر بہت سچھ لکھا جا چکا ہے۔ انشاء اللہ
آنکہ بھی لکھا جائے گا۔

جو کتابیں دستیاب ہیں ان کا ذکر یہاں بے محل نہ ہو گا۔

- ۱۔ السیدہ زینب ابوالعباس احمد بن طولون مشقی متوفی ۷۳۲ھ
- ۲۔ الرسالۃ الزینبیۃ شش الدین ابوالخیر مصری
- ۳۔ الحجۃۃ الزینبیۃ فی المسالۃ الزینبیۃ علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۵ھ
- ۴۔ طراز المذهب (تاج المؤارف) مرزا عباس قلی خاں ۱۳۲۲ھ
- ۵۔ خصائص زینبیۃ سید نور الدین موسیٰ جزاً ری ۱۳۲۱ھ
- ۶۔ فضائل حضرت زینب خاں بہادر مظفر علی خاں
- ۷۔ کتاب الدلائل الفاخرة، شرح خطبہ زینب الطاہرہ جمال الدین شیرازی
- ۸۔ تاریخ ام المصالیب سید تاز زینب شیخ محمد بن ملا امام علی
- ۹۔ شرح خطبہ حضرت زینب مرزا حیدر قلی خاں سردار کلبی
- ۱۰۔ شرح خطبہ زینبیۃ عبد اللہ الفصاری
- ۱۱۔ السیدہ زینب محمد علی احمد مصری
- ۱۲۔ سیدہ زینب محمود بیلاری مصری

- ١٣۔ السیدہ زینب حسن قاسم مصری
- ١٢۔ زینب فروغ تابان کوثر محمود امتحارودی
- ١٥۔ زینب قیام آزادی بخش احمد منی
- ١٦۔ زینب کبری عقیلہ بنی هاشم حسن الہی
- ١٧۔ زینب کبری قهرمان انقلاب کربلا حسن ناجیان
- ١٨۔ زینب شیر زن کربلا جسیب چاھیان
- ١٩۔ زینب در خشائش ترین زندگی بدرا الدین نصیری
- ٢٠۔ زینب شجاع حسینی فرهنگ موسیٰ
- ٢١۔ زینب حماسہ بر فراز اسارت خ الحاج جوادی
- ٢٢۔ زینب اخت احسین محمد حسین ادیب
- ٢٣۔ زینب بنت علیٰ علیٰ محمد علی دخیل
- ٢٤۔ زینب قهرمان علیٰ احمد صادقی اردوستانی
- ٢٥۔ زینب کبری بنت علیٰ شیخ جعفر ربعی
- ٢٦۔ زینب از عاشورہ تا اربعین بدرا الدین نصیری
- ٢٧۔ زینب بطلة و جهاد حسیب آل جامع
- ٢٨۔ زینب بنت علیٰ ابی طالب بن اثیر (أسد الغاب)
- ٢٩۔ خطبات حضرت زینب سید جاسم شیر
- ٣٠۔ زینب بنت علیٰ بن ابی طالب عسیر رضا کمالہ
- ٣١۔ زینب بنت علیٰ بن ابی طالب محمد علی بحر العلوم
- ٣٢۔ زینب بنت علیٰ بن ابی طالب اسماعیل منصوری لاریجانی

- ۳۳۔ زینب عقیلہ و حجی
سید عبدالحسین
- ۳۴۔ زینب بنت علی
عبدالعزیز سید الاحل
- ۳۵۔ زینب حماسی ای ابدي بر فراز تاریخ حسن دہیر سید جوادی
- ۳۶۔ زینب کبریٰ با قهر مان کربلا محمد ذہری
- ۳۷۔ زینب ولیۃ النبوة والامانۃ محمد صادق
- ۳۸۔ زینبیہ (رسالہ) غلام حسین کنوری
- ۳۹۔ حضرت زینب کبریٰ عماوزادہ اصفہانی
- ۴۰۔ سیدہ زینب علی احمد شبی
- ۴۱۔ خطبہ حضرت زینب سید علی جعفری
- ۴۲۔ سیدہ زینب بنت زہرا رضا حسین صح
- ۴۳۔ سیدہ زینب محمود شرقاودی
- ۴۴۔ سید زینب عقیلہ بنی ہاشم محمد فہی عبد الوہاب
- ۴۵۔ سیرت زینب کبریٰ (اندوں جلد) محمد حسین
- ۴۶۔ سیما حضرت زینب محمد مهدی تاج لکھرودی
- ۴۷۔ الاطاہرہ سیدہ زینب عبدالخیر
- ۴۸۔ زندگانی و احوال زینب کبریٰ محسن صائب
- ۴۹۔ بام زینب کمال السید
- ۵۰۔ زندگانی حضرت زینب، خون و پیام علی قائی
- ۵۱۔ زندگانی حضرت زینب کبریٰ محمد حکیمی
- ۵۲۔ زندگانی حضرت زینب کبریٰ شیخ محمد جواد مجتبی

- ۳۵۔ زندگانی حضرت فاطمہ و دختران ہاشم رسول مخلاتی
 ۳۶۔ زندگانی زینب کبریٰ شیخ جعفر نقدی
- ۵۵۔ زیارت ملجم حضرت زینب محمد اشرفی
- ۵۶۔ زیارت ملجم حضرت زینب کبریٰ اسماعیل پرہلیان نژاد
- ۵۷۔ زیارت ملجم حضرت زینب کبریٰ مهدی ملجمی
- ۵۸۔ زیارت نامہ حضرت زینب مصباح زادہ
- ۵۹۔ زندگی نامہ زینب کبریٰ محمد عقیلی
- ۶۰۔ زینب ڈاکٹر احمد رزکی ابو شادی
- ۶۱۔ زینب العقیلہ سید عبدال Razاق مقرم
- ۶۲۔ زینب عقیلہ بنی ہاشم سید جعفر غضبان
- ۶۳۔ زینب نقش انقلاب نور الدین جزا اری
- ۶۴۔ زینب وجہ الرأة المُسلمة شہید فرحان بغدادی
- ۶۵۔ زینب در کاروان کوفہ و شام امیر تیمور مغذی
- ۶۶۔ خطبہ حضرت زینب علی گزادہ غفوری
- ۶۷۔ زینب و شخصیت تاریخی او محمد علی عباسی غریب
- ۶۸۔ حیات طیبہ حضرت زینب شہید آیت اللہ سید عبدالحسین و سنتیب
- ۶۹۔ حضرت زینب (دکھیا بہن) نواب علی رضا خاں قزلباش
- ۷۰۔ حضرت زینب کبریٰ مرزا علی اصغر رسول زادہ
- ۷۱۔ حافظ امامت حضرت زینب محمد سلیم علوی
- ۷۲۔ زیارت نامہ غلام رضا سریوال

- سک شریکہ الحسین
۷۶۔ شمونہ صبر جناب زینت
اکبر اسدی مہدی رضاوی
مولوی محمد صادق حسین
مولانا سید محمد جعفر
۷۷۔ مرتیزہ در حال حضرت زینت کبریٰ میرانش
حسن رضا غدری
عباس عزیزی
علامہ سید ابوالقاسم الدین الجی
آغا سید واعظ حسین نقوی
حکیم سید علی حیدر زیدی
پاسبان شریعت
۷۸۔ زینت زینت ہے
۷۹۔ حضرت زینت
۸۰۔ مسافرہ شام
۸۱۔ سید تازینت
۸۲۔ پاسبان شریعت
۸۳۔ زینت بنت علی (مرثیہ) سید علی مہدی

By: Anita Rai The Essential Woman ۸۴

- ۸۵۔ شیرزن کربلا
جعفر شیرازی
۸۶۔ حضرت زینت بنت علی نیرندم
۸۷۔ شریکہ الحسین
ظفر عباس کشمیری
۸۸۔ حضرت زینت اور دربارہ زینیڈ آغا اشرف
حکیم سید عالم شاہ کاظمی
۸۹۔ مظلومہ کربلا
فیض الحسن موسوی
۹۰۔ دربارہ زینیڈ
پروفیسر فضل امام رضوی
۹۱۔ شریکہ الحسین
ڈاکٹر مصطفیٰ اولیائی
۹۲۔ زندگانی حضرت زینت

- ۹۳۔ خطبات وزینت و ائمہ کلثوم
عبداللهی حسن بولا غی
- ۹۲۔ مظلومہ سکر بلا
سید محمد حسین جعفری
- ۹۵۔ معلمه سکر بلا
سید فاضل حسین رضوی
- ۹۶۔ حضرت زینت کبریٰ کے خطبے علامہ سید ابن حسن ثغیٰ
- ۹۷۔ زیارت نامہ سیدہ بنت علی علامہ محمد حسین اکبر
- ۹۸۔ زینت بنت علی سید محمد ایوب نقی
- ۹۹۔ علیؑ کی بیٹی (سوانح حیات) ذاکر علی قائمی
- ۱۰۰۔ زیارت زینبیہ ملا محمد رسول کاشانی
- ۱۰۱۔ اخبار الزہنیات سیدی بن حسن عقیلی عبیدی
- ۱۰۲۔ زینت سکر بلا پروفیسر آغا اشہر
- ۱۰۳۔ سیدہ زینت (اگریزی) محمد علی سالمیں
- ۱۰۴۔ سیرت وزینت صادق علی عرقانی
- ۱۰۵۔ کربلا کی شیر دل خاتون عائشہ بنت الشاطی، مصری
- ۱۰۶۔ خاتون کربلا کا کردار مہتاب جعفر رضا
- ۱۰۷۔ خاتون کربلا مولانا اسد علی اللہ آبادی (کتابچہ)
- ۱۰۸۔ صدیقہ صفری مولانا اسد علی اللہ آبادی (کتابچہ)
- ۱۰۹۔ سیرت حضرت صدیقہ صفری جاہ زینت انہار حسین عرش گوپال پوری
- ۱۱۰۔ سیدہ کی بیٹی رازق الحیری ۱۹۳۳ء
- ۱۱۱۔ سیرت وزینت سید احمد حسین ترمذی
- ۱۱۲۔ سوانح حضرت زینت علی جعفری (کتابچہ)

- ۱۱۳۔ مظلومہ سکر بلا سید محمد حسین جعفری۔ حیدر آباد، دکن، ۱۹۲۵ء
- ۱۱۴۔ سوانح حضرت زینت کبریٰ مولانا آغا مهدی لکھنؤی
- ۱۱۵۔ سیرت زینت شیعہ لاہور، نمبر ۱۳۸۱ھ
- ۱۱۶۔ ”سرفراز“ لکھنؤ، زینت نمبر“ -----
- ۱۱۷۔ بیتوتہ ہر انبر (خیال مل، لاہور) ڈاکٹر عسکری بن احمد
- ۱۱۸۔ جناب زینت مولانا سید سبط الحسن ہنسوی

شام کے سفر میں زائرین کی مصیبت

جو کوئی بھی ملک شام میں داخل ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے چنانچہ کتاب ”قہر مان کربلا“ میں مرزا علی اصغر نے شب ہائے مکہ اور دیگر راتوں کا ذکر کیا ہے۔ شام کے سفر کے سلسلے میں لکھتے ہیں:-

سال ۱۳۶۲ھ فروری کو براہ ہوائی جہاز میں اپنے متعلقین کے ملک شام میں گیا اور یہ بات طے پائی تھی کہ ہر شخص کو آنا ہو گا اور جو بھی آئے گا ایک سو ڈالر لے کر شام آئے گا۔ جو بک رہت پر خریدنے ہو گئے ہر شخص نے ایک سو ڈالر لئے اور اپنے پاسپورٹ میں رکھ کر پیش کئے۔ ہم نے کہا کہ دو آدمیوں کا ایک پاسپورٹ ہے کیا اُن دونوں کو ایک سو ڈالر دینے ہو گئے تو اس بات کو وہاں کی حکومت نے پسند نہیں کیا۔ ہم دو آدمی اپنے پاسپورٹ میں ایک سو ڈالر رکھے ہوئے تھے اور ہماری مانند اور بھی بہت سے لوگ ایسے ہی تھے۔ پھر آواز بڑھنے لگی تو ہم دو آدمیوں سے دو سو ڈالر طلب کئے گئے اور شام کا لیرہ بھی تھا جو پاسپورٹ میں رکھا ہوا تھا۔ ہر ایک کو سو ڈالر کے صرف ۶۵۰ لیرہ شام کے دیئے تین گھنٹے تک ہم بیکار

پڑے رہے۔ پھر بس کے ذریعے ہم نے سفر کا آغاز کیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کتنی رقم بدلتی کیا رہتی ہے تو ہم نے کہا کہ ۱۰۰ امریکی ڈالر کے ۲۵۰ لیرہ شام کے دیتے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ ۱۳۰۰ لیرے کا رہت پچل رہا ہے۔ میں نے حالات پر غور کیا تو پتہ چلا کہ انہوں نے ۵۵۰۰ سو ایرانی تومان کم دیئے ہیں۔ پھر ہم بس سے اُتر گئے پھر ہم مامور بینک آگئے اور اپنا واقعہ سنایا تو ان کو یقین نہ آیا۔ بینک کی رسید ہم سے مانگی میں لے کر آیا تو اُس میں ۱۲۰۰ ڈالر لکھا تھا۔ پھر انہوں نے ہماری رقم گئی تو ہم نے قسم کھائی کہ ہم نے لیروں کو ہاتھ نہیں لگایا ہے لیکن جو بات بھی ہم اُن سے کہہ رہے تھے وہ قبول نہیں کر رہے تھے پھر ہمیں اپنے ساتھ شام تھاں بجک لے کر گئے پھر رقم گئی گئی ایک گھنٹہ تو رقم گئے میں ہی لگ گیا اور پھر کہنے لگے کہ نہیں ہم نے ان کو رقم گن کر دی ہے دو سو ڈالر لکھے ہیں۔

جب مجھے فکرات سے نجات ملی تو ایک نظر شہر شام پر ڈالی اور مجھے مصائب جناب زینت یاد آگئے کہ میرا مالی نقصان یا سفر کی تھکان تو بی بی کے مصائب کے سامنے ایک قطرے کے برار بھی نہیں ہے خواہ مخواہ مجھے رقم کم ملنے کا افسوس ہو رہا ہے۔ غرض میں نے باہر جانے کی کوشش شروع کی اور جب شلوار کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک سو ڈالر جیب میں پڑے ہوئے تھے۔ اگرچہ میں پانچ مرتبہ میبوں کی تلاشی لے چکا تھا۔

میں خود ہی خود فکر مند ہو گیا اور بدلتی کے ساتھ شہر شام کی طرف چلا اور اپنے متعلقین کو۔ لاری اڈہ (بس اسٹاپ) سے تلاش کر لیا۔

سب کے سب پر بیان تھے میں نے ان کو جواب دیا وہ خاموش رہے اور ہم نے ملک شام مکنچ کر بی بی زینت کے مصائب کو یاد کیا تو انہوں نے ہم کو تمام رنج و غم

سے نجات دے دی۔

السلام و علیک یا بنت رسول اللہ السلام علیک یا بنت نبی اللہ
السلام علیک یا بنت محمد المصطفیٰ سید الانبیاء والمرسلین

”زینب کی دہائی“

نواب رام پور رضا علی خاں

زینب کی دہائی تھی اُٹی ہائے رے تھیا مانجائے رے تھیا
کس اور گئے کون یہ تلاعے رے تھیا مانجائے رے تھیا

اکبر سے کہو سانجھ سئے آکے سنجھاں میں ڈریوں کو پچالیں
ہھیارے تھیں لوٹئے کوآئے رے تھیا مانجائے رے تھیا

سمجھو بنے قاسم کو کہاں مکھو گئے بن میں برا کی گلیں میں
اک رات کی بیاہی کا جیا جائے رے تھیا مانجائے رے تھیا

دو بھر کے دتی ہے سبھی کنبے کا جینا پیاں ہے سکینہ
چھاگل ابھی عباس تھیں لائے رے تھیا مانجائے رے تھیا

گودی بھی ہے اجری ہوئی جھولابھی ہے سوتا یکش ہے دونا
مُن بانو کا کون آن کے بھلانے رے تھیا مانجائے رے تھیا



بَاب ۲.....

شام کا سفرنامہ الشّام، الشّام، الشّام ضمیر اختر نقوی

کہتے ہیں زیارت کی نیت ہو تو ہاں سے طلب بھی ہوتی ہے۔ ایران، عراق، مکہ مدینہ کی زیارتیں ہم کرچکے تھے اب صرف شام کی زیارتیں باقی تھیں، اس سال حضرت زینت ہالی رہرا صلوا اللہ علیہا کے روشنے سے بلاوا آئی گیا، دو دن میں تیاری بھی ہوئی اور ہم روانہ بھی ہو گئے۔ ۲۱ جولائی ۱۹۰۷ء بروز ہفت صبح کو سیریا ایز لائن سے روانہ ہوئے ڈھائی گھنٹے بعد کراچی سے دام جہاز پہنچا ایک گھنٹے کے بعد جہاز نے پرواز کی دو گھنٹے کے بعد ہم دمشق کے ایز پورٹ پر تھے، یہاں صبح کے دس بجے ہوئے تھے۔ ایز پورٹ پر جلد ہی پاسپورٹ پر نمبر لگوا کر باہر آگئے، ماجد رضا عابدی اور حسین رضا سلمہ ڑالی پر سامان رکھنے لگے، نہیں معلوم کہ ہمارے پیچے ایک دو گھنٹات کے لوگ آ کر کھڑے ہو گئے، ان کے پیچے پیچے ایک فوجی آیا اور پاسپورٹ چیک کرنے لگا۔ اس نے ہمارا پاسپورٹ منگایا یہ دیکھنے کے لئے کہ دونوں ویزوں میں کیا فرق ہے، ہمارے پاسپورٹ پر تین میںیں کا اوزیر الگا ہوا تھا حالانکہ ہم کو صرف ایک ہفتے یہاں تھہرنا تھا، دوبارہ اندر جانا پڑا بتایا گیا کہ

پا سپورٹ دوبارہ چیک ہوگا اور ایک ہزار ڈالر بھی دکھانے ہوں گے۔ ماجد رضا عابدی نے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہی تو معلوم ہوا کہ ان شامیوں کو انگریزی نہیں آتی ہے۔ نہ وہ ہماری زبان سمجھتے ہیں اور نہ دوسرے کی زبان سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اندر جا کر تفصیل یہ معلوم ہوئی کہ غیر قانونی طور پر بے شمار پاکستانی جن میں زیادہ تر پنجاب اور پشاور کے لوگ ہوتے ہیں وہ زیارت کے بہانے شام میں داخل ہو کر سرحد پار کر کے بنانا جاتے ہیں وہاں سے یونان اور پھر یورپ فرار ہو جاتے ہیں ابھی نہیں یوقوف بنا کر بھوگتے ہیں اور وہ ایسپورٹ پر گرفتار کر کے دوسری فلاٹس سے واپس پاکستان بیکھ دیئے جاتے ہیں۔ اتفاق سے شام میں پاکستانی سفیر بھی نقوی صاحب ناصر رضا صاحب کے رشتے میں ماموں ہوتے ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ آفسروں کو فون کیا تو یہاں سے جواب دیا گیا، براہ راست آپ گفتگو نہیں کر سکتے وزیر خارجہ کے آفس سے رجوع کیجئے، چند گھنٹے کے بعد انہوں نے شام کے صدر بشار الاسد کے ملیٹری (Military) سیکریٹری کو فون کیا، پورے ایسپورٹ پر محلی محنتی ابھی تک جو لوگ سیدھے منہ بات نہیں کر رہے تھے، غلاموں کی طرح ہمارے اور ماجد رضا کے پیچھے دوڑنے لگے۔ ایک پرانا کرٹل ہے انگریزی بولنا آتی تھی اسے ہمارے پاس بھیجا گیا۔ دوسرا شخص جس کا نام مردان تھا وہ بھی ایک فوجی تھا اسے بھی کچھ کچھ انگریزی آتی تھی۔ بہر حال ڈالر ہمارے دوبارہ چیک کئے گئے ہمارے پا سپورٹ ہم کو واپس ملے، باہر ناصر رضا صاحب موجود تھے پچھے سب ہوٹل روانہ ہو چکے تھے لیکن سماں کر رضا اور حسین رضا بھی موجود تھے ہم لوگ نیکی کر کے روضہ سیدہ زینت کی طرف روانہ ہوئے کچھ دیر کے بعد ہاشمیہ ہوٹل پہنچ، سامان پہنچے ہی آپ کا تھا، فوراً ہی روضے پر حاضری دی

اب ہم اس عظیم شہزادی کے دربار میں داخل ہو رہے تھے جو دین و دنیا کے بادشاہ حضرت رسول خدا کی بڑی نواسی علیٰ و قاطرہ کی لخت بگر ہیں۔ وہ کربلا کی شیردل ناقون جس کے خطبوں سے ملک شام لرز اٹھا، حکومتِ یزید دنیا میں ذلیل و رسا ہو گئی۔

ملکت شام (سوریہ) کی تاریخ پر اسرار ہے، شمال میں ترکی سے مرحد تھی، مشرق میں عراق ہے، جنوب میں اردن ہے، جنوب غربی میں فلسطین اور مغرب میں لبنان واقع ہے۔ ان ٹکلوں کے زائرین روزانہ شام پہنچتے رہتے ہیں، سعودی عرب کے زائرین بھی خاصی تعداد میں آتے ہیں۔

گرم و خشک موسم تھا، بے شمار ہوٹل تعمیر ہو چکے ہیں اور تعمیر ہو رہے ہیں لیکن زائرین سے ہوٹل کمی خالی نہیں ہوتے، معروف جغرافیہ وال مقدمی لکھتا ہے:-

سرزمیں شام گراں قدر، پیا مبرخیز، مرکزِ نیکوکاران و اپدال، بھرت گاہ، ابراہیم، شہرِ نبوب، محرابِ داؤد، حلقتی ہائے سلیمان، خواب گاہ حضرت احیا و مادرش حضرت سارہ، زادگاہ سُج و گہوارہ اش، ققل گاہ جالوت، چاہِ ارمیا و زندانش، صحراء موتی، متہ عیسیٰ، محرابِ زکریا، معز کہ گاہ علیٰ، مشبد پیا مبران، قریبِ نبوب، خاتمة یعقوب، قبرِ موسیٰ، چاہ سلیمان، جائے گاہِ لقمان، درۂ نکھان۔۔۔ با مشاہد بے شمار دیگر۔

ملکت شام کا دار الحکومت شہر دمشق ہے، مشہور شہروں میں حمص، دریا الزور، حکک، رق، حلب، حماہ، سویداء، درعاء، اولب، لاذقیہ، قطیفہ، طرطوس ہیں۔ شام کا سرکاری نام جمہوریہ عربیہ سیریہ ہے، موجودہ رقمہ 71498 مربع میل ہے، ملک کی موجودہ آبادی لگ بھگ ڈیڑھ کروڑ ہے، بیشتر آبادی سنی مسلمانوں کی ہے، شیعہ،

اسمعیلی، علوی (نصیری)، دروز اور عیسائی بھی بڑی تعداد میں رہتے ہیں، شام بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے، گندم، جو اور دالیں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ شکر قند، زنیون اور تمبا کوکی کاشت بھی ہوتی ہے۔ یہ ملک ریشمی صنعتوں اور کانچ کے کام کے لئے مشہور ہے۔ حلب کے بلوری برتوں اور آرائشی اشیاء کی یورپ اور ایشیا میں بہت مانگ ہے۔ گذشتہ برسوں میں دمشق اور حلب میں مختلف چھوٹی صنعتوں کے کارخانے قائم ہوئے ہیں۔ عراقی پڑویں کمپنی کی پاپ لائن شام سے ہو کر گزرتی ہے جس سے شام کو بھاری رقم رائشی کے طور پر ملتی ہے۔

تاریخی اعتبار سے شام ایک قدیم تہذیبی و ثقافتی مرکز ہے۔ اپنی زرخیزی کے باعث یہ سر زمین عرب لشیرے بدودوں کے لئے ہمیشہ کشش کا باعث رہی، دوسری صدی (ق، م) کے آغاز تھی میں ان عرب بدودوں نے جمع، تمر اور الججر میں اپنی ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ شام کی زبان و ثقافت کے اختیار کرنے میں انہیں کچھ زیادہ وقت نہیں لگا، پانچویں صدی عیسوی میں شامی سرحدوں کی حفاظت و مدافعت کا کام عسائی سرداروں کے پروڈھا جو شاؤ عرب اور نہایہ عیسائی تھے۔ یہ شامی عرب ایک ایسی بولی بولتے تھے جو عربی اور اردوی کے اختلاط سے بنی تھی۔

حضرت رسول خدا کے پردادا جناب ہاشم نے عربوں میں تجارت کو روایج دیا۔ اس بات کا ذکر قرآن کریم نے سورہ قریش میں کیا ہے کہ جناب ہاشم تجارت کا قافلہ لے کر موسم سرمایہ میں کے لئے اور موسم گرمی میں شام میں تجارت کے لئے جاتے تھے۔ جب حضرت ہاشم عرب کے سردار ہوئے تو ان کا لے پا لک بھیجا اُمیہ ہاشم کی شہرت و ناموری پر حد داہن گیر ہوا۔ اُمیہ نے چاہا کہ قریش میں اس کی بھی عزت و توقیر ہو لیکن ہاشم کی جود و سخا، علم و مرقدت، وجاہت و شرافت، سیادت و

شوکت، شجاعت و مدد برانہ صلاحیتوں کے باعث ان کو جو عزت و شہرت حاصل تھی وہ کوشش کے باوجود امیتیہ کو حاصل نہ ہو سکی۔ عربوں نے ہاشم کے مقابلے میں امیتیہ کو دس برس کے لئے ملکے سے نکال دیا، امیتیہ جلاوطن ہو کر ملک شام کو چلا گیا، امیتیہ کا اخراج ہی وہ بنا تھی جس کے باعث میں امیتیہ ہمیشہ کے لئے اولاد ہاشم کے دشمن ہو گئے اور عربوں کی قدیم روایت کے مطابق ہر زمانہ اور ہر دور میں اپنے دادا امیتیہ کے اخراج کا بدلہ لینے کی کوشش کرتے رہے۔ امیتیہ نے ملک شام میں اپنی جڑیں مضبوط کیں تاکہ عرب سے نکلنے پر اس کی اولاد بیہاں ایک مرکز بنا کر عربوں سے اپنی توہین کا بدلہ لے سکے۔

حضرت ہاشم کی دوسری شادی مدینے کے ایک سردار عمر و بن زید کی بیٹی سلمی خاتون سے ہوئی اس عقد کے بعد حضرت ہاشم تجارت کی غرض سے شام کے سفر پر روانہ ہوئے، ان کے قافلے میں قریش کے چالیس افراد شامل تھے راستے میں غزہ (شام) کے مقام پر انتقال کر گئے اور وہیں دفن کئے گئے۔ سلمی خاتون کے بیہاں ہاشم کے فرزند حضرت عبدالمطلب کی ولادت ہوئی جو حضرت رسول خدا کے دادا ہیں۔

حضرت ہاشم نے جس تجارت کی بنیاد غیر ملکوں سے رکھی تھی جس میں ملک شام بھی تھا اس تجارت کو حضرت ہاشم کے فرزند حضرت عبدالمطلب اور پوتے حضرت ابوطالب نے فروغ دیا، حضرت ابوطالب بھی اپنے آباء و اجداد کی طرح مال تجارت لے کر شام اور یمن جاتے تھے، وہ چجاز و بھر کی کھجوریں اور یمن کی خوبیوں فروخت کے لئے بصری اور دمشق اور شام کے دوسرے شہروں میں لے جاتے تھے اور واپسی پر وہاں سے بازتینی مصنوعات اپنے ہمراہ لاتے تھے۔

حضرت ابوطالب شام کے تجارتی سفر پر ایک مرتبہ اپنے بھتیجے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہمراہ لے گئے، شام کے ایک شہر بصریٰ میں حضرت ابوطالب کی ملاقات ایک راہب سے ہوئی جس کا نام بحیرا تھا۔ اس وقت حضرت رسول خدا کی عمر ۱۲ برس تھی، بحیرا راہب نے کہا کہ تو ریت اور انجیل کی خبروں سے ثابت ہے کہ یہ آخری نبی ہیں ان کی حفاظت کیجئے، حضرت ابوطالب یہ خبر سننے ہی واپس ملے آگئے اور پھر شام بھی نہیں گئے۔

حضرت رسول خدا ۲۵ برس کی عمر میں دوسرا مرتبہ حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر بغرض تجارت ملک شام گئے اور کامیاب واپس آئے جس کے بعد آپ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہو گئی اور پھر اسلام کا آغاز ہو گیا اور حضرت رسول خدا بھی پھر کبھی شام نہیں گئے۔

شام اور اردن کی سرحد پر ۸ ہجری میں جگ موتہ ہوئی جس میں حضرت جعفر طیار نے شہادت پائی۔ ”سرائے مزوہ“ شام اور اردن کی سرحد پر واقع ہے جہاں حضرت جعفر طیار کا روضہ مبارک ہے۔ اگر اردن کا وزیر پاکستان سے لے لیا جائے تو شام کی زیارت کو کیا جائے ہے۔ ممکن ہو جاتی ہے، دمشق سے دو گھنٹے کی مسافت پر یہ مقام واقع ہے۔

عرب کا شہر تبوک بھی شام کی سرحد سے قریب ہے ۹ ہجری میں حضرت رسول خدا تبوک گئے اور میں روز تبوک میں قیام کیا اور وہاں کے حکمرانوں کو مطیع بنا کر مدینہ تشریف لائے۔ یہی وہ راستے تھے جن پر چل کر مسلمان فتوحات کرتے ہوئے ایکین تک پہنچ گئے تھے۔

اس مقام پر ایک نازک موڑ آتا ہے، جگ موتہ کے بعد حضرت رسول خدا اپنے

آخری رات میں ایک لشکر اسامہ کی سر کردگی میں شام بھیجنا چاہتے تھے اور حضرت علیؑ کی جائشی کو عملی شکل دینا چاہتے تھے۔ اگر تمام مسلمان حضرت رسولؐ خدا کی دور انہیشی کو سمجھ جاتے اور نادانی نہ کرتے تو آج اسلام اپنی صحیح شکل میں موجود ہوتا۔ لشکر واپس آگیا اور جو ہوا سو ہوا، ستیغیانی اسلام بعد میں دنیا میں رائج ہو گیا اور اس کا انجام دربار یزید کی شکل میں دنیا نے دیکھا۔

بنی امیہ کو ملک شام سے بہت زیادہ وچھپی تھی، ۱۸ جنگی میں حضرت عمر نے بنی امیہ کو خوش کرنے کے لئے شام کا گورنر معاویہ بن ابی سفیان کو بنا دیا، حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں معاویہ کو پورے ملک شام کا حاکم مقرر کر دیا۔ حضرت علیؑ جب خلیفہ وقت ہوئے تو معاویہ نے حضرت علیؑ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ صفين کے میدان میں ایک طویل جنگ ہوئی۔ کتابوں میں صفين کا حال تفصیل سے پڑھ چکا تھا۔ اکثر اپنی تقریروں میں صفين کے حالات بیان کر چکا ہوں۔

شام بچھنے کے بعد میدان صفين دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا پھر یہ کہ وہاں حضرت رسولؐ خدا کے عظیم ترین صحابہ شہدائے صفين کی قبریں بھی ہیں اُس کی زیارت کا شرف بھی حاصل کرنا تھا۔

صفین کا میدان

صح ۸ بجے ایک دین آگئی، سفر کی تیاری شروع ہوئی، سفر طویل تھا، خوبصورت صحراؤں اور بلند پہاڑوں سے ہوتی ہوئی پختہ سڑک پر ہماری گاڑی تیز سے تیز رواں دواں تھیں میں بزرگیاں اور اناج کے پودے لہلہار ہے تھے، ہوا زور و شور سے چل رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہواوں کے دوں پر وین اڑ رہی تھی، کچھ دیر کے بعد ایک شہر آیا جہاں سے شہر رقة کی طرف سفر شروع ہوا، فرات کے پل سے

گزر کر ہم شہر قہ میں داخل ہوئے دور سے روضوں کے تین گنبد نظر آئے۔ ایک پرانے قلعہ کے پاس سے بھی گزرے یہ پرانا قلعہ حضرت علیؑ سے منسوب ہے صفين کی لڑائی میں آپ نے یہاں قیام کیا تھا۔ حضرت علیؑ کے تین اصحاب کی قبریں میدان صفين میں ہیں۔ یہ تینوں روضے نقیر ہیں، بہت ہی بلند تعمیر کئے گئے ہیں اور ایک دوسرے سے متعلق کردیئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے ہم لوگ حضرت عمار یاسر کی قبر پر گئے قبر عام قبروں سے بہت بڑی اور چوڑی ہے، قبر کو ایک بڑے قالین سے ڈھکا گیا تھا ابھی تعمیر ہو رہی ہے، قالین کو ہٹا کر دیکھا قبر کی منی میں نبی تھی اور بے پناہ خوشبو آ رہی تھی، دوسرے روضے میں اولیس قرنی کی قبر ہے، وہاں بھی قبر سے خوشبو آتی ہے، تیسرا روضہ میں خزیم بن ثابت انصاری کی قبر ہے۔ روضے بہت بلند تعمیر کئے گئے ہیں، زیارت قبریں ہیں، ہم جہاں کھڑے ہوئے تھے یہ صفين کا میدان ہے، وہاں کھڑے ہو کر جو نقشہ میرے ذہن میں آیا وہ یہاں بیان کر دوں۔

روضہ حضرت عمار یاسر

چودہ (۱۴) سو برس قبل جب جگ صفين کو چھپیں روز گزر پچھے تھے صح کا وقت تھا دونوں طرف لٹکڑانے کے لئے تیار تھے، ایک بزرگ سفید کپڑے پہنے ہوئے سر پر کالا عمامہ تھا، سفید گھوڑے پر سوار تھے، نہایت تجمل و وقار کے ساتھ کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوئے پہلو میں تکوار حائل کئے ہوئے اور دوسری پر کمان رکھے، ہاتھ میں سفید پرچم والا نیزہ لئے ہزار آدمیوں کے ساتھ برآمد ہوئے۔ یہ رسول اللہ کے عظیم صحابی عمار یاسر ہیں جن کی عمر اس وقت ۹۳ برس کی ہے، آگے بڑھ کر حضرت علیؑ سے دریافت کیا، یا علیؑ میرے مرنے کا وقت آگیا

ہے، حضرت علیؓ نے لشکر میں واپس ہونے کا حکم دیا، انہوں نے تین بار سوال کیا
، حضرت علیؓ نے وہی جواب دیا، آخر میں حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ہاں --
مردانہ وار عمار یا سرف میں واپس ہوئے ، پرچم ہاتھ میں بلند کر کے آگے
بڑھے دونوں لشکروں کے درمیان پرچم کو زمین پر نصب کر دیا اور آواز دی
--- محاویں --- یہ وہ علم ہے جو بدر میں حضرت رسول خدا نے بلند کیا تھا، اس
علم کے سامنے میں ہم نے روز بدر تیرے باپ ابوسفیان سے جنگ کی تحریک تزیل
قرآن کی بنیاد پر، آج اسی علم کے سامنے میں ہم تھے سے جنگ کر رہے
ہیں تاویل و تفسیر قرآن کی بنیاد پر۔ یہ رجز پڑھنے کے بعد عمار یا سرنے فوج
خالف پر حملہ کیا، یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ ”جنت تواروں کے سامنے میں
ہے اور موت برچھیوں کے گرد، درجت کھلا ہوا ہے، آج میں جنت میں حضرت
رسول خدا سے ملاقات کروں گا۔ اپنے بعد کے لئے اگر کوئی دصیت چھوڑتا ہوں تو
علیؓ کی محبت و رفاقت، مناجات سے فارغ ہو کر گھوڑے کو ابر لگائی کا پتتے ہوئے
ہاتھ سے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھا، گھوڑا لشکر خلاف میں ڈھن گیا، سپاہ و شمن درہم
برہم ہوئی، شجاعت کا سکہ فوج شام کے دل پر پیٹھ گیا، شکتوں کے پشتے لاشوں
کے انبار لگ گئے۔ یہ وہ مجاہد لڑ رہا تھا جس نے بدر کی جنگ سے لے کر خین مک
ہر لڑائی میں رسول خدا کے ساتھ ساتھ رہ کر کافروں سے جنگ کی تحریک، عمار یا سر
بہت دیر لڑے، زخمی ہوئے لیکن الہ شام کے مستحکم حصارے کو توڑ کر لوتے ہوئے
باہر آئے اپنے لشکر میں واپس آ کر اپنے غلام رشید سے پانی مانگا، خادم نے
دودھ و شہد کا پیالہ حاضر کیا اور گھوڑے سے نیچے اترنے سے قبل عمار کو جام اخیر
سے سیراب کیا، عمار یا سر نے با آواز بلند کہا ”صدقت یا رسول اللہ“ مج فرمایا تھا
آپ نے یا رسول اللہ کہ ”اے عمار تھے گروہ باغی قتل کرے گا۔ تو ان کو جنت کی

طرف بلائے گا اور وہ تجھ کو دوزخ کی طرف بلا سیں گے اور تیری آخی غذا دودھ ملائیں گی، خادم گھوڑے کی باغ قائم کر عمران یاسر کو میدان جنگ سے علیحدہ لایا، عمار گھوڑے پر نہ سنجھل سکے، غلام نے سہارا دے کر نیچے اتارا، زمین پر پہنچتے ہی روح نفس عصری سے پرواز کر گئی۔ حضرت علیؑ کو خبر ہوئی، اصحاب و انصار کے ساتھ فرما عمار یاسر کی لاش پر آئے، سرہانے بیٹھ گئے اور عمار کا سر زانوئے مبارک پر رکھا، رسولؐ خدا کے رفق قدیم کو مردہ دیکھ کر ان کی محبت اور خدمات اور اسلام کا خیال فرمایا کر محل نہ کر سکے بے ساختہ آنکھوں میں آنسو آگئے، بے اختیار فرمایا عمار وہ شخص تھا جس سے میں نے کبھی محبت رسولؐ کو خالی نہ پایا، جب تین آدمی ان کی بزم میں ہوئے تو چوتھے عمار یاسر ہوتے تھے اور جب چار آدمیوں کا مجھ ان کی خدمت میں موجود ہوتا تو پانچواں بزرگ عمار ہوتا تھا، یہ وہ بزرگ ہے جس کے لئے رسولؐ خدا نے فرمایا، حق عمار کے ساتھ پھرتا رہے گا جس طرف عمار پھریں، جست عمار کے دیدار کی مشاق ہے۔ حضرت علیؑ نے اعلان کیا عمار کا قتل کرنے والا اور ان کو نہ کہنے والا اور ان کے تھیار لونے والا جہنم میں جائے گا، جتاب عمار یاسر کی لاش اٹھا کر دریائے فرات کے قریب لائے شسل دیا، نماز جنازہ پڑھی اور اس مقام پر فن کر دیا، جہاں اس وقت ہم کھڑے ہیں، یہی تو اس شیر والا اور کی قبر ہے یہ عمار یاسر کی قبر ہے، اس ملکہ شام میں لاش کے بعد بھی نی امیتی کی قبروں کا نشان نہیں ملتا، صفتین کے میدان پر آج بھی عمار یاسر کا قبضہ ہے۔

روضہ حضرت اویس قرñی

عمران یاسر کی قبر سے متعلق دوسرے مقبرے میں اویس قرñی کی قبر ہے، قبر پر

زیارت پڑھ رہا تھا اور میری نگاہ میں صفتین کا ایک اور منظر موجود تھا۔

ایک دن کونے کے کسی دیہات میں دریائے فرات کے کنارے بیٹھے ہوئے اولیں قرآنی وضو کر رہے تھے کہ اچاک طبل کی آواز کان میں آئی، لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے، لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ کی فوج صفتین کے میدان میں معاویہ سے ٹوٹنے جا رہی ہے، اولیں قرآنی نے کہا کہ کوئی عبادت میرے نزدیک متابعت علیؑ مرتضیؑ سے افضل نہیں ہے، یہ کہہ کر اسی طرف دوڑے۔

عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ حضرت علیؑ کے ساتھ مقامِ ذیقار میں پہنچ تو کونے اور اس کے اطراف کا لشکر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آج اکیس (۲۱) فوجیں ہمارے پاس آئیں گی اور ہر فوج میں ہزار آدمی ہوں گے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میرے قیاس میں یہ امر بعد معلوم ہوا، مگر مولاؐ کا نکات حضرت علیؑ میرے دل کا حال بمحض گئے، ختم دیا کہ اس محروم میں دونیزے نصب کر دیئے جائیں تاکہ جو لشکر آئے وہ ان دونیزوں کے درمیان میں ہو کر گذرے، لوگوں کو یہ بھی حکم دیا کہ بہت تحفین کے ساتھ ہر فوج کے افراد کو شمار کیا جائے۔

جب غروب آفتاب کا وقت قریب ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ ایک آدمی کم ہے اور وہ بھی آنے والا ہے دیکھا گیا کہ ناگاہ ایک مرد پیدا ہو پا آرہا ہے اور اپنا سامان باندھے ہوئے پشت پر آرہا ہے، نہایت ضعیف و لا غر، چہہ اور سر غبار آلو ہے، جب حضرت علیؑ کی خدمت میں آیا تو سلام کیا اور کہا میں، اولیں قرآنی ہوں، یا امیر المؤمنین اور اے خلیفہ کارپن ہاتھ بڑھائیے کہ میں بیعت تو کروں

حضرت علیؑ نے فرمایا تم کس چیز پر بیعت کرو گے عرض کی اس وعدہ پر کہ آپ کی نصرت ذمہ دگاری میں اپنے کو چھوڑ دوں اور اپنا سر آپ پر ثانِ کر دوں۔
یہ ہے اویس قرنی، عاشق رسولؐ، عاشق علیؑ کی قبر، اویس قرنی کے قاتل معاویہ کا نام و نشان بھی اس ملک شام میں نہیں ہے، اویس قرنی اس بلند دبالت روختے میں محو خواب ہیں، جج ہے ہمیشہ حق کی لمحہ ہوتی ہے۔

غلط فہمی

تیری قبر ابی بن کعب کے نام سے مشہور ہے، یہ قبر ابی بن کعب کی کسی صورت سے نہیں ہو سکتی، ابی بن کعب نے حضرت عمر کے عہد حکومت میں ۱۹ ہجری میں مدینے میں وفات پائی۔ شام میں اور خصوصاً میدانِ صفين میں ان کی قبر کا ہوتا حیرت کا مقام ہے اور ابی نام کے اور بھی صحابی ہیں لیکن جگ صفین میں حضرت علیؑ اور شکرِ باغی کی طرف ابی بن کعب نام کا کوئی بھی صحابی موجود نہیں ہے، دراصل یہ قبر صحابی رسول حضرت خزیمہ بن ثابت (ذوالشہادتین) کی ہے۔
مندِ احمد بن حبل میں ہے کہ جب حضرت عمر بن یاسر نے شامی فوج کے ہاتھ سے شہادت پائی تو حضرت خزیمہ بن ثابت کو جوش آگیا اور وہ شمشیر بدست رجز پڑھتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ دریںکہ نہایت شجاعت سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے، آخر شامیوں نے زخمے میں لے کر تیروں اور تکواروں کا یہ برساد یا رسول خدا اور حضرت علیؑ کا یہ بہادر صحابی جام شہادت نبی کر معمود حقیقی کی بارگاہ میں پہنچا۔

فرات

شہر رثہ سے واپسی میں ڈرامہ سور نے گاڑی کا رخ ساحلِ فرات کی طرف موز

دیا، دریائے فرات ترکی سے نکلا ہے، شام سے ہوتا ہوا یہ عراق تک جاتا ہے، انجلی میں فرات کو خاص اور بڑا دریا کہا گیا ہے، زمانہ قدیم سے اس دریا کی بڑی اہمیت رہی ہے، یہ بالائی، گلداری اور اسوری تہذیبوں کا گھوارہ رہا ہے، دنیا کے مشہور شہر جو صفر، هستی سے غالب ہو گئے تھے اور جنہیں ماہرین آثار قدیمہ نے کھود کر نکلا ہے وہ فرات کے کنارے واقع تھے مثلاً بالل، کرمکیس، اور، ماریہ وغیرہ، دریائے فرات ارارات کے پہاڑوں سے نکلا ہے۔ موجودہ ترکی کی ندیاں مرادسو اور کارسو، مل کر اس کا منبع بنتی ہیں۔ پہلے یہ شام کی سمت بحیرہ روم کی طرف بہتا ہے پھر کئی رخ بدلت کر جنوب مشرق کی طرف بنتے بہتے طیج فارس میں جاگرتا ہے۔ راستے میں کچھ اور معاون دریا اس میں آلتے ہیں مثلاً خابور اور کبار، دہانے پر ٹکھنے سے پہلے دریائے دجلہ بھی فرات میں آلتا ہے اور دونوں مل کر شط العرب کہلاتے ہیں۔ لیکن زمانہ قدیم میں یہ دونوں دریا علیحدہ علیحدہ بنتے ہوئے سمندر میں گرتے تھے۔

دجلہ اور فرات سے جو دو آبہ بنتا ہے اُسے مسوٹامیہ (یونانی لفظ = دو دریاؤں کے درمیان کی جگہ) اور عربی میں ماہین انہرین کہتے ہیں۔ موسم بہار میں پہاڑوں پر برف ٹکھنے سے اس میں طیانی آجائی ہے۔ انجلی میں ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اُن کی اولاد کو دریائے نیل سے دریائے فرات تک زمین دے گا۔ یہ عہد حضرت سلیمان کے زمانے میں پورا ہوا۔ عربی میں فرات کے معنی ہیں شیریں پانی۔ قرآن کریم میں تین آیات میں الگ الگ سوروں میں فرات کا تذکرہ ہوا ہے۔

وَأَسْقِيَنَاكُمْ ماءً فُرَاتًا

اور تم لوگوں کو میٹھا پانی پلایا (سورہ مرسلات آیت ۲۷)

هذا عذب فرات

ایک کا پانی شیریں ہے بیاس بخانے والا (سورہ فرقان آیت ۵۳)

هذا عذب فرات سائیع شرابہ

ایک دریا کہ جس کا پانی شریں اور پینے میں خوشگوار ہے (سورہ قاطر آیت ۱۲)
 آسمانی کتابوں میں فرات کا تذکرہ اس کی اہمیت و عظمت کی سند ہے، فرات
 سے عالم انسانیت کا گہرہ رشتہ ہے کہ پانی انسان کی اولین ضرورت ہے۔
 توریت، زبور اور انجیل کی آیات کے مطابق حضرت نوحؐ، حضرت یوسفؐ،
 ارمیانی، حضرت دانیال و دیگر انبیا و اولیا کا فرات سے گہرا باطر رہا ہے لیکن
 ہمارے لئے فرات کا پانی اپنے عکس میں بہت سے نقش ابھار رہا تھا۔ سادات
 سے بھی فرات کا گہرہ رشتہ ہے، میں فرات کے پانی کی خلکی محسوس کر رہا تھا، بچے
 دریائے فرات کے پانی میں دور تک چلے گئے تھے، جہاں تک ساصل نظر آ رہا تھا
 شہرِ رَّدَّ کے باشدے فرات میں نہار ہے تھے، گرنی کا موسم ہے ظاہر ہے فرات
 کے پانی کی خلکی محسوس کر رہے ہوں گے۔ میں نے کربلا میں بھی فرات کے
 پانی سے قریب ہو کر دس برس قبل وہاں کے پانی کو بھی غور سے دیکھا تھا اور اب
 مملکتِ شام میں صفين کے مقام پر ساحل فرات پر ایک منظر دیکھ رہا تھا۔

پانی بند کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔ جنگِ صفين میں شامی افواج نے فرات
 پر پکڑہ لگادیا، محاویہ نے آتے ہی حکم دیا کہ حضرت علیؑ کے لشکر میں پانی نہ جانے
 پائے۔ حضرت امام حسینؑ نے حضرت علیؑ سے اجازت پا کر دوسوں (۲۰۰) سوار لے
 کر فرات کی طرف روانہ ہوئے شامیوں سے جنگ کی اور لمحات پر قبضہ کر لیا۔

معاویہ کی فوج بھاگ گئی اور اس دلیرانہ قبضے کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کا خیمہ فرات کے کنارے نصب ہوا اور پانی بآسانی آپ کے لٹکر تک پہنچنے لگا۔ حضرت علیؑ نے جب اپنے فرزند حسینؑ کی یہ بھادری دیکھی تو بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اصحاب نے عرض کیا یہ تو آپ کے بیٹے کی پہلی فاتحانہ جنگ ہے مولا آپ کے آنسو بھانے کا کیا سبب ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا مجھے رسول خدا کا فرمان یاد آگیا کہ یہی میرا فرزند حسینؑ آنے والے زمانے میں میدان کربلا میں فرات کے کنارے پیاسا رہے گا اور خلک رہتی پر پیاسا شہید ہو گا۔

جب فرات پر حضرت علیؑ کے لٹکر کا قبضہ ہو گیا اور معاویہ کی فوج بیباہن بے آب میں گمراہی تو حضرت علیؑ کے اصحاب نے کہا کہ اب ہم معاویہ کے لٹکر پر پانی بند کر دیں گے، حضرت علیؑ نے فرمایا ہم ان پر پانی بند نہیں کریں گے یہ لوگ پانی لے جائیں اپنے گھوڑوں کو بھی پانی پلاں میں مکران سے جنگ بدستور جاری رہے گی فرات تک آنے میں کوئی سد راہ نہ ہو گا۔

پانی کو ذاتی ملکیت سمجھنا دریا پر اس طرح قبضہ کرنا کہ کوئی پانی نہ پیجئے کسی کے لئے جائز و سزا دار نہیں ہے، کیون کہ اللہ کی طرف سے پانی کی کوئی قیمت نہیں ہے پانی پر آدمی اور جانوروں کا برابر سے حق ہے، پانی کی بندش حق دار کو اس کے حق سے محروم کرنا ہے، اسی لئے جس نے پانی روکا وہ قابلی ملامت و نفرین ہے اور جس پر پانی بند کیا گیا وہ قابلی عزت ہے، کربلا میں الله میں معاویہ کی پالی ہوئی اسی فوج نے حکم یزید سے امام حسینؑ کے اصحاب و انصار، عزیز و اقربا اور بچوں پر پانی بند کر دیا۔ سات محرم سے عاشورتک ایک قطرہ پانی خیام حسینؑ

نک نہیں پہنچ سکا۔ بنی اسریہ کے ان مظالم کی خرائیل میں بھی موجود ہے۔
عبد نامہ عقیق کے "صحیفہ ارمیا" میں واقع کربلا سے تقریباً ایک ہزار برس
قبل یہ پیش گولی موجود ہے۔

إِنَّ لِلْسَّيِّدِ رَبِّ الْجَنُودِ ذَبِيْحَةً فِي أَرْضِ الشَّمَالِ عِنْدَ نَهْرِ الْفَرَاتِ
بِحَوْالَةِ نَجْدٍ عَرَبِيَّةٍ مُطْبَوِّعَةٍ بِرُوْت١٩٠٩ءَ

The Lord God of losts Lath a Sacrifice in the
North Country by the river euphrates

(Printed in London 1916)

"یعنی خدائے رب الافواج کی راہ میں اک قربانی عرب کے شمال میں نہر
فرات کے قریب ہونے والی ہے۔"
عالیٰ ادب میں اب فرات کی وجہ شہرت حضرت امام حسینؑ ہیں، ۱۳۰ سو برس
سے کتابوں میں فرات زندہ ہے واقعہ کربلا کی وجہ سے۔
ڈاکٹر اقبال کے دل میں فرات کی ترپ موجود ہے۔
قالہ جاز میں ایک حسینؑ بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ایسی گیسوئے دجلہ و فرات
میر انیسؒ کی شاعری میں فرات صرف ایک دریا نہیں بلکہ کربلا کا ایک کردار
اور مظاہر فطرت کی دلیل بن جاتی ہے۔
ذروں کی روشنی پر ستاروں کا تھامگاں نہر فرات نج میں تھی مثل کہکشاں

پیاسی جو تھی سپاہ خدا تمن رات کی ساحل سے سرپکتی تھیں موجود فرات کی

اک شور تھا کہ آگ گلی کائنات میں ریتی پرچھلیاں تھیں سمندر فرات میں

سب مستعد تھے قتل شکائنات پر طوفان آب تھے اٹھا تھا فرات پر

دریا بھی آب تھے سے بے آبرد ہوا غل تھا کہ لو فرات کا پانی لہو ہوا

جاتا ہے شیر پوہ حیدر فرات پر طاری ہے خوف مرگ ہر اک ذی حیات پر

اڑتی تھی خاک خلک تھا چشمہ حیات کا کولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

فرما کے یہ سند کو ڈالا فرات میں گویا خضر اتر گئے آب حیات میں

ناموں مصلٹے میں حلاطم ہے رات سے اب جلد ملک بھر کے نکلے فرات سے

جو مہر فاطمہ میں ہے وہ یہ فرات ہے گری میں قرب نہر کا آب حیات ہے

بے سر ہوئے موکل سرچشمہ فرات پہلی میں مثل منج صفوں کو نہ تھا ثابت

حضرت امام حسینؑ کے پھوٹ کی پیاس دیکھ کر روز عاشورا حضرت عباس علمدار پانی لینے نہر فرات پر گئے، آپ کی سی کامیاب تو ہوئی مگر راہ میں ہاتھ قلم ہوئے ملک تیر سے چمد گئی پانی بہہ گیا لیکن شرف سقای آپ کے دامن سے وابست ہو گیا۔ "فائع فرات" اور غازی کا لقب ملا۔ اور آج فرات کے ساحل پر آپ کا عظیم الشان روضہ توحید کی دلیل بنا ہوا ہے، اب فرات کا پانی آپ کے روضہ کے قدموں کے پاس بہتا ہے۔

دریائے فرات مُسیب (عراق) کے پاس سے بھی گزرتا ہے اس مقام پر

حضرت مسلم ابن عقیل کے دوکسن صاحبزادوں کا روضہ ہے۔ فرات کے کنارے ان دونوں کو شہید کر کے سر کانے گئے اور لاشے فرات میں پھینک دیے گئے۔ میر انہیں کہتے ہیں۔

جب نک کہ تپہارہا اس کا تن لاغر شہرا رہا پانی پہ بڑے کا تن اطہر
 چھوٹے کو جی جب ڈال دیا نہ کے اندر جا لپٹا بصد شوق برادر سے برادر
 گہر ڈوبجتے تھے گاہ اُبھر آتے تھے دونوں
 خورشید سے دریا میں نظر آتے تھے دونوں

روضہ حجر بن عدی

دمشق سے تقریباً ۲۸ کلومیٹر کے فاصلے پر یہ قصبه یا چھوٹا سا شہر ”عذرا“ ہے۔ یہاں اصحابی رسول حجر بن عدی کا روضہ ہے۔

لوگوں نے نئے مکانات تعمیر کئے ہیں، پہلے ایک دیہات کی طرح تھائے کچھ مکانات تھے اب یہاں زائرین خاصی تعداد میں آنے لگے ہیں۔ روضہ زیادہ وسیع نہیں ہے لیکن خوبصورت بنا ہوا ہے، مسجد بھی ہے اور روضہ کے ساتھ ایک طویل قبرستان بھی ہے۔ روضہ کے باہر دو کافیں ہیں۔

حجر بن عدی کے ساتھ ان کے دوسرے انصار بھی اسی روشنے میں دفن ہیں، ضرخ چاندی کی ہے اور چاروں طرف قائم بچھے ہوئے ہیں، ضرخ پر حجر بن عدی کی زیارت آؤیزاں ہے۔ معاویہ نے بہت بے دردی سے حجر بن عدی کو قتل کیا۔ حجر بن عدی حق پر تھے اس لئے ان کا روضہ موجود ہے اور زائرین عقیدت سے ان پر سلام پڑھ رہے ہیں، اُسی شام میں معاویہ کی قبر کا نشان تک نہیں ہے جہاں چالیس برس تک وہ حکومت کرتا رہا تھا۔

حجر بن عدی حضرت رسول خدا کے اصحاب نے خصوصی شرف و فضل کے حوالے تھے اگرچہ سن و سال کے لحاظ سے دوسرے اصحاب سے کم تھے لیکن مرتبہ و منزلت سن و سال کی قید و بند سے بالاتر ہوتی ہے۔ حجر بن عدی نے بزم رسول میں رہ کر کسی ہی میں کسب کمالات میں نمایاں خصوصیت حاصل کر لی تھی اس لئے اصحاب رسول کے درمیان ”حجر الخیر“ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ آپ کا زہد و تقویٰ اور عبادت عرب میں مشہور تھی۔ شبانہ روز میں ہزار رکعت نماز ادا فرماتے اور مستجاب الدعوات“ کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

وقات رسول اکرم کے بعد آپ مولائے کائنات امیر المؤمنین علی انہی طالب کے تربیتِ ترین اصحاب میں شمار کئے جاتے تھے۔ جناب حجر بن عدی اپنے بھائی ہاتھی کے ساتھ رسول خدا کی خدمت میں آئے تھے۔ رسول اکرم کی وفات کے بعد حکومتوں سے بالکل علاحدہ رہتے ہوئے دین کی پابندی میں ولایت و محبت حضرت علیؑ کا دم بھرتے رہے۔ مرتبے دم تک عشقِ علیؑ میں سرشار رہے۔ انھوں نے اپنی پوری حیات میں یہ دستور رکھا کہ کسی شخص کی زبان بر حضرت علیؑ کی شان میں نامناسب گفتگو برداشت نہیں کر سکتے تھے بلکہ بر سر عام اُسے توک کر حضرت علیؑ کا کام رہتے سے باخبر کرتے تھے۔ حجر بن عدی جنگِ جمل میں حضرت علیؑ کے لشکر کے ہمراہ تھے، جنگ صفين میں قبیلہ کندہ کی سرداری کرتے ہوئے آپ نے مولا علیؑ کا ساتھ دیا اور جنگِ نہروان میں میرزا لشکر کا علم انھیں کے ہاتھ میں تھا۔

تاریخ نے ان کی شہادت کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے کہ معاویہ کو یہ بات برداشت نہ تھی کہ کوئی علیؑ سے محبت کرنے والا باتی رہے لہذا وہ کسی نہ کسی تدبیر سے علیؑ والوں کی زندگیوں کے ختم کرنے کی فکر میں رہتا تھا چنانچہ زیاد کے ذریعے

جناب مجربن عدی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرایا اور قید خانے میں ڈال دیا اور کچھ دنوں کے بعد معادیہ کے قاصد نے یہ پیغام پہنچایا کہ قیدیوں میں سے آٹھ کو قتل کر دیا جائے اور چھ کو رہا کر دیا جائے جن کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا ان سے یہ بھی کہا گیا کہ اگر تم لوگ بھی حضرت علی ابن ابی طالب سے بیزاری کرو تو تم سب کو بھی رہا کر دیا جائے گا۔ عشق علیٰ کے پروانوں نے اظہار بیزاری سے انکار کیا اور خداوند عالم کو گواہ ہنا کر فرمایا کہ ہم تو حضرت علیٰ سے اظہار بیزاری نہیں کر سکتے، معادیہ نے حکم دیا کہ ان سب کی قبریں کھودی جائیں اور ان کے کفن ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حکومت کو شاید یہ خیال تھا کہ قبروں کو دیکھ کر اور کفن کا دیدار کر کے ان کے جذبہ محبت میں کمی پیدا ہو جائے گی مگر محبت علیٰ میں سرشار افراد کے لئے گورکن کی یا میثیت تھی جنہیں یقین تھا کہ موت برحق ہے اور ہم سب حق پر ہیں، رات آئی اور سب تمام رات عبادتوں میں مشغول رہے، قتل کی صبح آئی تو پھر پوچھا گیا کہ اب بھی موقع ہے علیٰ کو نہ کہو تو آزاد کر دیا جائے گا۔ تمام اصحاب رسول نے سختی سے انکار کر دیا اور یہی بعد ویگرے سب نے جام شہادت نوش کر لیا۔ آخر میں مجربن عدی کی باری آئی آپ نے قاتل سے کہا مجھے دور کھت نماز پڑھنے کی اجازت دے، انھوں نے نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر قاتل سے کہا خدا کی قسم ان دور کھتوں سے مخفف نماز میں نے کبھی نہیں پڑھی اگر تم لوگ یہ خیال نہ کرتے کہ میں موت سے ڈر گیا ہوں تو میں اس وقت بہت دریں تک بہت سی نمازیں پڑھتا۔

جناب مجربن عدی نے قتل ہونے سے قبل وصیت کی تھی کہ میرے جسم سے جھکڑی بیڑی جدا نہ کی جائے نہ غسل دیا جائے بلکہ مجھے میرے کپڑوں ہی میں

دفن کر دیا جائے میں اسی طرح خدا کی بارگاہ میں جاؤں گا۔ جلا دنے مجربن عدی کی گردن پر تکوار چلا دی اور مجربن عدی جامِ شہادت نوش کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

جناب مجربن عدی کی شہادت نے ظالم کے چہرے سے نقابِ الٹ دی اور اس کے دین و ایمان کا فیصلہ صاحبِ نظر و عقل کے حوالے کر دیا۔ مجربن عدی کی شہادت کے بعد سے اور مدینے کے مسلمان معاویہ پر برس پڑے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ نے معاویہ سے کہا میں نے رسولِ خدا کو فرماتے سن ہے کہ میرے بعد ملک شام میں مقامِ عذر میں کچھ لوگ قتل کئے جائیں گے جو صاحبِ تقویٰ ہوں گے اور جن کے قاتل پر خداوند عالم اور الہ آسمان غضب تاک ہوں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا تھا ”مجربن عدی کی مثال اصحابِ اخدود کی مثال ہے۔“ حسن بصری نے کہا کہ ”ویل اس کے لئے ہے جو مجرب اور ان کے ساتھیوں کا قاتل ہے،“ حضرت عبداللہ ابن عمر کو جب مجربن عدی کی شہادت کی خبر ملی تو وہ کھڑے ہو گئے اور جنہیں مار کے روئے گئے۔

(بحوالہ استیعاب، تکفہ الاحباب، تنقیح القال)

خراسان کے حاکم خواجه رفیع کو جب مجربن عدی کی شہادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے بے پیش ہو کر بارگاہ رب العزت میں عرض کی اگر تیری بارگاہ میں میری کچھ منزلت و قربت حاصل ہے تو فوراً میری روح قبض کر لے اس دعا کے بعد خواجه رفیع اپنی جگہ سے اٹھنے نہ پائے تھے کہ وفات پا گئے۔

مقام ”عذر“ میں سن اہمگری میں ان کی شہادت ہوئی، مجربن عدی کے ساتھ ان کے ساتھی شریک بن شداد حضری، صلی بن فیصل، قبصہ بن ضمیمہ، محرز بن

شہاب، کدام بن حیان بھی شہید کر دیے گئے یہ حضرات بھی مجرم بن عدی کے روشنے میں دفن ہیں۔ مجرم بن عدی کے ایک ساتھی عبدالرحمن کو ایک دوسرے مقام نس ناطف میں زندہ دفن کر دیا گیا۔

تاریخ اسلام میں مجرم بن عدی وہ پہلے شہید ہیں جن کا سر نیزے پر بلند کیا گیا اور معاویہ وہ پہلا حاکم ہے جس نے مسلمانوں میں یہ رسم قائم کی ہے کہ سر نیزے پر چڑھایا جائے حالانکہ پہلے یہ طریقہ یہودیوں میں جاری تھا۔

شہر دمشق

دمشق ہزاروں سال تک ایک حکومت کے بعد دوسری حکومت کا دارالحکومت رہا۔ یہ ایک ایسا اہم جگہ تھی جس کے لئے قومیں جنگ کرتی رہیں۔ یہ ایک ایسا شہر تھا جس کے بارے میں صدیوں تک یہ مل میشہور رعنی کہ ”دنیا کی ابتداد مش سے ہوئی اور اختتام بھی دمشق پر ہوگا۔“

یہ ملکت شام کا دارالحکومت ہے۔ دمشق بن کنعان بن سام بن نوح نے اس شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام پر دمشق نام رکھا۔ بعض قدیم کتابوں میں اس شہر کا قدیم نام دامشقہ لس لکھا ہے۔ شہر کی ارضیاتی بناوت بڑی عجیب ہے۔ اس کے ایک طرف کوہ حرمون ہے اور دوسری طرف شام کا صحراء۔ شہر کے سامنے دائرے کی صورت میں جبل ناسیون ۱۵۰۰ افٹ کی بلندی پر شہر کا نظارہ کر رہا ہے۔

پاکستانی سفیر سعیجی نقوی صاحب نے اپنے گھر پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ واپسی میں انہوں نے سفارت خانے کی بڑی گاڑی سے واپس بھجوایا تو ڈرائیور سے تاکید کی کہ بلند پہاڑی سے شہر کا نظارہ دکھا کر ہوٹل واپس لے جانا۔ ابھی ابھی رات ہوئی تھی، پورا شہر روشنیوں سے جگما رہا تھا، بلند پہاڑی سے پورا شہر نظر آتا ہے۔

شہر دمشق سمندر سے دو ہزار فٹ چھٹی حائل پر واقع ہونے کے باعث اس کی آب و ہوا بڑی خوبصورت ہے۔ ہزاروں سال کا شناختاری کے باوجود اس کے باغ اور زیتون کے درختوں کے حصہ میں اب بھی سربراہ شاداب ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بھی یہ شہر ایک مرکزی جگہ کے طور پر خوب جانا پہچانا جاتا تھا۔ مشرق، مغرب اور جنوب سے قاطلوں کے راستے اس شہر سے گذرتے تھے۔ ان راہوں سے تاجر ریشم، خوشبو، قالین اور اجناس لے کر جاتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے حضرت اسحاقؑ کی شادی دمشق میں کی تھی اس لئے میں اسرائیل شای انشل ہونے کے دعوےے دار تھے۔

اولاد انبیاء میں عرب سے شام آنے والے پہلے شخص کا نام قانع بن عابر بن ارجمند بن سام بن فوج ہے۔ اولاد انبیاء نے یہاں تکنیفیں اٹھائیں، مصائب جھیلے، اس سرزی میں کو منجوس سمجھ کر ”شام“ کے نام سے پکارنے لگے، ”شام“ کے معنی ”منجوس“ کے ہیں۔

دمشق کا حصہ ہمیشہ دلکش رہا ہے۔ گلاب اور ہمیلی کے پھول کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ شفاف پالی کے چٹے اور دریا، سبز از از شہر کا حسن دو بالا کر دیتے ہیں۔ باراں، انجر، ناشپاتی، خوبی، اخروت، شہتوت، یکوں اور انار کے درختوں کی چاروں طرف بہتات ہے۔ انگور، کشش، پستہ اور دیگر میوه جاتی بھی وافر ہیں۔ جہاں تک نظر جاتی ہے مشرق میں جبل حوران کی بندھنی چوٹیاں نظر آتی ہیں اور مغرب میں کوہ حران کی پہاڑیوں پر جمی ہوئی سفید برف پر کیف نظارہ پیش کرتی ہے۔

جناب ہائیل کی قبر

روضہ جناب زینبؓ سے تقریباً ستر کلومیٹر دور یہ مقام ہے۔ بہت بلند پہاڑی

پر یہ روضہ بنا ہوا ہے۔ بیہاں سے اسرائیل اور لبنان کے باڈر ملے ہوئے ہیں۔ راستے میں چینگ ہوتی ہے۔ فوجی علاقہ ہے۔ پہاڑی پر کھڑے ہو کر اسرائیل اور لبنان کی بستیوں کو دیکھا جاسکتا ہے۔

ویگن کے ذریعے یہ طویل سفر ملے ہوا، راستے بھر خوبصورت نہ بہار اور روح افرا مناظر دیکھنے میں آئے۔

قائیل نے ہائل کو قتل کرنے کے بعد چالیس میل دور آ کر بیہیں دفن کیا تھا۔ ہائل کی قبر تقریباً چھنگ زمینی ہے۔ قبر پر سرخ رنگ کی مغلی چادر چڑھائی گئی ہے، انجلیں میں لکھا ہے کہ ہائل بھیر کر بیوں کے چہ دا ہے تھے انھوں نے اپنے بھائی قائیل کی نسبت اللہ کی بارگاہ میں افضل قربانی پیش کی جو قبول ہو گئی، قائیل کسان تھا اس نے بدترین غلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جو قبول نہیں ہوا، اُس نے اپنے بھائی سے بظن ہو کر اُسے قتل کر دیا۔ قرآن میں ہے کہ دو کوئے آئے ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار کر دفن کر دیا۔ قائیل نے دفن کا طریقہ کوئے سے سیکھ کر ہائل کو دفن کر دیا۔ حضرت آدم نے ہائل کی موت پر مرثیہ کہا جواب تک عربی اور عبرانی زبان میں موجود ہے۔ حضرت آدم ہائل کی موت پر رسول روئے جب تک کہ سعادت مند فرزند حضرت شیٹ کی ولادت نہ ہو گئی۔

اصحاب کہف

روضہ حضرت زینت سے تقریباً میں کلو میلز دور ایک بلند پہاڑی پر یہ غار موجود ہے جو اصحاب کہف سے منسوب ہے۔ اصحاب کہف کی یادگار ترکی، اردن، عمان، روم اور انگلستان میں بھی موجود ہے۔ یہ واقعہ بادشاہ دقیانوس کے زمانے میں شہر افسوس میں پیش آیا تھا۔ قرآن کریم کے اخبار ویں سورے سورہ کہف میں پورا

واقعہ حضور اکرم پر وحی کی صورت میں نازل ہوا۔

کوفہ اور شام کی راہ میں سر امام حسینؑ نیزے پر سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ جسے سن کر صحابی رسول زید بن ارقم نے کہا تھا ”فرزند رسول اللہ آپ کا قصہ اصحاب کہف کے قصے سے بھی عجیب تر ہے“

ماہر ڈرائیور خوبی کے ساتھ ویگن اس بلند پہاڑی پر لے کر جاتے ہیں، مرٹک بہت نجک ہے دوسری طرف سے بھی گاڑیاں آتی ہیں لیکن ڈرائیور مہارت کے ساتھ راستہ دیکھ کر آگے بڑھتے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مسجد ہے۔ مسجد کے اندر غار کا دہانہ ہے یہاں کی بلندی سے بھی شہر نظر آتا ہے۔

قبرستانِ باب الصیر

مسجد اموی کے شمال میں شہر دمشق کا وسیع و عریض قبرستان ہے۔ چھوٹے چھوٹے روشنے بنے ہوئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل بزرگ ہستیوں کی قبریں یا شبیہ قبور ہیں۔

۱۔ حضرت اُم کلثوم ۲۔ حضرت سکینہ دختر امام حسینؑ ۳۔ حضرت میونہ دختر امام حسنؑ بھتی

۴۔ حضرت حمیدہ دختر مسلم بن عقلیؑ ۵۔ حضرت اُم سلمہ ۶۔ حضرت اُم حبیبہ

۷۔ بلاں جبشی ۸۔ عبد اللہ ابن جعفرؑ ۹۔ حضرت عبد اللہ ابن امام جعفر صادق۔

۱۰۔ حضرت فاطمہ صفراء دختر امام حسینؑ ۱۱۔ حضرت اسماء بنت عمیس ۱۲۔ حضرت فضہ

۱۳۔ عبد اللہ بن اُمّ مکتوم ۱۵۔ جناب مقداد۔

سلطنتِ ترکیہ کے عہد خلافت میں یہ روشنے تعمیر ہوئے ہیں۔ بعض روضوں پر باادشاہوں کے نام بھی لکھتے ہیں۔ ترکی کے باادشاہوں کو عظیم ہستیوں کی یادگاروں کو

محفوظ کرنے کا بے انتہا شوق تھا مکنے، مدینے اور عراق کے شہروں میں شام کے شہروں میں انہوں نے روپے تعمیر کروائے اور قبروں پر ضرخ رکھنے کا احتمام کیا۔ ظاہر ہے وہ علماء سے معلومات کرتے ہوں گے پھر اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھتے ہوں گے۔ علماء جو محقق نہیں ہوتے وہ اپنی علمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشورہ دیتے ہیں۔

شام کے زندان میں ایک برس قید رہنے کے بعد جب اسرائیلیت کا قافلہ مدینے واپس چلا گیا تو اب شام میں قبروں کا وجود کیسے ہو سکتا ہے۔ جناب سید جمادی کے ساتھ حضرت زینب، حضرت اُم کلثوم، حضرت فضہ مدینے واپس آئیں۔ صرف حضرت زینب دوبارہ شام گئی ہیں اس لئے آپ کا روضہ مبارک وہاں زیارت گاؤں و عوام و خواص ہے۔ حضرت اُم کلثوم اور حضرت فضہ کی قبریں جنت البقیع مدینے میں ہیں۔

حضرت اُم سلمہ زوج رسول اللہ واقعہ کربلا کے وقت ۹۵ برس کی تھیں اور وہ کبھی مدینہ نبی اکرم سے باہر نہیں نکلیں، اسی طرح اُم حمیہ زوج رسول اللہ بھی مدینے سے باہر نہیں نکلیں، حضرت عائشہ نے جنگ جمل میں چلنے کے لئے حضرت اُم سلمہ سے کہا کہ میرے ساتھ چلو تو آپ نے فرمایا کہ قرآن اور رسول اللہ نے ازدواج کو گھروں سے نکلنے کے لئے منع کیا ہے ہم مدینے سے باہر نہیں جاسکتے اسکی صورت میں امام حسین بھی اُم سلمہ کو کربلا نہیں لے گئے احترام زوجہ رسول آپ کی نگاہ میں تھا حضرت سلمہ اور حضرت میمونہ کی وفات مدینے میں ہوئی اور جنت البقیع میں ان کی قبریں ہیں۔

حضرت فاطمہ صفر ابھی کربلا کے سفر میں امام حسین کے ساتھ نہیں تھیں آپ کی

وفات بھی مدینے میں ہوئی ہے۔

حضرت اسما بنت عمیس (زوج حضرت جعفر طیار) واقعہ کربلا سے بہت پہلے وفات پاچھی تھیں۔ ان کی وفات بھی مدینے میں ہوئی۔

حضرت عثمان کی ایک زوج رقیۃ سے ایک بیٹا ابیان پیدا ہوا جو کسی میں انتقال کر گیا اس کی قبر بھی اسی قبرستان میں نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ والدہ مدینے کا ہے۔

حضرت مقداد نے موضع جرف میں انتقال کیا جو مدینہ متوہہ سے ایک فرغ کے فاصلے پر واقع ہے، میت دکت الجعی میں پرروخاک کی گئی۔ بھلانام کے شہر دمشق میں ان کی قبر کہاں سے آگئی؟

حضرت بلاں جشی کی قبر لبنان میں ہے۔

خیال یہ ہے کہ یہ قبریں عقیدتا بنائی گئی ہیں۔ اور یہ اصل قبروں کی شبیہ ہیں۔ زیارت کرنے میں ثواب ہے۔ اور سعودی حکومت کے لئے ایک علمی درس ہے کہ اگر مدینے میں ان ہستیوں کے روشنے محفوظ رہ جاتے تو اس دور دراز ملک میں یہ یادگاریں کیوں قائم کی جاتیں۔

شہر حلب

شمال مشرقی شام کا یہ ایک پرانا شہر ہے جو کسی زمانے میں بڑا تجارتی مرکز ہونے کے باعث خاصی شہرت رکھتا تھا۔ حلب کے لفظی معنی ہیں ”دودھ“۔ حضرت ابراہیم اس بستی میں اپنے ریوڑ کا دودھ دوہا کرتے تھے اسی نسبت سے یہ بستی ”حلب“ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ آج کل یہ غربی شام کا ایک اہم شہر ہے۔ ترکی کی سرحد پر انشطا کیہ کے شمال مشرق اور اسکندریہ کے جنوب میں۔ شہر کی تاریخ سات ہزار سال پرانی ہے ”قلد حلب“ شہر کے درمیان عجائبات میں شمار ہوتا ہے، ہلاکو خان نے،

تیمور لنگ اور عثمانی ترکوں نے اپنے اپنے عہد میں حلب کو فتح کیا اس لحاظ سے یہ شہر خاص تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ عیسائیوں کی آبادی زیادہ ہے جگہ جگہ بلند و بالا کلیسا بنے ہوئے ہیں۔ بار وقق اور خوبصورت شہر ہے۔ پہاڑوں پر بھی شہر کی آبادی دور دور نظر آتی ہے۔

پرانے زمانے میں حلب شہر کے بننے ہوئے آئینے اور تکواریں بہت مشہور تھیں۔ میر انیس نے حضرت امام حسین، حضرت علی اکبر کے سراپا میں ”آئینہ حلب“ کی ترکیب استعمال کی ہے۔

پیدا ہے زلف درونے متورے شان ربت لکلا ہے آفتاب میان سواہ شب
یہ لطف روز عید و شب قدر میں ہے کب ہے دو طرف تو چین و خطاچ میں حلب
رست نہ بھول جائے مسافر ہجوم میں
اک شب کا فاصلہ ہے فقط شام و روم میں

آئینہ حلب سے فزوں تر صفائیں ہے یہ ضونہ بدر میں ہے تہشیں لٹھی میں ہے
رخارے سے بھم تھے جو گیسوئے پر شکن جیران تھے سب کمل گئے کیوں کر حلب ٹھن

سینہ صفا میں غیرت آئینہ حلب اس میں بھرے ہوئے ہیں گھر ہائے راز ربت

قربان رونق خط رخار شرخ فام یعنی ہے حلب کی تو گیسوٹھن کی شام

غل ہے کہ علمدار حسین آتا ہے رن میں ہے تمہکہ مصروف حلب و روم و ختن میں

قرآن کی لوح مطلع نور آفتاب دیں آئینہ حلب پر بیضا مہ جبیں

دو اور جلا آئینہ تھے عرب کو لوروم کو قبضے میں تو قابو میں حلب کو

شہر حلب میں ہم زیارت کے لئے قریب شام پہنچ، ڈرائیور سب سے پہلے نبی اللہ حضرت زکریا علیہ السلام کی قبر پر لے گیا۔ ایک قدیم و معین مسجد ہے جو کبھی گرجا رہا ہوگا۔ اندر حرماب سے قریب ضرع میں حضرت زکریا کی قبر تھی مسجد کے چاروں طرف خوشنا باغات ہیں اور اب شہر کے درمیان پر رونق مقام پر چاروں طرف پختہ سڑکیں اور بڑے بڑے بازار ہیں۔ یہاں زیارات کے لئے عیسائی بھی خاصی تعداد میں نظر آتے ہیں۔

حضرت زکریا کے روشنے سے زیارت کر کے کافی فاصلے پر حضرت محسن کے روشنے پر پہنچ۔

اسی رانہ الہمیت کا قافلہ کوفہ سے چل کر موصل، نصیرین، جماہ، حمص اور عسقلان ہوتا ہوا شہر حلب میں داخل ہوا۔

جمل جوش حلب کا ایک بلند پہاڑ ہے اور جانے کے لئے تقریباً سمجھا رہا ہے جس سے بڑے بڑے پتوں سے یہ عمارت تعمیر ہوئی ہے۔ پہاڑ کے مغربی جانب ایک قبرستان ہے جس میں صاحب مناقب ابن شہر آشوب کی قبر ہے اور دیگر علمائی بھی قبریں ہیں۔

پہلے اس مقام پر تائبہ کی کان تھی، الہمیت کے قیدی بچوں اور عورتوں نے کان کے مالکوں سے پانی مانگا تو انہیں پانی دینے سے انکار کر دیا اس کے بعد اس تائبہ کی کان پر تباہی آئی اور سب بر باد ہو گئے۔

کوہ جوش پر ایک حجرے میں موصوم فرزندِ امام حسین جناب محسن کی قبر ہے۔
بادشاہ سیف الدولہ جب حلب پر حکمران تھا اس کو خواب میں بشارت ہوئی کہ

اس قبر پر روپہ تعمیر کرے، اس نے بیہاں یہ روپہ تعمیر کروایا۔
 قافلہ آل محمد جب حلب میں داخل ہوا تو شہر کو پہلے سے آراستہ کیا جا چکا تھا۔
 حلب کے حکمران کو پہلے ہی مطلع کیا جا چکا تھا۔ ہر جگہ حسین سرت میں طبل نج رہے
 تھے، رقص و سرور کی مخلقین گرم تھیں، یزیدی خوش تھے۔ لیکن مجان آل محمد اپنے
 گروں میں صفتِ ماتم بچھا کر بیٹھے تھے۔ لشکر یزید نے شہر حلب میں کافی وقت کے
 لئے قیام کیا، سچ سے لے کر عصر تک شہر حلب کے مرکزی چوک پر امام حسین علیہ
 السلام کا سر نیزہ پر نصب رہا، تماشہ دیکھنے والے خوش سے یزید کی فتح کے نتے
 نگاتے تھے اور ایک دوسرے کو بتاتے تھے۔ اب وہ چوک زیارت گاہ بن چکا ہے۔
 حلب کے دامن میں ایک پہاڑ اور ہے جس کا نام ”معمورہ“ ہے بیہاں کے
 تمام باشندے یہودی تھے۔ بیہاں کا حکمران عزیز تھا جسکی زوجیت میں (جناب شہر
 پانوکی کنیز) شیریں تھی۔ شیریں کو صرف یہ معلوم ہوا تھا کہ امام حسین کے خاندان
 والے آرہے ہیں وہ بہت خوش تھی اور استقبال کی تیاریاں کر رہی تھی، تاریخ کی
 کتابوں میں تفصیلات موجود ہیں لیکن مرزا دبیر اور میر انیس نے جس طرح اس
 واقعہ کو نظم کر دیا ہے اس کا جواب نہ ہو سکا۔

شیریں اپنے قلعہ میں ہدیت اٹھا رکی آمد کی خوشی میں تیاریاں کر رہی ہے۔
 جب حرم قلعہ شیریں کے برابر آئے غل ہوا کبھی سے مولامع لشکر آئے
 کہا شیریں نے کہ ارمان دلی بر آئے مرے مولامرے سلطان مرے سردا آئے
 شان حق نور خدا قدرت باری دیکھو
 جاؤ لوگو مرے آقا کی سواری دیکھو
 مری بی بی کی امیرانہ سواری ہوگی ناقے پر عرش کے مانند عماری ہوگی

مند نور پر کسری کی وہ بیماری ہو گی گھناسب تخفہ تو پشاک بھی بھاری ہو گی
 بیرقیں نور کی ہاتھوں میں کشادہ ہو گی
 فوجیں حوروں کی، سواری میں پیادہ ہو گی
 تھا خیال اُس کو کہ چوگرد تو یاد رہو گے بیچ میں لشکر اسلام کے سروڑ ہو گئے
 گھوٹے پرناکہ کعبت کے بردار ہو گئے پورہ محل کا اٹھائے ہوئے اکبر ہو گئے
 وال نہ محل تھا نہ حشمت تھی نہ زیبائی تھی
 سر شہر کے ہمراہ بہن آئی تھی

شیریں نے نبی زادیوں کو چادریں دیں لیکن قافلہ جب آگے بڑھا لشکر یزید
 نے وہ چادریں بھی چھین لیں۔

حلب میں دوسری اہم زیارت مقام مسجد راس الحسین ہے جسے "مشہد المقطع" کے نام سے پکارتے ہیں۔ مسجد میں ایک ضریح ہے جس کے اندر ایک پتھر پر سرخ خون کے نشان ہیں یہاں امام حسین علیہ السلام کا سر رکھا گیا تھا۔ اس پتھر میں یہ خصوصیت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تازہ سرخ خون اُمل رہا ہے۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں اسیروں کا قافلہ معمورہ سے آکر رات میں شہرا تھا یہ جگہ نفرانی راہب کا دیر (گرجا) ہے۔ گرجا کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ شر نے باہر سے با آواز بلند "یا اہل الدیر" کہہ کر پکارا، گرجا کا بڑا پاری نصر خزانی گرجا کی چھت پر آیا۔ اوپر سے جھانک کر اس نے پوچھا، تم کون ہو اور ہم سے کیا چاہتے ہو؟ شر نے کہا۔ ہم این زیاد کے سپاہی ہیں اور کوئی سے شام جا رہے ہیں۔ پاری نے کہا، کس لئے جا رہے ہو، شر نے کہا، ایک شخص نے یزید کے خلاف (معاذ اللہ) بغاوت کی تھی، این زیاد نے عراق میں اسے قتل کیا ہے ہم اس باغی (معاذ اللہ)

کے انصار کے سر اور اس کے اپنے مکان کے بیان کے پاس لے جا رہے ہیں۔ راہب نے غور سے دیکھا تو سر امام مظلوم سے مسلسل نور نظر آ رہا ہے۔ شرمنے کہا، ہم کو اس گرجا میں رات گزارنے دو، راہب نے کہا تمہارا لٹکر بہت زیادہ ہے ہم اندر آنے کی اجازت نہیں دیں گے، ہاں یہ سر ہمارے پاس امانت کے طور پر رکھ دو صبح واپس لے لینا۔

راہب نے امام حسین کا سر اس پتھر پر رکھا تھا جو آج تک وہاں موجود ہے۔ پوری عمارت بڑے بڑے پتھروں سے تعمیر ہوئی ہے۔ دن بھر زائرین کی آمد ہوتی ہے۔ بس، ویکن اور کاریں آتی رہتی ہیں۔ یہاں ہم نے مجلس عزا کی ماجد رضا عابدی نے نوحہ پڑھا۔ مجلس میں بہت گریہ ہوا۔

یہاں پہنچ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم چودہ سو برس پرانا حلب دیکھ رہے ہیں۔ حلب سے واپسی پر شہر حمص اور شہر حماہ سے گزرتے ہوئے واپس دمشق آگئے۔ حمص اور حماہ میں بھی زیارتیں ہیں لیکن وہاں نہیں جائیں۔ رات ہو چکی تھی اور دوبارہ اتنی دور جانا ممکن نہیں تھا۔ دمشق سے حلب بہت دور ہے وہاں سے ترکی کی سرحد قریب ہو جاتی ہے۔

دربار یزید

قرن خطر از ماند روما کی یادگار نہایت وسیع اور عالیشان اندر ونی حصہ کو توڑ پھوڑ کر کے ایرانی ساخت کا ایک عجیب نمونہ بنوادیا تھا۔ پورا قلعہ پتھر کا بنا ہے اور اس کا دروازہ پر شوکت وضع قطع کا ہے، نام کی مناسبت سے بزری مائل ہونے کے بجائے قلعہ کا پتھر نہ تو سنگ خارا سا سرخ، نہ سنگ مرمر سا سفید اور نہ سنگ اسود سایاہ بلکہ گلابی سیاہی مائل ہے لیکن شفاف ایسا ہے کہ نگاہ جنمیں سکتی۔ لطف یہ ہے کہ اس

عجیب و غریب پھر میں سُنگ سیاہ کے چھوٹے چھوٹے بولے اس طرح بھرے ہیں
گویا اور یقینے نقطے دے رکھے ہیں۔ اس صفائی سے مانی و بہزاد بھی حیران و انشت
بدندال ہیں۔ خدا جانے کن کن کار مگروں کی عرق ریزی و دماغ سوزی سے اور کس
قدر دولت کثیر سے اس قلعہ کو تیار کیا گیا ہوگا۔ دروازہ کے اوپر ہر طرف دو برج
بیٹھنے کے لئے سیاہ نیل بولوں سے منقش دکھائی دیتے ہیں۔ نظارہ نہایت دل فریب
و حیرت افزای ہے۔

صاحب ہنگار نامی لکھتے ہیں کہ اس محل کے پانچ بڑے دروازے یکے بعد
دیگرے تھے۔ پہلے دروازہ پر دورویہ سیاہ عمامہ پوش سپاہی پھرہ پر ایستادہ رہتے تھے۔
دوسرے دروازے میں رنگارنگ فرشوں پر آبنوی کر سیاں پنجھی تھیں اور ان پر بڑے
بڑے عہدہ دار اور الہکار رونق افروز ہوا کرتے تھے۔ تیسرا دروازے پر ایک بڑی
بساط شطرنج پنجھی تھی۔ یہاں دیباۓ رومنی کے پردوں سے ہرین ایک محفوظ نشست
گاہ امراء روؤس ائمہ تھی۔ چوتھے دروازے پر خاص شاہی خادم لباس دیباپنے، حریر
درز بفت کے پکلوں سے کریں کے کھڑے رہا کرتے تھے اس سے آگے ایک
صحن تھا جہاں کچھ اور ملازم سیاہ شہری پکلنے باندھے اور عصائے مردار یدی لئے
وست بست کھڑے رہتے تھے بعد شہادت امام حسین اس جگہ کے خادموں کو طلبی
کہنے لگے کیونکہ سرمبارک سید الشہداء اٹھتے طلامیں رکھ کر اسی جگہ پیش کیا گیا تھا۔
اس دروازے کے باہمیں طرف زنانہ محل سرا کے قریب ایک طلائی قبڑ طرح طرح
کے نیل بولوں سے منقش بناتھا جس کی چیزوں بھی سونے کی اور کامد ار تھیں۔ اردو گرد
ریشمی زربختی پڑوے لٹک رہے تھے۔ وسط میں شہری شہنشہین تھی۔ فرش در فرش
اتنے بچپے تھے کہ چبوترہ سامعلوم ہوتا تھا۔ یہ زید اس فرش پر رونق افروز تھا ادنیٰ و اعلیٰ

بھی تاجپوشی کی مبارکباد پیش کرنے لگے۔ جشن کئی دن تک رہا۔ امیروں رئیسوں، سرداروں اور نامور اشخاص کو حسب عہدہ و مرتبہ خلعت و انعام عطا ہوئے۔ ملائیں کی تجوہوں میں اضافہ ہواں کے عہدے بڑھائے گئے۔ رنگ دراگ کی محفلیں گرم ہوئیں۔ نغمہ و سرود کی لکش آوازوں سے کوچہ بازار گونج اٹھے۔ فقیروں اور مجاہوں کے لئے خیرات کے دروازے کھول دیئے گئے۔ مہماںوں کی خوبی مہماں نوازی ہوئی امرا زنا کاری پر اتر آئے۔ خوب شرائیں لندھائی گئیں۔ مدرسے و دفاتر بنڈ کر دئے گئے ہر حاجتمند کی احتیاج پوری کی گئی۔ غرض کئی روز تک دن عید اور رات شب عیش و عشرت معلوم ہوتی تھی۔

یزید بن معادیہ جانتا اور سمجھتا تھا کہ اس وقت سینکڑوں لوگ ایسے موجود ہیں۔ جنھوں نے رسول اللہ کی آنکھیں دیکھی تھیں۔ اسلام کی وقت اور عظمت بدرجہ عایت ان کے لوح دل پر کندہ ہے۔ وہ میری بد کردار یوں اور وحشیانہ خصلتوں سے آزدہ ہیں۔ اس لئے اس مکار نے چاہا کہ مفترضین کا منع بند کرنے کے لئے ایسی مقندرہستی کو ہاتھ میں لے جس کے فرمان کے آگے نہ صرف اہل مدینہ سرتایم خم کرتے ہیں بلکہ کل عالم اسلام کے نزدیک وہ واجب التعظیم اور قابل احترام ہے۔ اس عظیم شخصیت کی تائید سے میری بد عنوانیاں روز روشن کی طرح طشت از بام نہ ہوں گی۔ اسکی مایہ ناز ہستی امام حسینؑ کے سوا کوئی دوسرا نہ تھی جونہ صرف سبیط نبیؑ تھے بلکہ نبیؑ کی تعلیم، نبیؑ کی تربیت و تبلیغ اور نبیؑ کے اخلاق حسنہ کی جیتنی جاگتی تصویر تھے۔ نواسہ رسولؐ مقبول چونکہ یزید کے عادات و اطوار بداخلانی و بد خصلتی سے بخوبی واقف تھے انصاف بکھے حسینؑ جیسا غیور باہمیت انسان کامل یزید چیزے نکلا۔ اسلام دعویدار خلافت رسولؐ کے آگے کس طرح اپنا سر اقدس جھکا سکتے تھے۔

بیعت نہ کرنے سے یزید کی آتش غصب بھڑک انہی، اس تھم ایجاد نے وہ ظلم و جور کئے کہ ان مظالم پر ملامت کرنے کے لئے جگہ جگہ حسین کی صفائتم بچھتی ہے اور تاقیامت یہ سلسلہ ساری دنیا میں جاری رہے گا۔ اگر یزید بدجنت کا اونڈھاند ماغ اس بات کو سمجھ لیتا کہ ابن علیٰ کی شہادت دنیا نے اسلام کے لئے عظمت و حرمت، انس و محبت اور داجب تعظیمی کا سبب بن جائے گی۔ اور وہ ذلیل و خوار ہو جائے گا۔ تو ہس کا جذبہ حد قتل امام عالی مقام کو ہرگز گوارانہ کرتا۔ اس کو تو یہ سمجھا گیا تھا کہ زیادہ سے زیادہ ۷۰ یا ۳۰ سال تک حسین کی قربانیوں کا تذکرہ قائم رہے گا اور رفت رفت ان کی یاد خود و خود مانگوں سے صٹ جائے گی۔

شہر شام کے بارہ دروازے تھے:-

۱۳۱ ہجری میں ابو بکر بن قافل نے خالد بن ولید مخدومی کو قلعہ دمشق کے لئے مأمور کیا۔ اس وقت بھی یہ شہر اتنا دستیح اور پر رونق تھا کہ چھ دروازوں کی طرف سے سورچہ بندی ہوئی تھی اور ہر دروازہ پر کمان کے لئے علیحدہ افراد تھیں تھے۔ ان شہر کے دروازوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ باب جایہ: اس کو جایہ الجولان بھی بھی کہتے ہیں۔ باب مشرقی کی طرح اس کے بھی تین محراب دار در تھے۔ جاب کے معنی سخت مضبوط کے ہیں۔ چونکہ یہ دروازہ بہت مضبوط اور وسط دیوار میں مانند ایک قلعہ کے تھا اس لئے اس نام سے نامزد ہوا۔ یا قوت حموی لکھتا ہے کہ اس دروازے کو حضرت سلیمان کے حکم سے دمشق بن جیرون بن سعد بن عاد بن ارم بن سام بن نوح نے تعمیر کرایا تھا اور اپنے باپ جیرون کے نام پر اس کا نام جیرون رکھا تھا مگنے ہے اپنے نام پر شہر کا نام دمشق اور باپ کے نام پر باب کا نام جیرون رکھا ہو۔ اس دروازے کے باہر ایک محلہ ”لولوۃ“

کے نام پر اور آباد تھا۔ یزید بن معاویہ کو یہ جگہ ایسی پسند آئی کہ اس دروازے کے سامنے اس نے اپنی بیٹی عائشہ زوجہ عبدالملک بن مروان کے لئے ایک عائشان قصر تعمیر کرایا۔ قصر سے ملحقہ آراضی کو آراضی عائشہ کہتے ہیں۔ اس دروازے کے افراد کمان عبد اللہ بن جراح تھے۔

۲۔ باب توما: تھوس نامی ایک رومنی پادشاہ کے داماد نے جو ایک مشہور اور بہادر سپاہی تھا اس دروازہ کی بنیاد قائم کی تھی۔ عرب اس کو توما کہتے تھے اس نے دروازے کا نام توماشہور ہو گیا۔ شریعتل بن حنفہ اس دروازے پر بحیثیت کماندار متعین تھا۔

۳۔ باب صغیر: اس باب کا دوسرا نام باب شاغور تھا کیونکہ یہ دروازہ شاغور محلہ کے سامنے تھا۔ یزید بن ابوسفیان بر اور معاویہ اس دروازہ پر افسر مقرر ہوا تھا۔

۴۔ باب فرادیس: اس باب کا دوسرا نام باب المغارہ تھا خوبصورت اور عائشان ہونے کے وجہ سے جنت کا دروازہ کہلانے لگا۔

اس دروازے کا افسر عمر بن معدی کرب تھا۔

۵۔ باب کیسان: عیسائی اس دروازے کو باب یوس کہتے تھے۔ حضرت مسیح کے شاگردوں نے یوس رسول کو نوکرے میں بخدا کر اس دروازہ کی دیوار سے نیچے آتا رہا۔ ان کا ایک گورستان بھی یہاں تھا۔ قیس بن ہمیرہ اس دروازے پر افسر مقرر ہوا تھا۔

۶۔ باب شرقی: اس کے میں محراب دار دروازے تھے۔ وسطی محراب ۲۸ فٹ بلند اور ۲۰ فٹ ۱۶ انج چوڑی تھی۔ ایک پختہ سڑک اس دروازہ سے شروع ہو کر باب جا بیہتک چل گئی تھی۔ سڑک کا طول ایک میل تھا۔ یہ وہی سڑک ہے جس کا تذکرہ

رسولوں کی کتابوں میں درج ہے اس سڑک کے شمال میں عیسائیوں اور جنوب میں یہودیوں کے مکانات تھے۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یہود زیادہ آباد تھے یوس رسول کے بعض شاگرد یہاں آبے تھے۔ اس دروازے کی کمان خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی۔ فتح کی یادگار میں ایک مینارہ بنوایا گیا تھا۔ جو دروازہ کے گرد محیط تھا۔

۷۔ باب ساعات: حضرت سلیمان کے حکم سے دمشق بن جیرون نے اس دروازے کو تعمیر کرایا تھا۔ مضبوطی اور خوبصورت نقش و نگار کی وجہ سے یہ دروازہ مشہور ہے۔ دمشق ایسا مقام ہے جس میں جنت کی نعمتیں موجود ہیں۔ فرق یہ ہے کہ جنت کا راستہ دور دروازے ہے اور بغیر نیک اعمال کے کوئی وہاں نہیں جا سکتا لیکن دمشق تک ہر شخص پاسانی پہنچ سکتا ہے۔

۸۔ باب الفرج: شہر دمشق کو جلت بھی کہتے ہیں۔ یہ نام دراصل شہر کا نہیں بلکہ دروازے کا نام تھا۔ جلت ایک مشہور و معروف گورت تھی جس کا بت اس دروازے پر نصب تھا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ تیکی و پارسائی کی وجہ سے بحیثیت ایک دیوبی کے پوچی جاتی تھی یا خوبصورتی کے باعث عاشقوں کے دل کا بہلاواتی۔ اس دروازے کی لفڑی کو دیکھ کر کسی شاعر نے کہا ہے۔

قل ماتشل من جلق و انسب لها الاهرج
قل خير وايمين بهما و ابايهاب باب الفرج
جلق يعني دمشق کی نسب جوچی میں آئے کہ دیکھنے اور جس سے نسبت دینا
مقصود ہو دے دیکھنے کچھ حرج نہیں خیر و برکت تو اس جگہ ہے کیونکہ اس کا دروازہ
باب فرج یعنی راحت اور خوشی کا دروازہ ہے۔

۹۔ باب الرایا: شہر کی فسیل کی دیوار بھنوی شغل میں خم کھاتی ہوئی اس دروازہ

نک آئی ہے۔

۱۰۔ باب مرثی: بعد فتح دمشق اس دروازہ کا نام باب السلام رکھا گیا تھا
کیونکہ اس دروازے پر کوئی جنگ نہیں ہوئی تھی۔

۱۱۔ باب الزیارۃ:

۱۲۔ بالعلقۃ:

علاوہ ان دروازوں کے مشہور و معروف بازار ۳۵ تھے۔

حضرت زینبؓ کا دوسرا میدان کارزار دربارِ یزید

یزید کی شفاقت قلبی اور خباثت باطنی اہن زیاد سے کچھ زیادہ ہی تھی اس پر
مستزادی کہ دربار کو خوب سجا گیا تھا تاکہ یہاں شاید بدبے سے مرعوب ہوں مگر
حضرت زینبؓ خدا دادقت کا مظاہرہ کرنے کیلئے پہلے سے بھی زیادہ سمجھدہ نظر آری
تھیں۔

یزید ملعون کا سات دروازوں والا عالیشان محل:

شیعہ اور سنی سورخین کے مطابق، یزید نے اپنے جاہ و حشست کے اظہار کیلئے
اپنے محل میں ہر طرح کا اہتمام کر کھا تھا۔ محل کے چاروں طرف بڑے بڑے اور
اوپنے اوپنے پنچتے اور شاندار دروازے تھے ہر دروازے کے دو مزین کواڑ تھے۔ ہر
کواڑ کے ساتھ غلام، ہاتھ میں مرصع عصالتی ہوتے تھے اس طرح محل کے ہر کمرے
کے باہر مختلف رنگوں کے لباس فاخرہ میں ملبوس چودبار کھڑے ہوئے تھے۔ اس کا
دیوان عام جو محل کے عین درمیان میں واقع تھا اس کی راہداری میں دونوں طرف
برابر فاصلے پر لوٹیاں اور غلام دست بست مودب کھڑے ہوئے تھے۔ اس تمام

ماحول سے عجیب نحوست اور بہت پلکتی تھی۔ اس کا دربار ایک بہت بڑا ہاں تھا۔ اس میں ایک اوپنی جگہ پر چار سنہری مختلف الانواع درنگ، نیکنوں سے مزین کرسیاں تھیں ان پر غیر ملکی سفراء بیٹھے تھے ان کرسیوں سے اوپنچا اس کے لئے ایک بڑا تخت تھا جس کی پشت اور بازوؤں پر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ یزید سنہری زرق برق پوشک پہنچنے نہایت غرور و تکبر سے اکڑ کرتخت پر بیٹھا ہوا تھا اور کرسیوں پر اعیان سلطنت، ہردار ان قبائل عرب کے اکابر یعنی شہر بیٹھے تھے۔ شراب و کباب اور آلات موسیقی و قمار سے ہر ایک کی تواضع کی جا رہی تھی، گائیک اور طواں دھیے سر چھیڑ کر ان کے دل بہلارہی تھیں گویا کہ یزید کی شاندار فتح کا جشن منایا جا رہا تھا۔

حضرت زینبؓ کی خستہ حالی:

ظاہرہ طور پر حضرت زینبؓ کی حالت زارنا قابل ذکر تھی۔ ایک بھوکی بیاسی غمزدہ اور بتاہ حال ضعیف جو پر نشود سفر کی چالیس منزلیں طے کر کے آئی ہو کون اس کی کیفیت قلمبند کر سکتا ہے! بہر حال بروایت حضرت امام سجاد علیہ السلام ہم یزید کے محل میں اس طرح لائے گئے کہ ہم تمام قیدی ایک موئے رسمے میں بندھے ہوئے تھے۔ اس کا ایک سرا میری گردن میں بندھا ہوتا تھا اور دوسرا میری پھوپھی اماں کی گردن میں درمیان میں باقی پیہیاں اور بچے بھیں کھینچ کر چلا جا رہا تھا اگر کوئی ذرا سی بھی کوتاہی کرتا تو اس پر تازیانوں کی بارش کر دی جاتی تھی دربار میں پہنچتے پہنچتے یہ حالت ہو گئی تھی کہ ہم گرتے پڑتے آرہے تھے۔ اب اندازہ کریں ایک طرف یہ بے کی لاچاری اور دوسری طرف وہ شھاث باٹھ ترک و احتشام بھی وہ مقام ہے کہ انسان خدائی طاقت کا قائل ہو جاتا ہے عام آدمی تو ایسی کیفیت میں زندہ ہی نہیں رہ سکتا ممکن ہے ماحول کا ایسا رعب اس پر طاری ہو کہ حرکت قلب بند ہو جائے۔

یزید کے دربار میں حضرت زینبؑ کی استقامت

عرفان و معرفت سے آشنا حضرات اس نکتے کو سمجھ سکتے ہیں کہ یزید کی تیرگی و کثافت کے مقابلے میں نور ایمانی اور طاقت روحانی کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے معظمه علیہ السلام کو اتنی طاقت عطا کی تھی کہ اس پر شکوہ ماحول میں اور اس شہر شام میں جہاں چالیس سال تک علیہ السلام کا نام گالی بنا رہا تھا اور معاویہ نے بڑی محنت سے بنی امیہ کوشامیوں کی لگاہ میں صاحب شرف اور الٰہی بیت اطہار علیہ السلام کو بچا اور پست مشہور کیے رکھا تھا، حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یزید اور معاویہ کے مکار چہروں سے اسلام کی مقدس نقاب ہٹا کر اس بات پر بیٹھے کی ذمیل و پست طینت کو طشت از بام کر کے رکھ دیا اور یزید با وجود مطلق العنان بادشاہ کے دم نہ مار سکا۔

دربار میں رواداد کا سنایا جانا:

جب سب قیدی دربار میں آگئے تو فوج کے جرنیل آگے بڑھے اور اپنی کارگزاریاں بیان کرنے لگے۔ یزید پوچھے جارہا تھا اور لوگ جواب دیئے جا رہے تھے حتیٰ کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت تک کے تمام واقعات سنائے گئے۔ اسی اثناء میں امام علیہ السلام کا سر مقدس ایک سونے کے طشت میں رکھ کر ملعون کے آگے رکھ دیا گیا۔ (حیات طیبہ حضرت زینبؑ، تالیف شہید آیت اللہ سید عبدالحسین دمیحیب)

دربار یزید میں اہل بیتؑ کا داخلہ:

اس بھرے دربار میں ”شہزادی زینبؑ“ کو بے پرده قیدی بنا کر لایا گیا تھا، مرزا دبیر نے ایک مرجمی میں تفصیل سے بیان کیا ہے:-

القصہ انجمن میں حرم بے نقاب آئے پر کانپتے ہوئے صفت آنقاپ آئے
 بزم شراب و قص میں عفت آب آئے نذر بیزید کے لئے سب شیخ دشاب آئے
 ہے شر کی جا پر محل شور و شین کا
 زینب کے آگے نذر دیا سر حسین کا
 اچھا خوشی سے تخت پر وہ دشمن خدا سجاد کو سن کے کہا شر مر جا
 کری زر حسین کے قاتل کو کی عطا عابد کو پیشئ کی زمیں پر نہ دی رضا
 بدست جام پیتا تھا اور بدحواس تھا
 سر شاد دیں کا شیشہ و ساغر کے پاس تھا
 بولا بیزید دیکھ کے سر کی شکوہ و شان سید کا سر بیکی ہے کہا شمرنے کہ ہاں
 شہزاد تھا سپاہ حسین کا ہر جواں اطفالی شیر خوار بھی تھے شیر بے گماں
 رن میں انگوٹھے چوستے جھولے سے آتے تھے
 پیکاں گلے پر کھاتے تھے اور مسکراتے تھے
 بولا وہ منھ پھرا کے یہ اب تک سنائیں اُس نے کہا مبالغہ اس میں ذرا نہیں
 شیر خدا کا زور تجھے یاد کیا نہیں اثر در کو گاہوارے میں چیرا ہے یا نہیں
 کیا بن تھا کئے برس کے جناب امیر تھے
 گل دو سینے کے شہ بینا د پیر تھے
 اس نے کہا کہ ہاں وہ امام امام تھے اس نے کہا کہ یہ بھی عزیز امام تھے
 دریا ولی میں بیک نہیں گوشنہ کام تھے سرفراز شکوہ و جلال ان کے نام تھے
 اشراف ملہ تھے نجایے مدینہ تھے
 سر حلقة نام داروں کے مثل گھینڈ تھے

ہمت میں فوج بوج میں یکتا ہر اک دلیر جو ہر میں تجھ تیغونی میں خدا کے شیر
 جزیا حق زمانے کی سب نعمتوں سے سیر حاکم پکارا خیر عنان اب زبان کی پھیر
 ان میں سے ایک پنجتی کا بیان کر
 تفصیل دار تجھ زنی کا بیان کر
 بولا ادب سے جوڑ کے ہاتھوں کو وہ شریر قائم کی حرب و ضرب کا سن حال اے امیر
 یہ قیدیوں کے ساتھ ہے جس کی دلوں ان امیر مہراں سے بخشوالیا اور والدہ سے شیر
 مہندی لگا کے خون میں یہ لال ہو گئے
 سہر بندھا تھا سر پ کہ پامال ہو گئے
 جوڑا شہانا پہنا کہ چاک آئیں ہوئی وہ آئیں نصیب عروں حزیں ہوئی
 جنگل میں آرزوے بہشت بریں ہوئی اس رنگ مغل کے خون سے نکلیں زمیں ہوئی
 شادی ہوئی وصال خدا کی یہ بیاہ میں
 دنیا ہی کو طلاق دیا وعدہ گاہ میں
 ثربت کہاں کرتی تھی مہمانوں کو حیات جس گھر میں تھا عزیزیوں کا ماتم وہیں بات
 دو لھاد دلھن تھے سکتہ میں کیا ہے یہ واردات منھ سے نہ بات کی نہیں تھے ہاتھ سے بات
 اُس وقت ایک حشر ہوا کائنات میں
 جس دم دلھن کا ہاتھ دیا ماں کے ہاتھ میں
 آئے جو صرکے میں یہ دلھابنے ہوئے مردانہ وار صور چوں کے سامنے ہوئے
 قدان کے جنک گئے جو کھڑے تھے ہوئے تیرنگہ سے امل زرہ تھے چپنے ہوئے
 اُٹا جو رخ سے سہرا تو لشکر اُٹ گیا
 بیت سے ایک چہرہ کی دفتر اُٹ گیا

فتنے پر فتنے اور ستم پر ستم گرا بیرق پر بیرق اور علم پر علم گرا
 جھک کر قدم قدم سر جاہ و خشم گرا لکھر پر آ کے لکھر اندوہ و خم گرا
 رو دار جو جواں تھے وہ روپوش ہو گئے
 نام اپنے نامیوں کو فراموش ہو گئے

چکا کے راہوار کو چکارنے لگے آواز قبر سے ہمیں لکھا رنے لگے
 دل تاکا اور تیر گلہ مارنے لگے جو مخلصے جواں تھے وہ جی ہارنے لگے
 شیخِ حسن بوجِ حسن لی نیام سے
 لکھر پر آئے مثل علی و دعوم دعام سے
 عباش اُس دلیر کو کم عمر جان کے طرز و غاہتانے لگے پاس آن کے
 ہم نے نہ دیکھے سورجی اس آن بان کے بولے ہم آپ پھول ہیں اک بوستان کے
 رن میں نویں برس جو دو عالم ہلاۓ تھے
 دادا کو کس نے جنگ کے آئین بتائے تھے

فرما کے واہ واہ علمدار پھر گئے یا اس طرف کو قول کے تکوار پھر گئے
 نولاکھ کے نصیب پھر اک بار پھر گئے اُن لئے ہمیں پر خنجیر خونخوار پھر گئے
 عقل بشر رہی نہ حواسی ملک رہے
 زیرِ قدم زمین نہ سر پر فلک رہے
 پھر تو خدا خدا تھا بتوں کی زبان پر عجیسرن کے ہاتھ دھرے ہم نے گان پر
 قبضہ تھا ایک شیخ کا سارے جہاں پر اک برق قبر کونڈ گئی ہر مکان پر
 شہروں لپک لپک کے بڑے زمیں گری
 کیوں اے زیزید یاں تو وہ بچلی نہیں گری

مجھوں کی برق آہ تھی بن بن چمک گئی فرباد کا وہ تیشہ نی کوہ تک گئی
 شیریں کی باخھ تھی کہ کچھی اور مڑک گئی ملی کی تھی کمر کے چلی اور پچک گئی
 گاہے دلوں کے پردہ سے منہ ڈھانکنے لگی
 رخموں کے روزنوں سے کبھی جھاٹکنے لگی
 بولا زیدیاں تو مرے ہوش جاتے ہیں جو ایسے شیر ہوتے ہیں کم چوٹ کھاتے ہیں
 اُس نے کہا بجا ہے یونہی سنتے آتے ہیں سلطان کے نصیب سے ہم فتح پاتے ہیں
 غالب نہ اُس پر کوئی کسی چال سے ہوا
 سکل فقط امیر کے اقبال سے ہوا
 اُس نے کہا کہ ہاں مجھے بتلا تو کیا ہوا بولا کہ غلبہ پیاس کا وقت دغا ہوا
 سائل پچھا سے مڑ کے وہ یوسف لقا ہوا مرتا تھا بلکہ شیش بڑھا یاں چھپا ہوا
 برچھی غضب کی سینہ پر موقع سے چل گئی
 لے کر اپنی کلیج کو باہر نکل گئی
 سنا تھا یہ کہ نوٹ پڑے لاش پر سوار پھر تو حسن کے لال پر دوڑائے راہوار
 آواز دیتے تھے یہ غربی سے بار بار کیوں اے چچا غلام ہی تھا کیا قصور وار
 آئے نہ تم مد کو شہ مال بینیں رونے کو
 خادم کی لاش رہ گئی پایال ہونے کو
 حاکم پکارا خیر سنا آگے کیا ہوا بولا درود پھر تو علمدار کا ہوا
 سر پر علم کا سبز پھریا کھلا ہوا کوثر کا رخ کئے ہوئے سقہ بنا ہوا
 اک چلے میں وہ نہر پر تھے سب کنارے تھے
 رو کر سکنے بولی وہ عتو ہمارے تھے

سنتے ہی ذکر حملہ عباس اُس گھری درباریوں کو شیر کی آمد نظر پڑی
 بیساختہ امیروں کی صفائحی کھڑی بولا یہ شر اُس سے بھی قست فقط لڑی
 یاں نام نئے رعب سے تحریر ہوتے ہیں
 ان کا جگد سرایتے جو لڑکے آتے ہیں
 حاکم نے سوئے شر اشارہ کیا کہ ہاں بولا وہ بے حیا کہ خلاصہ کروں یاں
 بدر و حشین و خندق و صفين و نہروں اک اُنچی جنگ میں تھے یہ سب مر کے عیاں
 کیتا تھے یہ علیٰ کی طرح سب خدائی میں
 مہرو و وفا میں خلق و کرم میں لا ای میں
 دریا کے گھاث تیغ سے کوئی پڑھائے ہیں دست خدا کے زور انہوں نے دکھائے ہیں
 طوفان اسخال کے حصوں میں نہائے ہیں کیا کیا کنوں سپاہ کو تیری جھکائے ہیں
 بھائی پہ باتھ وار کے یہ پار ہو گئے
 دل کا غبار خون کے دریا میں دھو گئے
 بولا یزید ہو گئے عباس جب تمام پھر کون آیا لٹونے کو سوئے سپاہ شام
 اس نے کہا حسین کا فرزند تشنہ کام تمشکل تھا رسول کا جو دلبہ امام
 انہمار ہوں بر سر تھا عجب اس کی شان تھی
 سولہ پھر کی پیاس میں کیا آن بان تھی
 یوسف لقا کا وصف کیا اس نے بر ملا بولا یہ نوجوان تھا سب گھر کا لادلا
 زینب نے لاکھ ضبط کیا پرنہ بس چلا منھ سے نفل گیا مری گودی کا تھا پلا
 اس نے کہا درست ہے بر جھی جو کھائی تھی
 لاشے پہ بجواں سہی بی بی آئی تھی

پہنچا کے لاش اکبر عالی وقار کو لائے حسین باتھوں پاک شیر خوار کو
پھلی گئی تھی پیاس سے اُس گلزار کو منہ کھولے دیکھتا تھا شہزادار کو
بٹتے تھے ہونٹ بات سمجھ میں نہ آتی تھی
تالو لپک رہا تھا زبان اینٹھی جاتی تھی

سن وہ کہ رحم کھائے ہر گیر اور یہود وہ منجھ گلاب سا کہ پرھیں جس پر سب درود
ہونٹوں سے رنگ غنچہ سون کا تھامنود وہ گوری گوری باہوں کی ساری رسمیں کبود
گھبرا کے سانس لیتے تھے آنکھیں پھراتے تھے
یہ ضعف تھا انگوٹھے بھی چو سے نہ جاتے تھے

آخر بیان نجی کا نام و نسب کیا اُس کے لئے حسین نے پانی طلب کیا
آگے نہ پوچھ رہ ملے نے کیا غصب کیا تیر جھا سے قتل اُسے بے سبب کیا
گردن پر تیر لکھتے ہی مصوم ڈر گیا
ہمکا پدر سے ملنے کو بس اور مر گیا
زانو پہ ہاتھ مار کے چلا یا وہ شریر بچہ کا کیا قصور تھا کیوں مارا اس کو تیر
اُس نے کہا خوشی کیلئے تیری اے امیر حاضر ہے سر بھی باچوں میں اب تک بھرا شیر ہے
بولا یزید عذر و سماحت کروں گا میں
لا بے خطا کے سر کی زیارت کروں گا میں

نخا سار اخفا کے جو لایا وہ ناگہاں بانو نے لے کے سر کی بلا میں یہ کی فناں
حاکم بھی کسی پر تمہاری ہے مہرباں چکے نہ ہی وقت سفارش ہے میری جاں
کہہ دو زبان ننھی سی پیارے اگر ٹھملے
حاکم روا اڑھا مری والی ہے سر ٹھملے

کہہ دو کہ کھولدے پھوپھی اماں کا بھی گلا کہد و کہ بے دوا ہے مرا بھائی لاڈلا
 کہہ دو کہ میرے کنبہ کو درندہ اب پھرا کہد و کہ دے حسین کو کفتانے کی رضا
 بولی سکنہ نئے یہ غل ماں کے بین کا
 سختا دلا دو سر مجھے بابا حسین کا
 دیکھا بہت بیزید نے شہناہی کا جمال وہ بھولی بھولی خل دہ بکھرے جھنڈوے بال
 آنکھوں کو ڈبڈبا کے کیا شر سے مقابل پھولوں کے ساتھ ہو گئیں کلیاں بھی پاہمال
 میرے تو ہوش دیکھ کے یہ سر بجا نہیں
 تیرا بھی دل کڑھا تھا کسی وقت یا نہیں
 کی عرض تین جاؤہ پکارا کہاں کہاں شر لعین نے رو کے کہا ایک تو وہاں
 خالی ہوانی کے مر قعے سے جب جہاں اور نوجوان کی لاش پ آئے شہ زمان
 بیل تھے بجوس ستھے اور بے قرار تھے
 ہتا کے راہوار پ حضرت سوار تھے
 دنیا میں ایسے حادثہ بھی کم گذرتے ہیں یہ کرب تھا حسین کو گویا کہ مرتے ہیں
 دستور ہے سوارونکا جسم اترتے ہیں پہلے جدار کابوں سے وہ پاؤں کرتے ہیں
 حضرت نے پاؤں بھی نہ نکالے رکاب سے
 لاشے پ جست کر کے گرے اضطراب سے
 برچھی جدا لکیج سے کی اور یہ دی صدا کیوں میری جان ہوں کچھ اس دم ہوئے بجا
 اکبر نے آنکھ کھول کے چکپے سے یہ کہا پانی پلایے کہ شہر جائے دم مرا
 سوکھی زبان دکھا کے تو اکبر نے رو دیا
 اور عذر کر کے سب طبقیں بر نے رو دیا

اُس نے کہا پھر اے شہ ایرار کیا کروں پانی ہے بندضط ہے دشوار کیا کروں
 بولے حسین میں بھی ہوں ناچار کیا کروں تم پیاس سے ترپتے ہو میں پیار کیا کروں
 آخر ترپ کے جہاں سے گذر گیا
 بایا تو عذر کرتا رہا پینا مر گیا
 اُس وقت خانہ زاد کا تھرا گیا جگر حضرت کی یاں پر علیٰ اکبرؑ کی پیاس پر
 بولا یزید تو بھی ہے مکار کس قدر کیسا یہ رحم اور یہ کیسا خدا کا ذر
 کہتا ہے اس قلق نے لکیجہ ہلا دیا
 دریا تھا پاس اور نہ پانی پلا دیا
 اُس نے کہا کہ رحم دل اتنا نہیں غلام لے سن مرے ملال کا اب دوسرا مقام
 تھی ہوئی زمیں پر ترپتے تھے جب امام آگے بڑھا میں ذئع کی نیت سے چند گام
 بھولوں گا ماجران سمجھی اُس مقام کا
 اپنا ستم اور اُس پر ختم امام کا
 تازیت وہ حسین کی غربت نہ بھولے گی مظلومیت نہ بھولے گی حضرت نہ بھولے گی
 وہ گرد میں اٹی ہوئی صورت نہ بھولے گی سینے پر موزہ رکھنے کی بدعت نہ بھولے گی
 خبر گلے پر رک کے گریاں کا کھولنا
 وہ دیکھنا حسین کا اور کچھ نہ بولنا
 اُس وقت تکلی شد کی بہن شور و شین سے چاہا کر لپٹے فاطمہ کے نور میں سے
 ملنے دیا نہ میں نے بہن کو حسین سے خبر ملایا حقیقہ شہ مشرقین سے
 سوکھے گلے سے خون کے فوارے بہے گئے
 زینت کی سوت ہاتھوں کو پھیلا کے رہ گئے

یاں بھی بہت کڑھا تھا مرادِ خدا گواہ آخِر کا وہ مقام ترم ہے آہ آہ
جب کٹ چکلی علیٰ و پیغمبر کی یوسف گاہ بندی لئے حرم کی چلی شام کو سپاہ

سب اونٹ قتل گاہ کی جانب جو پھر پڑے

ناقوں سے پینتے ہوئے سادات گر پڑے

اس وقت تک تھے سب شہداء کے تنوں پر بے سر تھا ایک لاش سلطانی بُر و بُر
لاش اپنے اپنے پیاروں کی پالی جو خون میں تر گودی میں لیکے یہاں پیغیں زمین پر
بولا عمر کہ اور بھی حال انکا غیر ہو

پیاروں کے سر جو گود میں کانو تو سیر ہو

پھر تو ہماری تیغیں اور لاشوں کے گلے بے سر حرم کی گودوں میں تھے گود کے پلے
اکبر کی لاش ہاؤ کے سینے کے تھی تلتے دوڑا جو میں قبولي کہ سریمر اکات لے
شکلِ محمد عربی کا ادب نہیں

امت میں ہے نبی کی نبی کا ادب نہیں

جالوں یہاں سے میں تو سرانکا اتارت تو کیا مخصر یہ فلم ہے میرے ہی رو برو
یہ وہ ہے جس کے یہاں کی تھی مجھ کو آرزو میں لاش چھینتے لگا یہ سنکے گنگو

رکھ کر گلا گلے پ وہ ناچار گر پڑی

اس وقت میرے ہاتھ سے گوار گر پڑی

میں کیا کہوں کہ دوڑ کے مردے نے کیا کیا لپتی رہی وہ لاش سے اور سر جدا کیا

یہ سن کے سامعین نے محشر پا کیا بس اے دیبر حق فصاحت ادا کیا

گروش میں خود قلک ہیں یہ کیا تھھ کو چین دیں

اس کا صلد جو دیں تو جناب حسین دیں

بَابٌ ۳

تاریخِ ملکِ شام

بے تردید عقیلہ عرب، زینت کبریٰ و ختر مولا امیر مومنان شیرزان کرپا۔ (شیردل خاتون زینت) کہ تاریخ میں ڈھونڈ سے سے بھی اس صفات کی حامل خاتون نہیں ملے گی۔ جس سے دین اسلام نے خوبی۔ کتب مقدس کو کھوا، تمام ترزیگی کے اصولوں سے آراستہ و چیراستہ خاندانِ علیٰ اور زہرا کی پرورش یافتہ اور زمانے مجرکی تجربہ کار ذات ہے۔ ایثار، فدا کاری، ذہانت، عقل، حسن، تدبیر، صبر و برداہی بے پناہ علم کا سندھر، عقل و دانش کی ملکہ، تجدیدہ بات کرنے والی اور ہر طرح کا ظلم و ستم برداشت کرنے والی شجاع، باعثت و کرامت اور ہر طرح کی خوبیوں سے معمور شخصیت اور اسکی ذات، قیامت تک بھی نہیں ملے گی اور حفظ بھی ہاشم میں اور ہر مجلس میں جس کا ذکر زبانِ زد عالم ہو گا اور یہ مثل ایک چراغ روشن کے دنیا زمانے کے لئے ثابت ہو گی۔ جناب زینت کا نام زندہ ہے اور ہمیشہ آپ کا مرقد والا شکوہ و باعثت اپنا سکھ جاتا رہے گا اور دنیا میں آپ کا نام تائی چکتا رہے گا اور ان کے عقیدت مدنan ہمیشہ ہمیشہ ان پر درود و سلام بھیجتے رہیں گے۔ ان کا روضہ دنیا زمانے میں مشہور ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے روشنی کی زیارت جلد از جلد فضیب فرمائے۔

سعادتی زیارت:

میں نے اب تک کئی بار آپ کے حرم مطہری کی زیارت کی ہے۔ جس میں روضہ زینت بنت علیٰ، روضہ حضرت سیدنا کریمہ والی بیت، مجھے نصیب ہوئی ہے اور ہزار ہاڑیزین نے ان کی زیارت کی ہے۔ یہ سفر ایک لمبا سفر ہے اور ہر شخص اتنا لامبا اور تکلیف دہ سفر کرنے کا متحمل نہیں ہوتا ہے اور اس ملک کا مبارک سفر سب کو نصیب ہوا۔ ایک ہفتہ یا پانچ روز وہاں تھہرنا پڑتا ہے اور آج کل تو بہت آسانی ہو گئی ہے راستے کی ہر ہر بات کو معلوم کر لیا جاتا ہے اور قافلے بھی اس سلسلے میں جانے لگے ہیں اور سچے دل سے اس سر زمین پر قدم رکھے اور تمام معلومات کا کتابچہ خواہ ہر دو یا فارسی میں ہو یا انگلش یا فرانسیسی میں ہو۔ اپنے پاس رکھتے تاکہ زائرین کو اس طرح سے آسانی رہے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں زائرین کا آنا جانا ہو سکے اور اب تو ہوائی چہاز کا زمانہ ہے اور پاسپورٹ کا زمانہ ہے اور بس کا سفر بھی آرام دہ ہے اور زیادہ سے زیادہ زیارت کا ذکر کریں تاکہ نبی کا نام و نشان، علیٰ کی شان اور قادرؑ کی عزت و عصمت کا ذکر ہوتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام زائرین کی زیارت اور دعا کیں قبول فرمائے اور حج و زیارت کی برکتیں اور نعمتیں عطا فرمائے۔

۲۰۰۱ء کے بعد ۲۰۰۲ء میں رقم المحرف (سید صمیر اختر نقوی) دوبارہ زیارت شہزادی زینت بنت علیٰ کی سعادت سے شرف یاب ہوا۔ اس مرتبہ شام سے بذریعہ چہاز کر بلائے معلقی بھی گئے۔ کربلا سے زیارت کر کے دوبارہ شام واپس آئے اور شام سے اردن (عمان) میں حضرت جعفر طیار کی زیارت کرتے ہوئے کراچی واپس آئے۔ اردن کا سفر نامہ ہماری کتاب ”سوانح حیات جعفر طیار“ میں ملاحظہ کیجئے۔

ملک شام کا جغرافیہ:

ملک شام میں موسم مناسب ہوتا ہے، طبیعت موسوم کے حالات سے خوش رہتی ہے اس جگہ بزرہ ہی بزرہ اور پھول اگے ہوتے ہیں آنکھوں کو دیکھنے سے خوشی ملتی ہے بے شمار میوے پیدا ہوتے ہیں اور اسلامی ملکوں میں بہت خوبصورت اور خیر و برکت والی سر زمین ہے۔ اگر حدود ار بعد ناپا جائے تو ۱۸۵۰۱۸ مارچ کو میز مارچ بنتا ہے۔ استر سے خراسان تک آدھا حصہ شمال اور شرقی اور جنوب غربی قارہ آسیا۔ نہ زد دریائے مد تیران ترکی کے قریب شرق میں عراق اور اردن جنوب میں ہے اور فلسطین جنوب غربی میں اور لبنان مغرب میں ہے اور یہاں کا موسم معتدل اور خوشگوار ہوتا ہے آب و ہوا معتدل اور مرطوب ہے اور گرمیاں زیادہ پڑتی ہیں، موسم گرم و خشک ہے۔ بلند پہاڑ جبل اشخ ہے جو ۲۸۱۷ میٹر بلندی پر ہے۔ اور لمباتین دریا دریائے فرات ہے جس کی لمبائی ۲۰۲۹۶ کلو میٹر طویل دریا ہے کہ اس کی حدود ترکی اور عراق سے ملتی ہیں اور وہاں کی آبادی ۱۵ میلیون انسانوں پر مشتمل ہے۔ ۵۰ فیصد لوگ شہر میں ہی رہتے ہیں اور اس ملک شام کی راجدھانی (Capital) دمشق ہے اور یہ آبادی کس آبادی ہے ۱۳ فی صد آبادی نے پورا شہر کنٹرول کر رکھا ہے۔ اس میں کئی دین کے لوگ ہیں جن میں عیسائی بھی ہیں اور زبان راجح ال وقت عربی ہے اور صرف عربی زبان بولی جاتی ہے۔

ابن بطوطہ کا بیان:

ساتویں صدی کا مشہور سیاح ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ دمشق دنیا اور زمانے والوں کیلئے خوبصورت شہر ہے۔

گویا دمشق چلتا ہوا مطلع نور ہے اور تمام اسلامی شہروں میں بہشت خیال کیا

جاتا ہے۔ اس ملک میں بے شمار باغات ہیں جو دیکھنے میں بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں اور جتنے جیسا سماں لگتا ہے۔ جیسے درختوں نے ریشمی لباس پہن رکھا ہوا اور گل و ریحان سے بچے ہوئے چون گلستان گویا صدر محلہ کی حیثیت دمشق کی ہے اور کیا خوب لوگوں نے کہا ہے کہ اگر زمین پر جتنے ہوتے تو دمشق میں ہوتی یہ بھی جتنے کا ایک گلزار ہے اور اگر جتنے آسمان پر ہوتی تو یہ شہر بھی آسمان کی بلندیوں پر ہوتا۔
ابتدئے اس طرح کی تعریف و توصیف کرنا۔ لغوبات شمار نہیں ہو گا اور اہن بسطوں نے جو بھی تعریف کی ہے وہ کم ہے بعد میں تو اس کی خوبصورتی اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

توصیف اصطحری کا بیان:

مولف ممالک و ممالک کہتے ہیں کہ:
دشمن بڑا اور خوبصورت شہر ہے اور شام ملک کا یہ دارالخلافہ ہے یہ پہاڑیوں کے دامن میں آباد ہے۔ بے شمار پانی کے چشے اور جھرنے ہیں اور جگہ جگہ خوبصورت چھپلوں والے باغات اور گلستان و چمن بھی ہیں۔

(سفر نامہ ابن بطوطة جلد اول صفحہ ۸۳)

مقدسی تاریخ دان کا بیان:

چوتھی صدی کا جغرافیہ دان، احسن التقاسیم کتاب میں لکھتا ہے۔
سر زمین شام زرخیز ہے، قبیتی زمین ہے، یہاں ابدال بھی پیدا ہوئے ہیں۔
یہاں بہت سے مقدس مقامات ہیں جیسے بھرت گاہ ابراہیم، شہر ایوب، محراب داؤ،
حضرت سلیمان کی یادگاریں ہیں، جناب اسحاق اور ان کی ماوری قبر ہے، جناب عیین سعی کی پیدائش گاہ اور ان کی زادگاہ، جناب جالوت کی قتل گاہ، چاؤ اور میا

(کنوں) اور ان کا قید خانہ، صحرۂ موئی، شہر، عیسیٰ، محراب زکریا، معزکہ گاہ بھی، مشہد پیامبر ان، قریبے الیوب، خاتمہ یعقوب، قبر موئی، چاہ سلیمان جائے گا، لقمان، درۂ کنعان اور بے شمار دیگر زیارت گاہیں اور م HARAT مقدسہ۔

اور بے شمار فضیلتیں اس سے ظاہر ہیں، میوے بے شمار ہیں اور بہت سنتے ہیں اور ایسی پاک جگہیں و مقامات ہیں کہ دل، عبادتِ الہی میں لگتا ہے اور دمشق، ملک، شام کی ماں، کہلاتی ہے مادر ہے اور اس کے دروازے، باب الجاہیہ، باب الصیر، باب الکبیر، باب خاوری، باب توما، باب نہر، باب محالیاں ہیں اور بے اختہ خوشگوار آب و ہوا ہے البتہ یہاں کے لوگ بے وفا ہیں، بد ذاتِ نقدہ ہیں، گوشت خراب ہے، مکانِ نجک ہیں اور گلیاں تکلیف وہ ہیں۔ روئی بد مزہ ہے۔ زندگی گزارنا مشکل ہے اور دمشق کی جامع مسجد بھی مشہور ہے، مساجد اور مسلمان یہاں پر زیادہ تر خوشحال نہیں ہیں۔ (اصن العقایم، جلد اول، صفحات ۲۲۱، ۲۲۲)

گفتارِ مقدسی، جنہوں نے شام کو بخوبی دیکھا ہے، یہ تقسیمِ کونی سے پہلے کی بات لکھی ہے کہ آج کل تو اور بھی ترقی کا زمانہ ہے، البتہ خوبصورتی میں دمشق اپنی مثال آپ ہے۔

شام کے مشہور شہر:

ملکِ شام کا پایۂ تخت دمشق شہر ہے جن میں کم از کم ۱/۵ امین انسان رہتے ہیں جس میں حلب بھی شامل ہے جس میں ایک ملین کی آبادی ہے۔ حمص بھی ہے حدود ۲/۱ امین (یہ ملین)

حماء جس میں ۳۰۰ ہزار افراد رہتے ہیں، لا ذقیۃ ۳۰۰ ہزار نفر رہتے ہیں۔

اور بناور لا ذقیۃ میں شامل ہے طرطوس اور بانیاس جو دریائے مدغزانہ کے کنارے

آباد ہیں اس ملک کی حکومت جمہوری ہے اور وہاں کا صدر بشار الاسد ہے۔

تقسیمات ضلع:

اگر ملک شام کو گزروں میں بانٹا جائے تو ۱۳ حصے بننے ہیں البتہ دمشق شہر کا گورنری با اختیار ہے اور اس کا ایکشن کے ذریعے چنان ہوتا ہے اور اس طرح ملک شام کے ۱۳ حصے ہیں۔

(۱) حمص (۲) دریالزور (۳) حکک (۴) رقة (۵) حلب

(۶) دمشق (۷) حماة (۸) سویداء (جبل الدروز) (۹) درعا

(۱۰) ادلب (۱۱) لاذقیہ (۱۲) قفیطہ (۱۳) طرطوس

دمشق سے مندرجہ ذیل شہروں کا فاصلہ:-

بیروت ۱۱ کلومیٹر، حلب ۳۵۵ کلومیٹر، قفیطہ ۲۷ کلومیٹر، تدمر ۳۲۱ کلومیٹر،

لاذقیہ ۳۲۸ کلومیٹر رقبہ (آرامگاہ عمر بن یاسر) ۵۲ کلومیٹر، بصرہ ۱۲۲ کلومیٹر۔

مراحل تاریخی و سیاسی:

ملک شام ۱۹۲۳ء میں فرانس کے قبضے سے آزاد ہوا ہے۔ اس میں قدرت نے بہت سی نعمتیں پیدا کی ہیں اور یہ ملک مالا مال ہے، جس میں مٹی کا تیل، سیمان، شیشہ سازی، کھانے پینے کی اشیاء صابون سازی، لباس، کبریت سازی (گندھک) ہاتھ کے کھلونے اور جو گندم روٹی مرکبات تل زیتون، وغیرہ پیدا ہوتا ہے اور گائے، بھیں، بکرے کا گوشت بھی ہوتا ہے ایک ایک ملین نورست ہر سال ملک شام آتے ہیں۔

وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ ملک شام اور دمشق:

ملک شام ۱۲ بھری میں یروک کی جگہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں قبضہ ہوا اور

لوگوں نے دین اسلام قبول کیا۔ اور سال ۳۰ جمیری میں دمشق ۹ سال تک بنی امیہ کا مرکز رہا اور اس نے چین کی حد تک وسعت پیدا کر لی اور سال ۷۲ جمیری میں جب بنی عباس کی حکومت بنی تو دارالخلافہ دمشق کے بجائے بغداد منتقل ہو گیا پھر مسلم حکومتیں ہی راجح کرتی رہیں اور پھر حکومتیں تبدیل ہوتی رہیں، لیکن یہ حکومتیں برائے نام ہی اسلامی کوئی جا سکتی ہیں۔

شہید ثالث قاضی نور الدین شوستری کتاب ”جالس المؤمنین“ میں لکھتے ہیں :-

صاحب مجمع لکھتے ہیں :-

اس کے پہلے حرف پر زیر اور دوسرے حرف پر زیر پڑھی جاتی ہے اور جمہور اس کے دوسرے حرف یعنی میم پر زیر ہی پڑھتے ہیں۔
یہ شہر ملک شام کا دارالحکومت ہے اور یہ شہر اپنے خوبصورت محل و قوع اور پانی اور درختوں کی کثرت سے جنت نظیر ہے۔

دمشق شہر کی سُنگ بنیاد رکھنے والوں کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ اس شہر کا باñی دمشق بن سام بن ارم بن فوح علیہ السلام تھا اور اس کے چار مرید بھائی بھی تھے جن کے نام بالترتیب فلسطین، الجما، جبی اور اردن تھے اور ان تمام بھائیوں نے اپنے اپنے شہر بسائے جوانی کے نام سے منسوب ہوئے۔

دمشق کی تیس ترین عمارتیں میں سے ایک عمارت مسجد بنی امیہ ہے۔ جسے ولید بن عبد الملک بن مروان نے بنوایا اور اس نے اپنی شہرت کے لیے اس مسجد پر خوب دولت لٹائی۔

بعض حضرات کا بیان ہے کہ ملک شام کے سات سال کا خزان اس مسجد کی

ترمیں و آرائش پر خرچ کیا گیا اور بیت المال سے غرباً و مساکین کا تمام تر حصہ اسی مسجد کی نذر کر دیا گیا۔

جب عمر بن عبد العزیز بر سر اقتدار آئے تو انہوں نے ان تکلفات کو ناپسند کیا اور اس نے موٹی و جواہرا اور سوتا بیت المال میں جمع کرنے کا حکم صادر کیا۔

سر زمین دمشق پر بہت سے صحابہ اور تابعین کے مزارات موجود ہیں۔ جب میں عباس اقتدار پر فائز ہوئے تو انہوں نے بنی امیہ اور معاویہ کے پیروکاروں کی قبروں کے نشانات تک منہدم کر دیئے اور قبروں میں پڑی ہوئی بوسیدہ ہڈیوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ پھر وہاں کاشت کاری شروع کرائی گئی۔

بنی امیہ کے اسیروں کو قتل کرنے کے بعد سفاح کے بچا عبد اللہ بن علی نے حکم جاری کیا کہ معاویہ اور دیگر بنی امیہ کے سلاطین کی قبروں کو کھودا جائے۔ البتہ اس نے عمر بن عبد العزیز کی قبر سے کوئی تعریض نہ کیا جب قبروں کو کھودا گیا تو قبر معاویہ میں ناپاک خاک کے علاوہ کچھ بھی موجود نہ تھا۔ اور عبد الملک بن مروان کی قبر سے صرف کاس سر برآمد ہوا اور ہشام بن عبد الملک کا پورا وجود اس کی قبر سے برآمد کیا گیا اور اس کی لاش پرتازیا نے برسائے گئے بعد ازاں اسے جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔

شرانے دمشق کی مدح اور مدمت میں بہت سے اشعار کئے ہیں۔ حقیقتہ شناس نگاہوں میں دمشق قابل مدمت شہر رہا ہے۔ اسی لیے کسی شاعر نے اس کی مدمت میں مکمل نظم لکھی تھی جن میں سے دو شعیریہ ہیں۔

وقد قال قوم جنة الخالد حل

وقد كذبوا في ذي العقال و محرق

فماهى الابلة جاهلية

بہا یکسدالخیرات والفسق ینفق

فھیم حرون فخر او زينة

وراس ابن بنت المصطفیٰ فیه علق

کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ دمشق دراصل جنت الکرد ہے جو زمین پر اتر آئی ہے۔
یہ لوگ اس دعویٰ اور گفتگو میں بالکل جھوٹے ہیں۔

دمشق ایک شہرِ جاہلیت ہے۔ جہاں نیکیاں رُک جاتی ہیں اور فرقہ و فنور کا چلن زیادہ ہوتا ہے۔ یہ وہی شہر ہے جس میں پیغمبر اسلام کے نواسے کا سر اطہر لٹکایا گیا اور اس شہر کے لوگ زیب و زینت کئے ہوئے تھے۔

البتہ کچھ عرصہ کے لیے اس ظلمت کدہ دمشق میں نورِ ایمان چکا جیسا کہ سیوطی نے تاریخِ اخلاق فاء میں لکھا ہے۔

۳۶۰ ہجری میں معز باللہ کے دمشقی نائب جعفر بن فلاح کے حکم سے دمشق کی مساجد میں حیی علی خیر العمل کی اذانیں بلند ہوئیں اور کسی کو اس کی مخالفت کی جرات نہ ہو سکی۔ پھر ۳۶۲ ہجری میں تشیع کو مصر، شام اور مراشر میں فروغ نصیب ہوا اور عبیدی حکمرانوں نے نماز تراویح پر پابندی عائد کر دی۔

ذہبی ذہب اللہ بخارہ کا تعلق شام کے علمائے شافعیہ سے تھا۔ اس نے اپنی کتاب میزان میں ابراہیم بن یعقوب سعدی جوز جانی کے متعلق ابن عدی کا یہ قول نقل کیا۔ ”ابراهیم اہل دمشق کے ذہب کا شیدائی تھا اور اہلِ دمشق کا ذہب ناصیحت اور امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کی عداوت ہے۔“

اس پر ذہبی نے اپنا ذاتی تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ابن عدی کا یہ قول درست نہیں ہے البتہ اہلِ دمشق کا ذہب چند سالوں تک

ناصیت پر مشتمل رہا ہے اور اسی طرح سے حکومت عبیدیہ میں تشیع بھی ان کا نامہ رہا ہے۔ لیکن اس وقت الحمد لله ناصیت معدوم ہو چکی ہے اور تشیع مخفی و مکتم ہو چکی ہے۔

سید اجل فاضل محدث امیر نسیم الدین میرک شاہ اصلی نے ذہبی کی تردید کرتے ہوئے لکھا۔ "أهل الشام ناصبيون ولم يعدم إلى يوم القيمة" اہل شام ناصیت ہیں اور قیامت تک یہ ناصیت ہی رہیں گے۔

واضح رہے کہ سید اجل کا یہ نظریہ بنائے تقلیب ہے ورنہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ دمشق کے ایک محلہ کا نام "حزاب" ہے اور وہاں شیعیان امیر المومنین رہتے ہیں اور عراقی چاج جب دمشق پہنچ ہیں تو وہ اسی محلہ کے افراد کو اپنا نامہ رب سمجھتے ہوئے ان کے پاس رہائش رکھتے ہیں اور شایدی اس محلہ میں جانے والے ہر شخص کو شیعہ ہی سمجھتے ہیں۔ ایک تفسیر میں مرقوم ہے کہ کعب الاحرار نے دمشق میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی اور سبیس مکان تعمیر کر لیا تھا۔

حضرت عمر نے انہیں لکھا کہ تم مدینہ کیوں نہیں آتے جاں آنحضرت کے صحابہ رہائش پڑیں؟

کعب الاحرار نے جواب میں لکھا۔

میں نے سابقہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ شام میں خدا کا خزانہ ظاہر ہو گا۔ اسی لیے میں نے یہاں رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مولف کہتا ہے۔

اگر کعب الاحرار کی یہ بات درست ہے تو پھر شام کا خزانہ محلہ خراب میں رہنے والے مومنین ہی ہیں۔ کیونکہ خزانہ ہمیشہ خرابوں سے ہی برآمد ہوتا ہے۔
(مجلس المومنین مطبوعہ ۱۴۹۶ء ۱۴۲۶ء)

محمد محمد ہاشم ابن محمد علی مشهدی "منتخب التواریخ" جلد دوم میں لکھتے ہیں:-
 صاحب بخار فضل الانبیاء سے نقل کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے
 فرمایا شام کی زمین خوب ہے اور وہاں کے رہنے والے بد خصلت لوگ ہیں۔ اللہ
 تعالیٰ نے کہا۔ ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم زمین مقدس
 میں داخل ہو جاؤ۔ مقدس زمین سے مراد شام کی زمین ہے۔ روضات نے ابو بکر
 خوارزی سے نقل کیا ہے کہ دنیا میں جنت کے مقامات چار ہیں۔ غوطہ دمشق، صدر
 سرقد، شعبہ بوان اور ربلہ بصرہ سب سے افضل غوطہ دمشق ہے۔ عجائب دمشق
 جامع مسجد دمشق ہے۔ جس کی بنیاد ولید بن عبد الملک نے رکھی تھی۔ تمام سلطنت کا
 خراج سات سال اس پر صرف ہوتا رہا۔ مسجد بہت بلند ہے۔ جبل ربوہ وہاں سے
 ایک فرج دور ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ واوینلهما الی ربوة ذات قرار
 و معین۔ اکثر انبیاء سر زمین بیت المقدس اور شام سے مبuous ہوئے۔ جن کی
 شریعت تمام دنیا میں پھیل گئی۔ قبور تبرک شام اور حوالی شام۔ حضرت زینب بنت
 امیر المؤمنین علی اور فاطمة الزہرا سلام اللہ علیہما کی قبر شام سے ایک فرج دور ہے۔
 حضرت سکینہ بنت حسین علیہ السلام اور حضرت ام کلثوم بنت امیر المؤمنین۔ غیر از
 صدیقہ طاہرہ کی قبر بھی وہاں ہے۔ (جناب زینب کی قبر اگرچہ دمشق میں مشہور ہے
 لیکن بعض حضرات نے تصریح کی ہے کہ آپ کی قبر مدینہ میں ہے، اس بارے میں
 بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ بی بی کی قبر کہاں
 ہے۔ اسی طرح جناب سکینہ کی قبر شام میں مشہور ہے۔

سکینہ بنت الحسین:

آپ کی قبر خربہ شام میں ہے۔ عالم جلیل شیخ محمد علی شاہی نے کہا کہ علم الہدی

میرے مادری جد آقا سید ابراہیم مشقی جن کا سلسلہ نسب سید مرتضی علم الہدی سے ملتا ہے۔ جن کی عمر نو سال سے زائد تھی۔ بہت محترم اور شریف انسان تھے۔ موصوف کی تین بیٹیاں تھیں بڑی بیٹی کو جناب سکینہ بنت حسین نے خواب میں فرمایا۔ حاکم وقت سے کہو میری قبر میں پانی آگیا ہے۔ مجھے تکلیف دیتا ہے۔ میری قبر کی تعمیر کرو۔ بیٹی نے باپ کو خواب سے آگاہ کیا۔ باپ نے المستست کے خوف سے خواب پر عمل نہ کیا۔ دوسری رات مجھلی لڑکی نے بھی خواب دیکھا اور اپنے باپ کو بتایا۔ آپ نے المستست کے ذر سے اس پر عمل نہ کیا تھا۔ سب سے چھوٹی لڑکی نے بھی خواب دیکھا اور اپنے باپ کو اس سے آگاہ کیا۔ حسب سابق آپ نے اس پر عمل نہ کیا چوتھی رات خود سید نے جناب سکینہ کو خواب میں دیکھا۔ ناراضگی کے ساتھ فرمایا تم نے حاکم کو کیوں آگاہ نہیں کیا؟

سید خواب سے بیدار ہوئے۔ صبح کو جا کر حاکم شام سے اپنا خواب بیان کیا۔ حاکم شام نے شیعہ، تسنی علاما اور تینک لوگوں کو حکم دیا اور وہ غسل کر کے صاف اور پاک لباس پہن کر قبر مقدس پر جائیں اور جس شخص کے ہاتھ سے حزاد کا تالا کھل جائے وہ شخص اندر جا کر قبر کو کھو دے۔ اور جسد مبارک کو باہر لے۔ تاکہ قبر کی تعمیر کی جائے۔ حسب حکم بزرگان اور علمائے شیعہ اور سنی نے کمال ادب کے ساتھ غسل کیا اور پاکیزہ لباس زیب تن کر کے قبر مقدس پر تشریف لائے۔ باری باری تالا کھولنا چاہا۔ مگر کسی کے ہاتھ سے تالا نہ کھلا۔ جب سید ابراہیم نے ہاتھ لگایا تو تالا کھل گیا۔ یہ حضرات حرم کے اندر چلے گئے۔ قبر کھونا شروع کی سید ابراہیم کی کامی کے سوا کسی کی کامی نے اثر نہ کیا۔ جب قبر میں شکاف کیا تو مخدومہ کی لاش مع کفن صحن و سالم موجود تھی اور قبر کے اندر بہت زیادہ پانی جمع ہو چکا تھا۔ سید موصوف نے مخدومہ

کے جسم کو باہر نکال کر اپنے زانو پر رکھ دیا۔ زار و زار روتے رہے۔ تین روز تک ایسا کیا۔ نماز کے وقت جمادقدس کو کسی پاک جگہ پر رکھ دیتے تھے اور نماز کے بعد پھر اپنے زانو پر لاش کو رکھ دیتے تھے۔ قبر اور مخدی کی تعمیر کے بعد سید موصوف نے جماد پاک کو دفن کر دیا۔ ان تین روز میں سید صاحب کو غذا اور پانی کی ضرورت نہ رہی اور دوبارہ وضو کرنے کی بھی ضرورت پیش نہ آئی۔ محمد و مہد کو دفن کرنے کے بعد سید نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے فرزند عطا فرم۔ سید کی دعا قبول ہوئی۔ بڑھاپے میں سید مصطفیٰ نامی فرزند عطا ہوا۔

حاکم نے پورا واقعہ سلطان عبدالحمید کو تحریر کیا۔ اس نے مزار حضرت زینت۔ قبر شریف حضرت رقیہ، قبر حضرت ام کلثوم اور قبر حضرت سکینہ کی تولیت سید کو دے دی۔ اس وقت تولیت حاجی سید عباس ابن سید ابراہیم کے ہاتھ میں ہے۔ تقریباً یہ واقعہ ۱۸۰ ہجری کا ہے۔

سال ۱۹۰۲ء میں جنگ صلیبی شروع ہو گئی جس میں فتح مسلمانوں کی ہوئی اور بیت المقدس کو آزاد کر دیا گیا جنگ ختم ہو گئی۔ پھر ۱۹۲۰ ہجری میں حکومتِ عثمانیہ آئی اور تقریباً چار صدی تک حکومت چلتی رہی۔ جنگ عالمگیر شروع ہونے پر، ۱۹۲۰ء میں حکومتِ عثمانیہ نے چار صدی بعد اپنا سکہ جمالیہ اور ملک شام پر فرانس کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن لوگوں کی لگاتار جدوجہد نے اپنا پھل دیا اور سن ۱۹۲۶ء میں اپنی آزادی کا جشن منایا گیا۔ ۱۹۴۳ء میں حزب بعث نے ملکی نظام میں عمل خل کیا اور ۱۹۴۷ء میں حافظ الاسد نے مکمل طور پر شام کی جمہوریت پر اپنا جھنڈا الہار دیا اور خود صدر شام ہو گئے سال ۱۹۷۳ء میں جنگ نے پھر نقشہ بدلا اور پھر شہر قطیطہ کو اسرائیل کے ناجائز پنجوں سے آزاد کرایا۔

اس ملک شام میں ہر سات سال بعد ایکشن کے ذریعے منتخب حکومت جمہوریہ آئی اور شہری اعتماد سے ۷۳ حصے شہروں کے ہیں اور یہ چار سال کی مدت کے لئے حلف انعام تھے ہیں۔ رئیس جمہوری یعنی وزیر اعظم کا ہر سات سال بعد ایکشن کرنے کا قانون پاس ہے۔

حقیقت جغرافیائی:

جس طور پر بیان ہوا کہ جمہوری عربی سوریہ (شام) ۱۸۵ کلومیٹر مربع ہے غرب ایشیاء سے اور ساحل شرقی پر مدیترانہ قرار پایا ہے۔ شمال سے ترکی کی جانب۔ شرق سے عراق تک اور جنوب سے فلسطین اور اردن اور مغرب میں لبنان اور دریائے مدیترانہ تک سرحدیں پھیلی ہوئی ہیں۔ شام دریائے فرات ۶۰۲ کلومیٹر لمبی ندی بھتی ہے جو ملک شام کو سیراب کرتی ہے اور نہر العاصی کی لمبائی بھی ۱۷۵ کلومیٹر ہے یہ بھی ملک شام کو زرخیز بناتی ہے۔

آبادی:

آبادی کے لحاظ سے سوریہ (ملک شام) ۱۵ الہیں انسانوں کی تعداد رکھتا ہے اور اس کے ۱۳ ضلعے ہیں اور ملک شام کا پایہ تخت دمشق ہے جو دنیا کا قدیم ترین اور خوبصورتین شہر ہے۔

اس شہر کی آبادی ۵۰ فیصد نوجوان طبقہ ہے اور بڑھے حضرات ۶۵ سال صرف ۵ فیصد ہیں اور حکومت نے اپنے ادارے بنارکھے ہیں جو حکومت کا کام چلاتے ہیں زبان بول چال کی حکومت عربی ہے اور ہر ایک کلومیٹر قبے میں ۲ نفر رہتے ہیں۔

تبلیغات شام:

حکومت کے کئی ادارے ہیں جو ملک کا کام چلاتے ہیں اور ان کو بجٹ ۵٪ اخچہ

دیا جاتا ہے باقی نیکسون سے پورا ہوتا ہے ملک شام کے کل رتبے میں ۸ ملین ایکڑ زمین، زرخیز اور قابل کاشت ہے اور باقی رقبہ پھاڑوں اور ریگستانوں پر مشتمل ہے، جن سے قبیق پھر حاصل ہوتا ہے۔

اور نہر اسد سے بھی کافی علاقہ سربراہ شاداب رہتا ہے یہ نہر بھی ۳۰ کلومیٹر لمبی ہے اور فرات کے قریب کی زمین ۲۴۰ ایکڑ کو اس سے پانی دیا جاتا ہے اور طرح طرح کے پھل میوے اور غذا حاصل ہوتی ہے اور تقریباً ۸۰۰۰ کلوواٹ بجلی بھی اس سے پیدا کی جاتی ہے اور خاص خاص پیداوار ملک شام کی غلہ انانج، روئی، کپاس، تمباکو اور میوہ جات ہیں اور اس کے علاوہ کئی دوسرے کام کر کے لوگ اپنا گزارہ کرتے ہیں جیسے مچھلیاں شکار کرتے ہیں۔ جنگلات سے لکڑیاں لاتے ہیں، پھروس کو تراش کر مکان بنانے کا سامان ہمیا کرتے ہیں۔ اور بھی بہت سے ہنر اور ہاتھ کے کام کئے جاتے ہیں جیسے کان سے سونا نکالنا۔ غلہ پیدا کرنا یعنی کھیتی باڑی کرنا، کاغذ سازی کرنا، دھات، لوبہ، تانبہ، میٹل، کپڑا بنانا، لوہے کے برتن اور سامان بنانا۔ شیلیوں بنانا، بھلی کے آلات بنانا وغیرہ جملہ دستکاریوں سے کام لیا جاتا ہے اور مال باہر ملکوں کو بھیجا بھی جاتا ہے اور باہر ملکوں سے مال منگوایا بھی جاتا ہے اور ایک روز میں ۵۵ ہزار ہیرل تیل بھی زمین سے نکالا جاتا ہے اور گیس کے ذخیرے بھی قدرت نے ملک شام میں بھر دیے ہیں۔

آب و ہوا:

ملک شام کی آب و ہوا معتدل ہے اور یہاں کے پرانے مزارات اور روپہ جات بھی بہت مشہور ہیں تاریخی قلعے بھی ہیں اور بے شمار سیاح جو ایران بھی آتے ہیں وہ ملک شام بھی جاتے ہیں اور ان سیاحوں کی تعداد بھی دو ملین نفر تک ہو گئی ہے۔ اور

بہت سے روشنے اور مزارات جناب رسول خدا کے صحابیوں کے بھی ہیں جیسے روضہ بلاں جبٹی، عمار یا سر، اویں قرآنی ثقیرہ بن ثابت الانصاری (شہر رقة میں) اور کربلا کی شیر دل خاتون معظمہ، حضرت زینت کا روضہ ہے اور امام حسینؑ کی بیٹی سکینہ عرف حضرت رقیہؓ بی بی کا بھی مزار ہے۔

بس یوں سمجھ لجئیں کہ ہر سال ہزاروں عاشقان حسینؑ وآل رسول مکہ شام کی زیارات کرنے آتے ہیں اور مکہ شام میں موجود ہیں جن سے دین اسلام کی روح نازل ہوتی ہے اور ان میں ایک بوی مسجد عسماً یوں کی ہناکی ہوئی بھی ہے یہ پہلے گرجاتھا اور یہ جامع مسجد کافی بڑی عمارت ہے۔ اسی مسجد میں زینب نے دربار لگایا تھا اور آل رسولؐ کی مخدرات بے پرده لائی گئی تھیں۔

خطبہ امام سجادؑ:

جو خطبہ امام نے دیا تھا وہ بھی اپنی یاد گار آپ ہی ہے جو آپ نے یزید پلید کو ذیل کرنے اور شجرہ خبیثہ نی امیتیہ کو ہتایا ہے کہ یہ خس پیداوار ہیں جس خطبے سے یزید کی حکومت کے قدم ڈالگانے لگے تھے اور پھر سونے پر سہاگے کا کام شہزادی جناب زینتؑ نے کیا اور لہجہ حیدریہ میں ایسا فلک شگاف خطبہ دربار یزید ملعون میں خطاب فرمایا کہ جس کی مثال قیامت تک بھی نہیں مل سکتی ہے۔ وہ خطبہ بھی یاد گار ہے اور پھر مقامِ سر مجھی بن زکریا ہے۔ جو وسط مسجد اموی میں ہے۔ اس مقام کو بھی اپنی جگہ بہت بڑی اہمیت ہے اور پھر مقامِ امام حسینؑ شہادی کنارہ مسجد میں واقع ہے کہ جس مقام و مزار کی اپنی جگہ بہت بڑی اہمیت ہے۔

قلعہ دمشق:

چار ہزار سال پہلے دشمنوں سے جان کی خفاقت کے لئے شہر کے چاروں طرف

بلند دیواریں بنا کر شہر کو محفوظ کر لیا گیا تھا۔ جس کے لئے دروازے ہیں جس میں سے مشہور (۱) باب توما (۲) باب شرقی (۳) باب فرادیں وغیرہ دروازے ہیں۔ لیکن دمشق کا قلعہ بازار حمیدیہ کے نزدیک ہے جو سلوتوی بادشاہوں کے زمانے میں بنایا گیا تھا اور اس کی مرمت بھی آجکل کی جا رہی ہے۔

دمشق کے علاقے میں بے شمار چمنستان اور پانی کے جھرنے جھٹے ہیں جیسے چشمہ عین الخضرہ، عین الفتحہ زبدانی، بقین و بودان کہ بے انہا خوبصورت علاقے ہیں لوگ، سیاح وہاں ان کی قدرتی خوبصورتی کو دیکھنے کے لئے کافی بڑی تعداد میں وہاں آتے ہیں اور وہاں ایک خوبصورت پارک تشرین بھی بنایا گیا ہے جو ۱۳۳ ایکڑ زمین پر لے باہر چوڑا بنا ہوا ہے، یہ دمشق کا بہترین خوبصورت پارک ہے اور سینکڑوں سیاح یہاں ہیں۔

علاقہ میوزیم دمشق:

یہ مقام شہر کا بزرگ ترین مقام ہے کہ ۹۲ سال پہلے اس کی بنیاد رکھی گئی تھی اور علاقہ منطقہ (صلح) جس ارکیس نماش گاہ کے جنوب میں میں اصلل واقع ہے۔ موزہ نقاہی مسجد کا نظام جو ۹۶۲ھ میں ایجاد ہوا تھا اور اس سے شان و شوکت اسلامی ظاہر ہوتی ہے مسجد کے کنارے کی طرف یہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ موزہ خط عربی۔ جامع مسجد کے شمال کی جانب واقع ہے۔ خلاف مذکور کی مدد سے بناتھا، جس میں پرانے خطوط اور پرانے لباس محفوظ کر کے رکھے گئے تھے۔ اور کچھ دو اخانے علاج خانے بھی ہیں بازار حمیدیہ کے وسط میں ایک بڑا اشفا خانہ بھی ہے جو بولی سینا کی یادداشتا ہے۔ اس میں تعلیم طب دی جاتی ہے اور ان کا وقت ۸ بجے صبح سے ۵ بجے عصر تک روز شہ شب تک رہتا ہے۔

مقامات و زیارات گاہ ہائے دمشق:

شہرِ دمشق میں رسولِ اکرم کے خاندان کے مزارات ہیں جو بڑی بڑی صاحبِ حکمت و رُکا ہیں ہیں اور سب سے بڑا وضہ تو خود بی بی جناب زینتؑ کا ہے اور مرقدِ سلطہ جناب زینتؑ میں ۱۲ لاکھ میٹر کے رقبے پر واقع ہے اور بہت شاہزاد اروضہ بنا ہوا ہے جس کو زینبیہ بھی کہا جاتا ہے۔

مرقدِ رقیہ (حضرت سکینۃ) مسجد اموی کے شمال میں واقع ہے۔ قبرستانِ باب الصغیر مسجد کے شمال میں واقع ہے اس میں کافی عظیم المرتب تخصیات دفن ہیں۔

(۱) حضرت اُم کلثوم ذخیر گرامی حضرت امام علیؑ بھی ہیں۔ (شبیہ ہے)

(۲) حضرت سکینۃ بنت الحسینؑ کا مزار بھی واقع ہے۔ (قبرستان میں حضرت علیؑ کی بیٹی سکینۃ بنت علیؑ کی قبر کی شبیہ ہے)

(۳) محلِ سر ہائے ۱۲ بدن از شہداء کے کربلا کا مقام بھی یہاں واقع ہے۔

(۴) حضرت میمونہ ذخیر امام حسنؑ بھتی کا مزار مبارک بھی ہے۔

(۵) حضرت حمیدہ ذخیر حضرت مسلم بن عقیلؑ کا وضہ مبارک بھی ہے۔

(۶) اُم سلمہ و اُم حبیبہ ازدواج گرامی چیفرا کرم۔ (یہ دونوں جلتِ اربعج میں دفن ہیں یہاں قبور کی شبیہ ہے)

(۷) بلال جوشی جو رسول خدا کے موذن تھے۔ (لبنان میں قبر ہے یہ قبر کی شبیہ ہے)

(۸) عبد اللہ فرزند جعفر طیار، ہمسر حضرت زینتؑ۔

(۹) حضرت عبد اللہ فرزند امام جعفر صادقؑ۔

(۱۰) حضرت فاطمہ الصغری ذخیر امام حسینؑ۔ (جلتِ اربعج مدینے میں قبر ہے یہ قبر کی شبیہ ہے)

(۱۱) اسماءہ بھسر جعفر طیار برادر، مولا علی۔ (مدینے میں وفن ہیں، یہ شبیہہ مزار ہے)

(۱۲) فضیلہ خدھگوار حضرت قاطر۔

☆ آرام گاہ جبر بن عدی صحابی و باوقائی امیر المؤمنین چند فرغخ دشمن سے دور ہے اور بے شمار مقامات مقدسہ ہیں۔

☆ قبر صلاح الدین ایوبی جو قریب ہے مسجد اموی کے۔ (اس نے ہزاروں اولاد رسول ﷺ کو قتل کروایا تھا)

☆ غارِ اصحاب کھف۔ کوہ قاسیون ہیں۔ (یہ بہت مشہور واقعہ قرآنی ہے)

☆ مقام حضرت حوائیم البشر (بیت نہیا) کی طرف اطراف دشمن ہیں۔

☆ مغارۃ الدم (غار خون) کوہ قاسیون میں، کہتے ہیں کہ اس مقام پر قاتل ملعون نے جناب ہائل کو قتل کیا تھا۔

☆ مغارۃ الجوع (غار گرنگی) بھوک والا غار، کوہ قاسیون ہیں۔

☆ کہا جاتا ہے کہ اللہ والے ولی اللہ چالیس نفر کے خلاف عوام الناس نے حاصرہ کیا تھا اور دشمنوں نے ان کو بھوکا مار دیا تھا۔

☆ آرام گاہ مرحوم ڈاکٹر علی شریعتی، مقبرہ مجاور جناب زینب کے قریب قبر ہے۔

☆ آرام گاہ ابوالعلاء معریث شاعر و فیلسوف معروف شہر (معرة العمان) نزد حلب۔

☆ آرام گاہ فیلسوف و عارف معروف شیخ شحاب الدین سہروردی (مرکز شہر حلب)

☆ مقبرہ شیخ عزالدین قسام پہلے شہید مہاجم سرز میں فلسطین قبر شہدا قبرستان دشمن میں ہے۔

اور تمام زیارات حرم مطہر حضرت زینب سلام اللہ علیہا، یہ تمام زینبیہ کے علاقے میں واقع ہیں اور مقاماتِ مقدسہ اور مزارات عظیمہ مکہ شام میں واقع ہیں اور اس روضہ جناب زینب بنت علی سے عطر کی خوشبوئیں آتی ہیں عفت و پاکیزگی کا درس ملتا ہے اور بے شمار زائرین آکر آپ کی زیارت بجالاتے ہیں۔

تاریخ روضہ زینب:

حضرت زینب کیم شعبان کو سن ۵ ہجری میں پیدا ہوئیں اور بی بی فاطمہؓ کے بعد یہ دنیا کی خاتونی اول ہیں جو اپنی عظمت میں بہت بلند مقام رکھتی ہیں اور یہ پنچتمن پاک کی جیتنی جاگتی تصوری اور کربلا میں آپ نے اتنا بڑا کام انجام دیا ہے کہ رہتی دنیا تک آپ کی مثال نہیں ملے گی۔

اور آپ نے اپنے خطبوں سے تمام کوئے اور ملک شام میں آگ لگادی اور بنی امیہ کی حکومت کی جڑیں کھوکھلی کر دی تھیں گویا تاریخ میں بلکہ دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا تھا۔

آپ کی ضریح مقدس کو ایرانی کارگروں نے بہت خوبصورتی سے بنایا ہے اور سجا یا ہے اور آپ کے مرقد کے کنارے جمہود جماعت کی نماز پڑھنے کا مقام (مصلی) بہت خوبصورت اور کشادہ بنایا گیا ہے اور کئی مراکز علوم اسلامی، حوزہ علیہ کھلے ہوئے ہیں۔ جس میں ایک حوزہ علیہ امام خمینی بھی ہے۔ اطراف حرم میں بنائے گئے ہیں۔

اور کہا جاتا ہے کہ جناب زینب جب واقعہ کربلا کے بعد مدینے میں آگئیں تو روزانہ مستورات مدینہ کو کربلا میں برپا ہونے والے مظالم کا ذکر کرتی تھیں گویا روزانہ مجلس حسین پر عقیقی تھیں تو حاکم مدینہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی اور حکومت

میں امیتیہ تباہ ہوتی نظر آئی تو اس گورنمنٹ نے یزید ملعون کو اطلاع دی کہ زینبؓ روزانہ مجلسِ حسینؓ برپا کر کے عوام الناس کو میں امیتیہ کے مظالم سے روشناس کراتی ہیں اللہ ان کو مدینے میں نہ رہنے دیا جائے۔ چنانچہ حضرت زینبؓ کو مدینے سے ملک شام کی طرف بھرت کرنا پڑی اور شہزادی زینبؓ شام کے سفر پر روانہ ہو گئیں سن ہے کہ بی بی زینبؓ کے شوہر جناب عبداللہ کی شام میں باغات اور زمینیں بھی تھیں یعنی جا گیر تھی۔ اس لئے بی بی زینبؓ اپنے شوہر کے ساتھ شام کو روانہ ہو گئیں اور مدینے سے بھرت کر گئیں۔ ان کو ایک جگہ مستقلانہیں رہنے دیا گیا۔

روضۃ حضرت سیکنڈہ بنت الحسین (عرفیت مخصوصہ رقیہ)

مخصوص سیکنڈہ بی بی جو چار برس کی سن میں قید خانے میں تڑپ تڑپ کر شہید ہو گئیں ایرانی حضرات ان کو رقیہ بنت الحسینؓ کہتے ہیں۔ رقیہ کے معنی ”گلے کا توبیز“ ہیں چونکہ شہزادی سیکنڈہ بابا کے سینے پر سونے کی عادی تھیں اس لئے انہیں حسینؓ کے گلے کے توبیز سے تشبیہ دے کر رقیہ کہا جاتا تھا۔ حضرت سیکنڈہؓ کے بہت سے نام تھے، مثلاً رقیہ، امینہ، آمنہ، عائشہ، فاطمہ، صفیہ وغیرہ۔

جناب سیکنڈہ رقیہ کا مزار بھی ملک شام میں اپنی آب و تاب الگ ہی رکھتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں زائرین ملک شام میں سیاہی اور زیارت کے لئے آتے ہیں تو بھی ان کو پتہ چلتا ہے کہ جناب سیکنڈہ رقیہ کا مزار بھی بلند و رجد روضہ ہے۔

برسہا برس تک یہ مقامات بلا مرمت کے اور بغیر دیکھے بھال کے یونہی ویران پڑے رہے مسجد بھی ویران جیسی پڑی رہی لیکن آج کل حکومت نے ان آثار قدیمہ کی طرف توجہ کی ہے اور پرانی عمارتوں، درگاہوں، مسجدوں، روضوں کی دیکھے بھال اور مرمت کا کام شروع کر دیا ہے۔ اسلامی حکومت نے اس طرف کافی توجہ کی ہے

اور بہت بہترین قسم کے معمار ہنرمند اکٹھے کر کے روپیے کی زیبائش شروع کی ہے اور ماشاء اللہ روپیے کو بہت خوبصورت بنادیا ہے۔

حضرت سیکندر رقیہ جن کی عمر چار سال کی تھی یہ باغ زہرا کی کلی اپنے باپ امام حسین اور پھر وہ بھی جناب زینت کے ہمراہ مدینہ سے کئے ہجرت کر کے گئی تھیں۔ وہاں سے پھر کر بلا اور کونڈ بھی گئیں اور پھر اسیر ہو کر ملک شام گئیں اور پھر شام کے خرابے (قید خانے) میں اسیر رہیں پھر وہ شہید ہو گئیں کیونکہ شیخی کے بعد باپ کا سایہ نہ ہوتا ایسا غم تھا کہ زندگی دشوار ہو گئی تھی اور ان کا روپہ زبان بے زبانی سے ان کے غم زدہ حالات کی کہانی کہہ رہا ہے۔

آپ کے روپے کا رقبہ ۳۸۲۵ میٹر مربع ہے اور عمارت تقریباً ۳۲۵۵ میٹر پر تعمیر ہوئی ہے۔ اور جلد ہی ایک کتاب خانہ، جواہر جم میں لاببریری (Library) قائم ہونے والی ہے۔ اہل سنت اور شیعہ تمام حضرات ہی عظمت کی نظرؤں سے روپے کو سلام بجا لاتے ہیں۔

شہر بصرہ:

ایک ایسا مقام ہے کہ جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ہمراہ اس مقام پر آئے تھے اور تمام بازاراتِ مکہ اور شام جو تجارت کے لئے گئے تھے ان مقامات پر حضور آئے تھے۔ اور اس مقام پر ایک راہب (بخارہ) نامی نے رسولِ خدا کی صفات کا پتہ لگایا تھا اور ہمیشیں گوئی کی تھی کہ یہ یقیناً وہی رسولِ خدا ہیں کہ جسے توریت زبور اور انجلی میں جن کی صفات حمیدہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کو دشمنوں کی نظرؤں سے دور رکھا جائے۔ کیونکہ یہودی اگر ان کو پالیں گے تو یقیناً قتل کر دیں گے۔

اور دوسرا سفر حضور اکرم محمد مصطفیٰ کا اس علاقے میں ۲۵ سال کی عمر میں ہوا جب آپ حضرت خدیجہؓ کا قافلہ تجارت لے کر روانہ ہوئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جناب خدیجہؓ الکبریٰ اُم المومنین نے رسولؐ خدا کی ایمانداری اور بُرداری دیکھ لی تھی اور آپ نے اپنے باپ اور پچھا سے سن رکھا تھا کہ ایک رسول آنے والا ہے، آپ کو توریت اور انجلی کی خبروں پر یقین تھا اس لئے رسول منتظر پر یقین و ایمان رکھتی تھیں اور پھر انہی ہی طرف سے رشتے کا پیغام دیا تھا اور تاریخ اسلام میں اس رشتے کا مقابلہ کوئی دوسرا رشتہ نہیں کر سکا، جس طرح آپ نے ایسا یہ عہد کیا وفاداری کی، عہد و پیمان پورے کئے اور ان کے اچھے نقش و اثرات بی بی حضرت فاطمہ الزہراؓ اور بی جناب زینت پر اثر انداز ہوئے۔

شہر مدمر:

یہ ملک شام کے مشرق میں ہے اور پرانے عبادت خانے بہاں پر دیکھنے کے قابل ہیں اور طرح طرح کی عمارتیں عبادت گاہوں کی ہیں۔ شام میں ریلوے لائن بچھی ہوئی ہے ۷۴۳۸ کلومیٹر لمبی ریلوے لائن بچھی ہوئی ہے اور سالانہ ۳ ملین مسافروں سیاح و زائرین آتے ہیں اور بھی آمد و رفت کے کئی ذرا کم ہیں جیسے بس وغیرہ کا بھی سفر آسان ہے۔

شہر حمص :

ملک شام کا تیسرا بڑا شہر حمص ہے جو دمشق اور طلب کے درمیان میں واقع ہے۔ قلعہ الحسن حمص کا مشہور و معروف قلعہ ہے جو دیکھنے سے تعقیل رکھتا ہے۔

شہر حماہ:

روڈ خانہ (الحاصل) ان مقامات پر انہیاں دو اولیاء کی قبریں اور روشنے بنے ہوئے ہیں جو دیکھنے کے لائق ہیں۔

شہر حلب:

شام کے بڑے اور مشہور شہروں میں سے ایک شہر حلب بھی ہے جہاں پر ہاتھ کے ہمراو کنی قسم کے کارخانے کام نجام دیتے ہیں۔

حلب کا قلعہ بہت مضبوط اور عالیشان بنا ہوا ہے کہ جو زمانے بھر میں اپنی مغلوبیتی اور اعلیٰ شان کے لئے مشہور ہے اور یہ تقریباً چار ہزار سال پرانا ہے اور یہ شہر عیسائیوں کی کارگیری ظاہر کرتا ہے برس تک عیسائیوں کے قبضے میں رہا ہے اور ایک سو پچاس سے زیادہ عیسائیوں کی مقدس بارگاہیں یہاں پر موجود ہیں اور یہ شہر عیسائیوں کا شہری کہلاتا ہے۔

حمدانیوں کی حکومت جو مسین بن محمد و آل محمد کی حکومت تھی انہوں نے سال ۲۸۱ق میں حلب میں حکومت حمدانی کی بنیاد رکھی اور زمامہ سیف الدولہ حمدانی میں حکومت کو عروج حاصل ہوا۔

یہاں پر حضرت زکریا کی آرام گاہ (مزارِ مقدس) بھی ہے اور جناب حسن جو پچھنے میں شہید ہو گئے تھے ان کی یادگار ہے اور مقام راس الحسین ہے جہاں امام حسین کا سر رکھا گیا تھا۔ (مسجد شہد القطر) حلب میں یہ مقام مقدس ہے اور یہ علاقہ دو ہزار سال پرانا ہے حلب کے پرانے بازار میں لباس کپڑے، عطبریات، دستی کارگیری، دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

اکثریت حلب شہر کی پیلک کپڑا بننے کا کام کرتی ہے، روئی، پستہ زیتون اور رہبت سے پھل میوے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ لکیسا اور فلمعہ سمعان حلب شہر سے ۳۰ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے اور یہاں پر ۷۰ کلومیٹر مغرب کی سمت واقع ہے دیکھنے کے لائق ہے۔

شہر لاذقیہ:

ساحل، دریائے ترانہ، واقع ہے جہاں اور بھی بہت ساری مشہور یادگاریں ہیں جیسے ایک قلعہ بھی ہے، بہترین جنگلات و چمنستان ہیں اور بہت سے جنگے پانی کے انہل رہے ہیں اور جزیرہ پاستانی (ارواو) بھی لاذقیہ کے سر راہ واقع ہے۔

شہر رقة:

حلب سے ایک سو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر رقة شہر ہے۔ جہاں پر جنگ صفين ہوئی ہے۔ عمار یا سر اور اولیٰ قرآنی و خزیمہ بن ثابت اس شہر میں وفن ہیں۔ ملک شام دنیا کے بہترین ممالک میں سے ایک ہے

Syria land of the first alphabet in the world.

انگریزوں کا قبضہ:

تقریباً ساڑھے چار طیوں داشتند اور دانش جو، شام کے مدارس و جوزہ علیہ میں علم حاصل کرنے میں پڑھنے اور پڑھانے میں مشغول ہیں اور یہ بجٹ تعلیم کا حکومت کے بجٹ کا ۲/۱۱ حصہ کھلاتا ہے۔ اور چھاپے خانے اور مدرسے جن میں ۲۰ طیوں درسی کتب طالب علموں کے لئے رکھی گئی ہیں اور کئی کئی کتابیں تو دوبار اور تین تین بار چھاپی گئی ہیں اور غیر ملکی طلباء بھی یہاں پر ہزاروں کی تعداد میں علم دین حاصل کر رہے ہیں۔

دمشق کی یونیورسٹی (University of Damascus)

ایک صدی سے زیادہ سے قائم ہے اور ہزاروں ہزار مند، عقل مند طلباء علم حاصل کر رہے ہیں۔ اور ۱۳ یونیورسٹیاں سرگرم عمل ہیں۔ کم از کم ۲۰۰۰ تو ہر سال ڈاکٹر بن

جاتے ہیں اور D.Ph. اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں بھی دی جاتی ہیں۔
مشق کی یونیورسٹی نے ۳۵۰۰ کتابیں چھپوا کر لائبریری میں طلباء کے پڑھنے
کے لئے رکھی ہیں وہ ہزار طالب علموں کے رہنے کے لئے کمرے بنائے گئے ہیں
اور ہر ملک سے طلباء آ کر یہاں درس حاصل کرتے ہیں۔

حلب کی یونیورسٹی:

ملک شام کی مشہور یونیورسٹیوں میں سے ایک حلب کی یونیورسٹی بھی ہے جو
۱۳۲۷ء میں شروع ہوئی تھی اور جس میں ۵۰ ہزار طالب علم حاصل کر رہے ہیں اور ۱۳۲۷ء
یونیورسٹیاں تعلیم کی خدمت انجام دے رہی ہیں۔ ان یونیورسٹیوں میں ۱۸۰ سے
زیادہ مختلف مضماین پڑھائے جا رہے ہیں اور ایک ہزار سے زیادہ ہر مند طلباء
مدرس، دانشمندو دانش جو ۵۵ ملاقوں میں تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔ اس کے
علاوہ ۱۲۵۰ استاد اور بھی تعلیم و تدریس میں مشغول ہیں۔ حلب کی حکومت نے ایک
بڑی لائبریری قائم کی ہے جس میں ۱۸۰ ہزار کتابیں سجا کر رکھی ہیں اور ۱۸۰۰ دیگر
زمانے کے مطابق مضمون پڑھائے جا رہے ہیں۔

شہر لاذقیہ شہر میں بہت بڑی گورنمنٹ کی یونیورسٹی قائم ہے، ۲۰ سال سے یہ
لائبریری قائم ہے وہ یونیورسٹیوں کی تعلیم اس سے متعلق ہے اور اس میں ۲۵ ہزار
طالباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ایک اور بھی البعث یونیورسٹی ہے جو حصہ شہر میں
قائم ہے اور اس میں بھی سات یونیورسٹیاں اپنی تعلیم دے رہی ہیں۔ جس میں ۱۲
ہزار طلباء و مدرسین درس و تدریس میں مشغول ہیں۔

ان پروفیسرز اور پیغمبر رز میں افیض و گز نیز ہیں باقی غیر ملکوں سے آنے والے
طالباء اور مدرسین بھی اس میں شامل ہیں جن میں مردوں کے علاوہ لڑکیاں اور

خواتین بھی یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اور تقریباً ۱۵۰ فی صد طلباء و طالبات تعلیم کے زیر سے آ راستہ اور جراثت ہیں اور ہر طرح کی اعلیٰ تعلیم دی جا رہی ہے۔

لائریری حافظ الاسد:

مغربی ملکوں نے ملکہ شام کی ترقی میں بے شمار رکاوٹیں ڈال رکھی ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ مسلمان امن و اطمینان سے اپنی زندگی گزار سکیں اور تعلیم حاصل کر سکیں اس لئے گواؤں مسائل پیدا کر کرے ہیں اور لاپریریوں کے قیام میں رکاوٹیں ڈال رکھی ہیں۔ لیکن اب سن ۱۹۸۲ء میں حافظ الاسد نے لاپریری کی بنیاد رکھی ہے اور یونیورسٹی جو ضلع شہابی میدان میں واقع کے قائم ہے۔ ۹ طعون میں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اس لاپریری میں تقریباً ۱۰۰ میں لاکھ کتب رکھی ہوئی ہیں اس لاپریری میں مختلف زبانوں کی کتابیں، ہر موضوع کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں اور ہر سال تقریباً ۱۰۰ ہزار طلباء اس کتب خانے (Labrary) سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور بے شمار سینماں ان مضمومین کے سلسلے میں قائم کئے جاتے ہیں اور علمی خدمات بے شمار کی جا رہی ہیں۔

تاریخ ملک شام:

ملکہ شام تاریخی اعتبار سے لمبا چوڑا علاقہ ہے جس میں کنارہ اور دن فلسطین بھی شامل ہے اور ملک شام بہت قدیم زمانے سے مشہور ہے اور سب سے پہلے وہاں ہزارہ سوم قوم آباد تھی۔ سای تو م آباد تھی اور ان کی حکومت ۴۰۰ میلاد دوام، قائم ہے اور ایک علاقہ جسے فیقیہ (لبنان) کہا جاتا ہے۔ گیارہویں صدی کے آخر میں آرامی نام کی قوم یہاں آباد تھی اور ملک شام بار بار مختلف ملکوں کے قبضے میں

رہا ہے جیسے مصری لوگوں کا ملک شام پر قبضہ رہا، آشوری، بابلی، ایرانی حکومتیں ملک شام پر اپنا قبضہ جائے رہی ہیں۔ اور بر سہابہ سنک ایرانی حضرات کا قبضہ بھی ملک شام پر رہا ہے۔ قبل از میلاد ۳۳۱ سال میں ملک شام اسکندر مقدونی کے قبضے میں رہا پھر سلوقیوں کا تسلط ایران پر رہا اور ۲۳ سال میلاد سے قبل روم نے قبضہ کر لیا اور ملک شام نے کافی ترقی کی اور ملک مالا مال ہو گیا۔ شام پر روم کا قبضہ چنان رہا پھر سن ۳۹۵ء میں ابو بکر کی خلافت میں خالد بن ولید آیا اور شام کو مسلمان فوجوں نے فتح کر لیا اور مسلمانوں نے دو حاذوں پر روم کو ٹکست دے دی۔

پھر سال ۱۴ء ہجری میں ملک شام مسلمانوں کے مکمل کنٹرول میں آ گیا پھر خلافت عثمانی میں معاویہ بن ابوسفیان کو گورنر شام بنا کر ملک شام روانہ کر دیا گیا اور جب خلافت علیؑ کا وقت آیا تو عثمانی حکومت معاویہ بن ابوسفیان نے زبردست خلافت کی۔ دمشق کوئی امیریہ نے اپنا پایہ تخت بنالیا اور شہر دمشق ۷۵۲ھ سے ۱۴ء ہجری تک مرکزی امیریہ پایہ تخت بنارہا اور پھر بنی عباسیہ کی حکومت آ گئی۔ بنی امیریہ کا چراغِ گل ہو گیا حکومت ختم ہو گئی اور پھر بنی عباسیوں کو ٹکست دے کر شیعہ محمدانیوں نے اپنی حکومت بنالی۔ لیکن سال ۳۹۲ھ ہجری میں پھر حکومت محمدانی ختم ہو گئی اور پھر ملک شام فاطمیوں کے قبضے میں آ گیا اور پوری شام کی سلطنت پر فاطمیوں کا قبضہ ہو گیا پھر گیارہویں صدی میں ترکوں سلوقیوں کی حکومت آ گئی اور ۱۰۹۵ء سے ۱۱۰۰ء تک مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ چلتی رہی۔ پھر یورپ کی حکومت آ گئی۔ بارہویں صدی میں اتنا بک لوگوں کی حکومت آ گئی اور تیرہویں صدی میں ممالک مصر نے حملہ کیا۔ صلیبی جنگ ختم ہو گئی اور ملک شام پر اپرا ملک مصر کے قبضے میں آ گیا۔ پھر اسی دوران غربی طرف سے مغلوں نے حملہ کیا اور حکومت ممالک کو مصر

نے سال ۱۹۱۴ء تک استحکام رکھا اور پھر سلطان سلیم اول نے حکومت عثمانی کی بنیاد ڈالی اور پورا ملک شام عثمانیوں کے قبضے میں آگیا پھر اس ملک کا نقشہ بٹ گیا اگر یہ لوں کی حکومت کمزور ہوتی چلی گئی۔ حکومت عثمانیہ کافی مدت تک ملک شام پر حکومت کرتی رہی یہاں تک کہ ۱۹۱۹ء میں مصر نے حملہ کیا اور شام، فرانس کے قبضے میں آگیا پھر دوبارہ ملک شام پر عثمانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ عیسائیوں نے شامیوں کو تکفیل دینا شروع کر دیں۔ پھر عیسائیوں نے شام کو آزاد کر دیا۔ پھر دوبارہ یورپ نے پھر ۱۸۲۰ء میں حملہ کیا اور عثمانی حکومت کو کمزور بنا دیا۔ اس وقت پیر دت بھی ملک شام میں شامل ہوتا تھا۔ پھر عالمگیر جنگ ۱۹۱۴ء شروع ہو گئی اور فلسطین کی حکومت بھی بن گئی۔

پہلی عالمگیر جنگ کے بعد:

یعنی عالمگیر جنگ کے بعد عثمانی سلطنت کو بھی ٹکست ہو گئی اور پھر فیصل اول عراق کا بادشاہ بنا، پھر ملک شام نے ایکشن کے ذریعے اپنے نمائندہ چھے۔ لیکن کچھ لوگوں نے اس بات کو پسند نہیں کیا اور پھر ملک شام کو فرانس کے قبضے میں دے دیا گیا۔ پھر اس خطے کو دو چھوٹے حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ (۱) شام (۲) لبنان اور کئی ملین انسانوں نے ایکشن میں حصہ لیا۔ ۱۹۲۵ء میں حکومت فرانس نے کچھ عرصہ بعد لبنان کو ملک شام سے الگ کر دیا اور یہ الگ ملک کی حیثیت اختیار کر گیا۔ لبنان الگ ملک بن گیا پھر ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء تک ملک شام آزاد رہا اور ۱۹۳۹ء میں اسکندریہ نے اس پر قبضہ کیا اور پھر جنگ عالمگیر دوم میں فرانس نے ملک شام کو پایہ تخت قرار دے لیا۔ پھر ہتلر کا زمانہ آگیا۔

ایک ساتھ رہنے والے:

یعنی مددگار اور سن ۱۹۳۱ء میں برطانیہ اور فرانس نے ملک شام کو آزاد کر دیا (زوال کا ترو) نے ۱۲ ستمبر ۱۹۳۱ء میں جمہوری حکومت شام کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ پھر حاج الدین حسینی شام کا صدر بنا اور بیہاں سے ملک شام کی مکمل آزادی کا وقت شروع ہوا۔ اور سن ۱۹۳۸ء میں عربی ممالک کی جنگ میں اسرائیل سے گھٹ جوڑ ہو گیا سن ۱۹۴۹ء میں رہبر حسن الرعیم بنا۔ پھر ادب ششکی رہبر بنا۔ سال ۱۹۵۱ء میں جمہوری حکومت بنی اور سن ۱۹۵۲ء میں ہاشم الاتاسی رہبر بنے۔ پھر مصر کے کریم ناصر آگئے پھر حالات بدلتے ہی رہے۔ اور سن ۱۹۵۸ء میں سوریہ اور مصر جمہوری تحدہ عربی بنائی یہ سب کی سب کریم ناصر کی حکومت تھی۔ اور ستمبر ۱۹۶۱ء میں نظامیوں نے دمشق میں قیام کیا اور تمام مصریوں کو شام سے باہر نکال دیا۔ ڈیڑھ سال بعد مارچ ۱۹۶۲ء میں پیروکار ان شایی نے کریم ناصر کے نام پر شور مچایا اور حکومت پر کریم ناصر (مصر) کا قبضہ ہو گیا سال ۱۹۳۶ء میں صلاح الحدید نظامی نے قدرت حاصل کی۔ پھر عراق اور شام کے تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ سال ۱۹۶۲ء میں دوبارہ عربوں کے ساتھ ہو کر اسرائیل کے خلاف جنگ لڑی اور اسرائیل کی بیاناد پڑی۔

۱۹۶۸ء میں حزب بعث اور صدر اتابی و حافظ اسد میں کشمکش بڑھ گئی۔ آخر کار ۱۹۷۰ء میں زوال نے حافظ اسد سے حکومت چھین لی۔ اور سن ۱۹۷۱ء میں رسمًا اسلامی جمہوری ریاست قرار پائی اور سن ۱۹۷۱ء میں ملک شام نے تیری بار جنگ عرب میں حصہ لیا اور تمام نقصانات اسرائیل پر زوال دیئے۔ سن ۱۹۷۴ء میں سادات کی خیانت کی وجہ سے شام اور مصر کے رابطے کٹ گئے اور جمہوری تحدہ عرب کا ایک گھٹ جوڑ ہو گیا اور سن ۱۹۷۹ء میں نظامیوں نے اقتدار سنبھالا۔ پھر سال

۱۹۸۰ء میں صدام حسین عراق کا صدر بنا۔ اُس نے ایران سے جنگ شروع کر دی اور ملکِ شام کے رابطے عراق سے منقطع ہو گئے۔ سن ۱۹۸۰ء میں لیبیا اور شام کا پھر گئے جوڑ بنا۔ پھر اسی دوران شام، اردن کے تعلقات ختم ہو گئے۔ پھر نظامی صف آرائی اور کشیدگی شروع ہو گئی اور بحران عظیم شام اور اسرائیل پیدا ہو گیا اور سن ۱۹۸۰ء میں اخوان اسلامیین نے دمشق میں بے شمار لوگوں کو قتل و غارت اور زخمی کیا۔ بالآخر ۱۹۹۲ء میں حافظ اسد نے پوتھی بار ایکشن کرایا اور اپنی حکومت قائم کی۔

ملکِ شام والوں کی عادت:

تاریخ سے ہم کو پتہ چلتا ہے کہ ملکِ شام کے رہنے والے خاص مزاج کے حامل ہیں۔ ممکن ہے اچھی آب و ہوا کی وجہ سے ایسا ہو۔ کیونکہ اکثر پادشاہوں نے شام کو فتح کیا ہے اور طرح طرح کی حکومت قائم رہی ہے اور ملکِ شام کی آب و ہوا میں ایک روایت بھی شامل ہے جس میں خون سردی (بے حیائی) احتیاط کم اور (محبت نہیں رکھتے) نہ کسی کے حق حقوق پہچانتے ہیں اور خود غرضی ان کے مزاج میں شامل ہے یہ لوگ زیادہ تر نمک حرام ہوتے ہیں۔ موقع جنگ سے بھاگ جاتے ہیں نہ شرم و حیا ہے نہ محبت و سنجیدگی ہے۔ لوگوں سے بے گانہ رہنے کی عادت ہے اگرچہ عربی حضرات میں یہ خرامیاں نہیں پائی جاتی ہیں اور کافی علاقہ عراق میں بھی اس قسم کی ذیلیں باقی نہیں پائی جاتی ہیں۔

البته عربی حضرات تو پورہ نہیں روز کا سفر کر کے جب کسی جگہ جاتے ہیں تو ان کے لئے دو چار دوست بنا لیتا آسان ہے۔

شام ایران دوستی:

ملکِ شام کو پھر بہت سے سائل در پیش آئے جس میں سیاسی، نظامی، اقتصادی

مسئل بھی تھے اور پھر اسرائیل جیسے بڑے مصبوط ملک کا مقابلہ بھی کرنا پڑا اور ایران میں بھی رہبری کا آغاز ہوا اور ملک شام کو ایران سے تعلقات استوار کرنا پڑے اور مبینی خاص وجہ ہے کہ ہر ہفتے ایران سے زیارات مقدسہ شام کے لئے ہزاروں زائرین سفر کرتے ہیں امید ہے کہ مستقل قریب میں دونوں ممالک کی دوستی سے اچھے ثمرات پیدا ہوں گے اور دونوں ممالک کو سر بلندی حاصل ہوگی اور تعلقات میں اچھائیوں کا اضافہ ہوگا۔

بائیکی دوستی و مذہبی خیالات:

گزشتہ سیاسی حالات سے قطع نظر ملک شام اور ایران نے بائیکی دوستی کے تحت ایک جماعت قائم کی ہے جس سے اچھے حالات ہونگے اور علوی حضرات جو شیعہ ہوتے ہیں ان سے اچھے سے اچھے حالات کی توقع رکھنی چاہئے۔ ان میں علوی سادات کے علاوہ نصیری حضرات بھی شامل ہیں اور ملک شام میں چار ملین (چالیس لاکھ) سے زیادہ شیعہ حضرات مسکن پذیر ہیں اور حلب اور دمشق کے اطراف میں بھی بے شمار شیعہ حضرات آباد ہیں اور ان کا ملک ترقی پر گامزد ہے۔ علوی حضرات شیعہ اور محبان الہی بیت ہوتے ہیں اور ان سے لوگوں کی جان و مال عزت سب کچھ محفوظ رہتے ہیں یہ طبقہ شیعہ اکن پسند ہوتے ہیں، خواہ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہ رہے ہوں سب محفوظ ہوتے ہیں۔

البتہ تمام شیعہ حضرات کو علم دین حاصل کرنے کے لئے حوزہ علمیہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ لوگ طرزِ زندگی حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کے طور طریقوں پر اپنی زندگی گزارتے ہیں اور جتنا بھی ممکن ہوتا ہے اپنی زندگی کو خوف خدا کے تحت گزارتے ہیں جس سے ماذی غذا اور روحانی غذا دونوں حاصل ہو جاتی ہیں اور مشروط

حوزہ علیہ قائم ہوگا۔ جس سے روحانی غذا بھی میر ہوگی اور دامن کوہ ناصریہ میں (نصیریوں) کی تعداد کافی زیادہ ہے اور یہ آرام سے زندگی پر کرتے ہیں۔

شام کے اچھے بُرے حالات:

ملک شام بھی کافی مغبوط اور بڑا ملک ہے یہ ملک کافی قدیم ہے اور اس کے قلعے بھی کافی شہرت رکھتے ہیں اور ملک شام سے کئی یادیں میٹھی اور کڑوی وابستہ ہیں اور آج کل سفر کی پریشانیاں ختم ہو گئی ہیں ہوائی جہاز سے دو تین گھنٹے کا سفر ہے اور اگر اس سے سفر کریں تو بسیں بھی آج کل بہت آرام دہ بنا دی گئی ہیں۔ سفر با آسانی گزر جاتا ہے۔
شام کی میٹھی باتیں:

شام کا مبارک اور شیریں سفر بہت ہی اچھا سفر ہے۔ کیونکہ اس ملک شام میں بہت سے انبیاء، اولیا آئے اور اس ملک میں ان کے روشنے ہیں۔

سفر ہائے پیغمبر خدا:

اور جناب رسول خدا نے اس سرزی میں کمی بار سفر کیا ہے۔ اس کی وجہ سے حضور کا سفر باعث فخر مبارکات ہے جسے

۱۔ سفر کرنے سے بہت سی نامعلوم باتوں کا پتہ لگ جاتا ہے اور ایسے موقعے کے لفاظ سے مولا علیؐ نے جو شعر کہے ہیں وہ بہت موزوں ہیں۔

تھرث عن الاوطان في طلب العلي و سافر ففي الأسفار خمس فواائد
تفرج هم و اكتساب معيشة و علم و آداب و صحبة ماجد
یعنی کمی سفر میں انسان کو قائد نے حاصل ہو سکتے ہیں۔

(۱) سیر پائی سے غم و خصہ ختم ہو جاتا ہے۔ (۲) میجیت کے بارے میں پتہ چل جاتا ہے۔
(۳) تجربہ حاصل ہوتا ہے (۴) دنیا کا تجربہ حاصل ہوتا ہے، (۵) دوستیں جاتے ہیں۔
(نقش از دیوان علیؐ)

(۱) ایک بار تو رسول خدا نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ہمراہ پھینے میں سفر شام کیا تھا۔

(۲) دوسری بار تھے سے کھانے پینے کی غذا اور سامان لے کر شام جانا اور ملک شام سے واپس آنا۔ دوسرا سفر تھے سے شام کا کیا تھا۔ جس میں حضرت ابو طالب نے اپنے پھینے کو ساتھ بھیجا تھا جبکہ علیؑ کی عمر بارہ سالہ ہو گی۔ جس میں بصرہ نام کے راہب نے (میرزا) کے نام پر تمام آثارات نبوت کا پتہ لگایا تھا اور کہا تھا کہ جلد سے جلد محمدؐ کو اس سفر سے واپس کئے لے جاؤ، کیونکہ اگر یہودی دیکھ لیں گے تو محمدؐ کو قتل کر دیں گے۔

کیونکہ راہب نے تورپت زبور، انجیل میں پڑھا تھا کہ جس کا نام محمدؐ ہو گایا احمدؐ ہو گا وہ نبی مرسل ہو گا۔ اس کو دشمنوں کی نظروں سے چھپا کر رکھیں کیونکہ اگر ملت یہودا اسے دیکھے گی تو ضرور پڑھ قتل کر دے گی اور یہ تمام کی تمام باتیں تاریخ کی کتب میں موجود ہیں۔

حضرت رسولؐ خدا کا دوسرا سفر شام:

دوسرा سفر رسول خدا نے ۲۵ سال کی عمر میں شام کا کیا تھا جس میں ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کا تجارتی قافلہ لے کر ملک شام گئے تھے۔ جبکہ آپ اپنے چچا ابو طالبؑ کے سہارے زندگی گزار رہے تھے اور جناب خدیجہؓ الکبریٰ کی تجارت کے سے شام، مصر، جبلہ تک پہنچلی ہوئی تھی اور یہ سفر بھی آپ کا بہت کامیاب رہا اور جب جناب خدیجہؓ الکبریٰ نے محمدؐ مصطفیٰ کو قافلہ لے کر جانا اور ایمانداری سے تمام مال واپس دیدیا۔ اسی نیکی دیکھی تو رسولؐ خدا کی ایمانداری سے بہت تاثر ہوئیں کیونکہ جناب خدیجہؓ نے دو غلام رسولؐ خدا کے ساتھ اور بھی بھیجے تھے جن

میں سے ایک کا نام میرہ تھاں نے بھی حضور پر نور کی بے شمار تحریف کی جس پر خوش ہو کر بی بی خدیجہؓ نے اپنا رشتہ خود رسولؐ خدا کو دیا تھا۔ جس بارکت رشتے سے کوثر فاطمہؓ اطہر و صدیقہ طاہرہؓ کی برکتوں سے اسلام پھلا اور پھولا اور تمام ممالک من ملک شام کے برکتوں سے مالا مال ہو گیا۔

خطوط نبیؐ:

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کئی بار آپؐ نے اس سر زمین پر اپنے قاصد بھیجے ہیں جس میں ایک (دھیہ بکبی) اسلام کے سفرگزرے ہیں۔ جو حص میں قائم پذیر ہتھے اور وہ روم کے بادشاہ ہرقل کے نام خط لے کر بھیجے گئے تھے۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

بر نام خداوند بخشد و مہربان مخاب محب بن عبد اللہ بر نام ہرقل بزرگ و بادشاہ روم (یہ نامہ ہدایت ہے) میں تجھے را وحی کی ہدایت کرتا ہوں تاکہ سلامتی سے اپنی زندگی بس رکسکو۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے سزادی ہے کہ تیرے پاس ایمان نہیں ہے اور اگر تو نے اسلام کو قول نہ کیا تو گناہ ارسیاں تیرے ساتھ رہے گا۔

اے الٰہ کتاب میں تم کو دعوت دیتا ہوں کہ خدا کے غیر کی پرستش نہ کرنا اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا۔ محمد رسول اللہ

تیسرا سفر:

تیسرا بار دورہ ملک شام سن ۱۲ ہجری میں مسلمانوں کے لیکر کا دورہ ہوا۔ ابو بکرؓ کی خلافت میں پھر حکومت زمانہ عمر بن خطاب میں ہوا۔ میکی بھی حکومت تھی لیکن پھر اسلامی حکومت غالب آگئی۔

ابن عماد مشقی نے تاریخ میں لکھا ہے کہ ۱۲ ہجری میں قلعہ شام پر تو سط ابو عبیدہ ہوئی پھر خالد بن ولید نے قبضہ کیا۔ پھر خالد کو معزول کیا گیا۔ خالد بن ولید نے

پہلے ملک شام فتح کیا پھر عرب کی طرف متوجہ ہوا اور بمشکل شام تک پہنچا۔

(شدرات الذہب جلد اسٹری ۱۵۹)

پھر وہ لکھتا ہے سن ۱۵۱ بھری میں جنگ یہ موک ہوئی اسلامی فوج تقریباً ۳۰ ہزار سے زیادہ تھی اور سپاہ روم ۱۰۰ ہزار فوج تھی لیکن اسلامی فوج کی بہادری عروج پر تھی لیکن یہ موک میں ایک جماعت مانند عکرمہ کے عبد الرحمن بن عوام کی موت ہو گئی۔ سال ۱۵۲ بھری تھی کہ شہر حلب اور اطائیکی بھی مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر دینے کا خلیفہ نجف میں پڑ گیا اور معاهدہ طے پایا۔

شام کے دیئے ہوئے رنج:

عبرت آموز باتوں میں درد آسود اور تلخ شام دو قسم کے خطرات ہیں لیکن ہم نہیں چاہتے کہ لوگوں کے ذائقے کو بد مزہ اور تلخ بنا دیں۔ اب ہم دو باتوں کا تذکرہ کریں گے۔

ابوذر کو شہر بد رکنا:

حضرت ابوذر صحابی رسول کا اس سر زمین پر آئے تھے جنہوں نے بنی آمیہ کے کارکنوں کو غلط کاروانیوں سے روکا اور ڈالنا۔ حضرت ابوذر کے بارے میں جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا تھا:

”کہ آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے بو جھ نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔“

اور حضرت ابوذر صحابی رسول خدا نے جب احکام اللہ کی توہین دیکھی اور خلیفہ سوئم حضرت عثمان کو بے شمار مال اکھا کرتے دیکھا تو حضرت ابوذر نے ان کے خلاف بولنا شروع کر دیا۔ اس جرم کے مطے میں بنی آمیہ کے کارکنوں نے ان کو

وطن سے نکال کر رہنہ بھجوادیا۔ شام میں بھی حضرت ابوذرؓ نے اپنی زبان بند نہیں رکھی اور خلیفہ وقت کے خلاف تقریریں کرتے رہے اور معاویہ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہے کہ معاویہ اور عثمان بیت المال سے اپنی مرضی سے لاکھوں کروڑوں روپیے سے اپنا ذاتی خرچ پورا کرتے ہیں یہ بات معاویہ اور عثمان دونوں کو ناگوار لگتی تھی۔ معاویہ نے خلیفہ عثمان کو لکھا کہ ابوذرؓ کا مدینے میں رہنا صحیح نہیں ہے یہ حکومت وقت پر ہر وقت انگلی آٹھاتے رہتے ہیں۔ اس لئے مدینہ بدر کر دیا جائے۔ عثمان نے معاویہ کے جواب میں لکھا کہ ایک بدترین کائنے والی اونٹی پر بد اخلاق انسان اُسے ہائے اور رات دن اونٹی چلتی رہے آرام نہ ملیں یہ پاس مدینہ بھیج دے۔ معاویہ نے خلیف کے حکم سے ابوذرؓ کو شہر بدر کرنے کا حکم جاری کر دیا اور بدترین کائنے والی اونٹی پر ابوذرؓ کو گرفتار کر کے روانہ کر دیا۔ ابوذرؓ کمزور اور ضعیف جسم والے تھے راستے کی تھکاوٹ سے ابوذرؓ کا حال خراب تھا۔ جب وہ مدینہ پہنچے تو دونوں پیروں پر درم آ گیا تھا تکلیف بڑھ گئی تھی لیکن جو کام بھی ابوذرؓ حکومت کے خلاف نکلے چلنی کا کرتے تھے وہ برابر جوں کا قبول کرتے رہے اور خلیفہ ہو یا معاویہ کسی کو بھی اعتراض سے نہ چھوڑتے تھے۔

اس لئے حکومت نے بدترین علاقہ رہنے میں بھیج دیا۔ ابوذرؓ تو خوشنودی اللہ کی وجہ سے یہ کام کرتے تھے اور جب ابوذرؓ کو مدینے سے بدر کیا گیا تو حکم حکومت تھا کہ کوئی شخص بھی ابوذرؓ کو چھوڑنے نہ جائے۔ مگر علیؑ مرتفع اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ مشایعت کے لئے گئے اور کچھ حضرات نبی ہاشم کے بھی گئے تھے۔ حضرت علیؑ نے وقت وداع ابوذرؓ فرمایا تھا کہ اے ابوذرؓ جو کام بھی کرتے ہو خوشنودی خدا کے لئے کرتے ہو۔ لہذا اپنا تمام تر معاملہ اللہ پر چھوڑ دو وہی جزا دینے والا ہے۔ پس

ابوذر ربدے کی طرف روانہ ہو گئے اور آخر کار بھوکے ہی جنگل ہیابان میں مر گئے۔
آن پر بے شمار درود وسلام ہوں۔

پاک خاندان کا داخلہ:

دوسرا بار تبلیغ و فرماویں نہ کرنے کے بارے میں یہ بات ہے کہ دوسری بار ملکہ شام میں خاندان نبوت و حجی داخل ہوئے اور ملکہ شام میں یزید ملعون کی حکومت کے قدم کب ڈگنگائے جبکہ امام سجاد نے اپنے خطبوں سے ملکہ شام کو تہذیب والا کر دیا۔

اور یزید ملعون نے جمع کے روز مسجد جامع بنی امتیہ میں ذلیل کرنے کی غرض سے امام سجاد کو طلب کیا اور پیش نماز مسجد کو حکم دیا کہ جس قدر بھی علیؑ کی توہین کر سکے۔ توہین کرے اور آل ابوسفیان جو شجرہ خبیث ہیں ان کی بے شمار تعریف کرے۔ چنانچہ مسجد کے خطیب نے ایسا ہی عمل کیا۔

درباری خطیب کی تقریر:

خطیب مسجد فوراً منبر پر گیا اور آل ابوسفیان کی بے شمار تعریف و توصیف شروع کر دی اور جتنی بھی برائی کر سکتا تھا علیؑ کی برائی کرتا رہا اور رسول اللہ سے بنی امتیہ کا شجرہ ملادیا۔

اب حضرت سجادؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور بلند و بالا آواز سے خطیب کو ہن طعن کی۔

وَلَكَ الْخَاطِبُ اَشْتَرِيتُ رَضَاَ الْمُخْلوقَ بِسْخَطِ الْخَالِقِ فَبُو،

معتذت من النار.....

وائے ہو تجھ پر اے تقریر کرنے والے تو نے لوگوں کی خوشی کے لئے اللہ تعالیٰ کے غنیت کی پرواہ نہیں کی اور یزید کی طرف دیکھ کر امام سجادؑ نے فرمایا کہ اے یزید کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں اس لکڑی کے منبر پر بیٹھ سکوں اور اللہ تعالیٰ کی

خوشنودی کے لئے کچھ تقریر کر سکوں۔ اُس مسجد نبی امیہ میں بے شمار جمع تھا اور ہر طرح کے لوگ وہاں جمع تھے۔ یزید نے چاہا کہ امام سجادؑ کو اجازت نہیں دے۔ لیکن امام سجادؑ کی بلند آواز کو سب مجھے نے سن۔ اور تمام حضرات سید سجادؑ کی طرف غور سے دیکھنے لگے اور سب نے کہا اے یزید اس نوجوان کو بھی منبر پر جا کر تقریر کرنے کی اجازت دے دے تاکہ ہم بھی تو واقعات کی اصلیت کا اندازہ لے سکیں اور اے یزید اس نوجوان کی تقریر سے تو کیوں گھبرا رہا ہے۔ اے فوراً اجازت دے دی جائے تاکہ وہ بھی چند الفاظ ادا کر سکے۔ لیکن یزید کا دل نہیں چاہتا تھا کہ امام سجادؑ منبر پر جا کر حالت سے لوگوں کو باخبر کریں۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ نبوت کا چشم و چراغ منبر پر آ کر حقائق بیان کر دے گا اور جو کچھ ملکہ شام کی حکومت نے برہما بر س سے علیؑ کی توجیہ کی تھی اور دنیا زمانے کو دھوکا دیا تھا عوام الناس کو حقیقت کا پتہ چل جائے گا اور انی امیہ کی جھوٹی سازش کا بھاٹہ پھوٹ جائے گا۔

آخر کار عوام الناس کا اصرار بڑھا کہ اس نوجوان کو بھی منبر پر جا کر تقریر کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ یزید مجبور ہو گیا اور اُس نے اجازت دی کہ امام سجادؑ منبر پر جا کر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

بس ہی ہی یزید نے اجازت دی تو امام سجادؑ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی۔ پھر بنی امیہ کے مظالم کی داستان شروع کر دی اور گویا امام سجادؑ کے خطبے سے پورے مجھے میں گویا آگ لگ گئی۔ لوگ تا واقف تھے ان کو علیؑ سے نفرت دلائی گئی تھی اور رسول خداؐ سے بنی امیہ نے اپنا جموٹا رشتہ قائم کر لیا تھا۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ بنی امیہ نے عوام الناس کو دھوکے میں رکھا ہے اور یہ قافلہ اہل بیت رسولؐ خدا ہیں۔ ہم نے ان کو شہید کر دا لا۔ رسولؐ خدا کیا منہ دکھا سکیں

گے جب لوگوں کو حقیقت کا علم ہو گیا تو عوامِ ائمماں دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ مردوں عورتوں کو طاقتِ ضبط نہ رہی اور تمام لوگ بیزید اور بنی امتیہ کو برا کہہ رہے تھے۔ اب کیا تھا یہ زید کی حکومت متزلزل ہو رہی تھی۔

(امتا، علی محمد علی دخیل ج ۱ ص ۲۷۹ نقلاً من اعيان الشیعۃ ج ۱ ص ۲۳۳)

پھر عربی زبان میں ملکِ شام کی بنی امتیہ کی جامع مسجد میں امام سجادؑ نے دشمن میں ۶۱ ہجری میں خطبہ دیا۔

خطبہ امام سجادؑ:

اللہ تعالیٰ کا بے اختیار شکر ہے جو بہت ہمہ بیان اور نہایت ہی رحم والا ہے۔ جس کی تعریف کی کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اُس کی ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اُسے کوئی زوال نہیں ہے، وہ سب سے پہلے سے تھا اور سب کے آخر تک رہے گا۔ وہی لوگوں کو دون راست روزی تقسیم کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تعریف سن چکے ہو۔ اے مرد مانی شام عوامِ ائمماں ہوشیار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نبی و اولیاء دنیا میں بھیجے ہیں ان میں سے سمات فضیلیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو خاص طور پر بخشی ہیں۔ (۱) علم (۲) طم (۳) بخشش (۴) بخشش (۵) بزرگواری (۶) محبت (۷) اور مومنین کے دلوں میں ہماری محبت قائم کی ہے۔ ہماری فضیلت کے لئے یہ کیا کم ہے کہ ہمارے جد (ناٹا) رسول خدا ہیں اور راست گو امت کے صدقیں (حضرت علیؑ) ہمارے دادا ہیں جعفر طیار اور حمزہ ہم میں سے ہیں، شیر خدا و شیر رسول خدا ہمارے خاندان سے ہیں اور رسول خدا کے دونوں نواسے حسن و حسین ہم میں سے ہیں اور اے لوگوں میں سے کچھ حضرات تو مجھے جانتے ہی ہیں کہ میں خانوادہ رسول اللہ ہوں۔ میں اپنا شجرہ حسب و نسب بیان

کرتا ہوں۔

☆ میں مکہ و منی کا بینا ہوں، میں زمزم و صفا کا بینا ہوں، میں اُس نبی کا فوازہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے برائے جن کو زمین و آسمان کی سیر کرائی اور ان کو رات کے وقت مسجد الحرام سے مسجد القصی تک لے گیا اور سیر کروائی۔

☆ میں جھر اسود کا بینا ہوں کہ جس کو اپنی عبائیں لے کر اصل مقام پر لگا دیا۔

☆ میں اس پاک و پاکیزہ ہستی کا بینا ہوں کہ جنہوں نے اسلام کے اصولوں کو دنیا کو بتالیا، میں اُس ہستی کا بینا ہوں کہ جس نے جوتے پہنے ساتھ احرام باندھا۔

☆ میں اُس کا بینا ہوں کہ جس نے حج کیا اور اللہ تعالیٰ کی آواز پر لیک کہا۔ میں اُس کا بینا ہوں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنشی کی سیر کرائی۔

☆ میں اُس پاک ہستی (محمد مصطفیٰ) کا بینا ہوں جو قرب خدا تک گیا میں اُس ہستی کا بینا ہوں کہ جس نے آسمان کے فرشتوں کو نماز پڑھائی، میں اُس ہستی کا بینا ہوں کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے وحی کا سلسلہ جاری کیا۔

☆ میں محمد مصطفیٰ اور علیؑ مرتضی کا بینا ہوں اور میں اُس بھادر ہستی کا بینا ہوں جس نے بڑے بڑے کافروں کو قتل کر کے اسلام کو سر بلند کیا۔

☆ میں اُس کا بینا ہوں کہ جس نے ہجرت کی اور جنگ خندق و حشین میں کامیابی حاصل کی۔

☆ میں اُس ہستی کا بینا ہوں کہ جس نے مارقین، ناکٹین، و قاطلین سے جنگ کر کے کامیابی حاصل کی۔

☆ میں اُس ہستی کا بینا ہوں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سعادت بخشی عاقل پیشو، صابر روزہ دار اور مہذب شہزادہ دار مشکوں کے قلعوں کو تباہ کرنے والا اللہ کا شیر ہے۔

- ☆ میں علی ابن ابی طالب کا بیٹا ہوں جس کے خلاف حکومت شام ہو گئی۔
 - ☆ میں فرزندِ فاطمہ اور ہرا ہوں، جو سیدہ نساء العالمین ہیں۔
 - ☆ میں خدیجہؓ الکبریٰ اُم المؤمنین کا بیٹا ہوں۔
 - ☆ میں اُس حسینؑ مظلوم کا بیٹا ہوں جس کا سرگردان کے پیچھے سے کاتا گیا۔
 - ☆ میں اُس تشنیب شہید کا بیٹا ہوں کہ جو دنیا سے پیاسا چلا گیا۔
 - ☆ میں اُس حسینؑ کا بیٹا ہوں جس کا لاشہ دفن نہیں کیا جاسکا۔
 - ☆ میں اُس بے کس غریب کا بیٹا ہوں کہ مرنے کے بعد اُس کے جسم پر سے لوگوں نے کپڑے لوٹ لئے اور لاش برہنہ رہ گئی۔
 - ☆ میں اُس ہستی کا بیٹا ہوں کہ جس پر چند و پرند اور جنات نے جنگلوں اور ہواویں میں نوجہ پڑھا۔
 - ☆ میں اُس بے کس غریب و مسافر کا بیٹا ہوں کہ جس کے کتبے کو ظالم کشاں کشاں اسیر کر کے ہاتھوں کو کمر سے باندھ کر کر بلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لے گئے۔ میں سید سجاد اللہ تعالیٰ کی بے انہا تعریف و توصیف کر ہا ہوں اور اُس کا بے انہا شکر ہے کہ اُس نے ہم کو امتحان میں ڈالا تاکہ پرچم رشد و ہدایت ہمارے خاندان میں قرار دے اور تمام ضلالت و گمراہی کو ہم سے دور کر دے۔
 - اب امام کا خطبہ تقریباً آخری منزل میں تھا کہ امام نے اللہ کی تعریف کی اور اپنے امتحان کا ذکر کیا۔ یہ سن کر تمام عوام الناس سر پھوڑ کر بلند آوازوں سے رو رہے تھے اب یزید ملعون کو خطرہ ہوا کہ عوام میں انقلاب آ رہا ہے اور میری حکومت ڈوبتی نظر آ رہی ہے۔
- یزید ملعون نے گھبرا کر مژدun کو حکم دیا کہ فوراً خطبہ علی ابن الحسینؑ کو کاٹ دیا

جائے اور اذان (بے وقت) دی جائے۔

اور موزن نے اذان کہنی شروع کی اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو امام سجاد نے فرمایا کہ بے شک خداوند عالم ہر شے سے بلند و بر تر ہے۔ اس سے کوئی شے بھی بلند نہیں ہے۔ پھر موزن نے اشہدان الا اللہ إلٰہٌ مِّنْدُنْ اکٹھا تو امام سجاد نے کہا میرا خون گوشت ہڈیاں اور جسم کا اگب اگب اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتا ہے پھر جب موزن نے کہا کہ اشہدان محمد الرسول اللہ تو امام سجاد نے بزید ملعون کی طرف رُخ کر کے کھا اے بزید بتا یہ محمد رسول اللہ تمہارے جد ہیں یا ہمارے جد بزرگوار ہیں اور اے بزید تو اگر یہ کہے کہ یہ میرے جد ہیں تو یہ بات جھوٹی ہے اور تو کافر ہے اور اگر حق بات کہے کہ وہ میرے جد بزرگوار ہیں تو پھر تو نے ان کی عزت کو اسیر کیا اور در بدر پھرا کر کیوں قید میں ڈال رکھا ہے۔

(نَأَخْ اَتَوَارِخْ حَجَّ ۖ مُصْطَرَ ۖ ۲۷، طبع جدید زندگی حضرت سید الشهداء)

مُفْنِ زَيْنَبَ كَهَانَ هَےِ؟

اسلام کی شیر دل خاتون، بے انتہا بہادر، فصح و بلغ، اسلام کی سر بلند ہستی جیلیں القدر، صاحب شان و اعتبار تخصوص ہیں کہ فاطمہ الزہرا کے بعد یہ ہستی ہی ان کی جا نہیں ہیں اور کوئی دیگر عورت ان کے مقابلے کی نہیں ہے۔ ان کی والدہ و تر ترجمان کی بیٹی اور صاحب کرامات ہیں۔

إِنَا أَعْطَيْنَاكِ الْكُوْثُرَ، إِنَّ شَانِكَ هُوَ الْابْتُرُ.

اور اللہ نے ان کو خیر و برکت عطا فرمائی ہے اور ربی بی فاطمۃ الزہرا اور بی بی زینب کے علاوہ اسلام میں اور کوئی بی بی اس درجے کی نہیں ملتی۔

اب ہم ایک بے مثال بہن کی اپنے بھائی سے محبت و عشق کی کہانی، بیان کریں

گے جس میں بی بی زینب کی محبت اپنے بھائی حسین سے بیان ہو گئی کہ کس طرح ایک بہن نے شروع، آغاز کر بلاء سے شام اور واقعی مدینہ تک اپنی محبت کیے بھائی، بلکہ اگر دیکھا جائے تو کربلا کا ہر سپاہی (مرد عورت پنجے) سب کے سب حسین سے محبت و عشق رکھتے تھے اور راوی ولایت و امامت میں کس طرح کوششیں کیں اور اپنی جانوں کا نذر انہیں کیا۔

اب اگر تاریخ کی نظر سے دیکھا جائے تو حضرت زہراؓ کی جیسی مثال ڈھونڈئے نہ ملے گی کیونکہ آپ نے بے شمار مصائب امت کے ہاتھوں برداشت کئے یہاں تک کہ آپ کو کہنا پڑا کہ

صبت علی مصائب لوانہا

صبت علی الایام سرن لیالیا

اب اگر بی بی کے بعد اسلام کے دامن میں کوئی اور بی بی اس قسم کی خوبیوں کی حال ہے تو وہ بی بی جناب زینب ہیں۔ جنہوں نے ایسے ایسے ناقابل برداشت مصائب انھائے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے اور آپ نے ایسے فلک ہٹاگ ف خطبے بیان فرمائے کہ جس سے حکومت بنی امیر لرزہ براندام ہو گئی۔

حضرت زینب عقیلہ بنی ہاشم نے کربلا سے شام تک جو مصائب برداشت کئے وہ کوئی دوسری بی بی برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ آپ نے کوفہ میں بازار میں اور دربار اہن زیاد میں جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ رہتی دنیا تک یاد گار رہے گا کیونکہ دین آدم و نوع و شیق، عیسیٰ و موسیٰ سب کا سب ختم ہو جاتا اگر زینب کبریٰ ان مصائب میں خطبے نہ بیان کریں اور بی بی زینب کا عربی کا خطبہ ہے جس کو قاری اور اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

خطبہ مجناب زینب:

اللہ تعالیٰ کی بے انہا تعریفیں ہیں اور شکر ہے اور درود ہو محمد اور آل محمد پر، بے شار کر اُس نے ہم محمد وآل محمد کو دنیا میں عزت بخشی اور یہ جو واقعہ کر بلہ برپا کر کے امتِ مسلمہ نے زبردست گناہ کا کام کیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے اللہ کی نشانیوں کو بھلا دیا اور اللہ کے کلام کو جھٹایا اور اللہ تعالیٰ سے مذاق کیا۔ ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کا فرمان ایک ایک لفظ سچا اور حقیقت ہے۔

اے یزید اے ہماری آزاد کردہ کنیزوں کی اولاد (یا ابن الملقاء) تو نے زمین خدا کو ہم پر شک کر دیا۔ ہمارے اعزہ و اقرباً کو شہید کر دالا۔ ہم کو اسیر بنا کر قید خانے میں لا کر دال دیا ہے۔ ہمارے بر قعے اور چادروں کو چھین کر شکر کر دیا ہے۔ اور گمان کر رہا ہے کہ خدا نے ہم ذلیل کیا ہے یہ تیرا اندازہ سرا سر غلط ہے کہ تو تو اللہ کے نزدیک نیک و بلند درجہ ہے اور ہم ذلیل و خوار ہیں۔ بلکہ اللہ نے دنیا زمانے کی نیکیاں اور فضیلتیں ہمارے ہی گھر میں پیدا کی ہیں یہ تیرا غرور۔ اے یزید جلدی ہی ختم ہونے والا ہے اور تو پار پار دامیں با میں دیکھ کر کہتا ہے کہ کاش میرے بزرگ خاندانی جنگ بدر و أحد میں شہید ہونے والے آج زندہ ہوتے تو کس قدر خوش ہوتے اور کہتے کہ اے یزید شباباً تو نے بہت اچھا کام کیا۔ تیرے بازو بھی شل نہ ہوں یہ بخلیں بجانا تیرے کام نہ آئے گا۔ تو نے بلا وجد جھوٹا رشتہ رسول خدا سے جوڑ لیا ہے جو تیری خام خیالی ہے یہ رشتہ بھی بھی ہرگز تیرے کام نہیں آئے گا۔ اے یزید ملعون تجھے اللہ تعالیٰ نے تحوزے وقت کی مہلت دے رکھی ہے تو جتنا بھی ظلم چاہے کر لے۔ آخر اللہ تعالیٰ کی رسی تجھے عذاب ابدی کی طرف کھینچ لے گی۔ اور تیرا نجماں تیرے باپ دادا کی طرح بد سے بدتر ہو گا۔

یا بن طلقاء اے ہماری آزادہ کردہ غلام و کنیروں کی اولادو۔ کیا یہ عدل و انصاف ہے کہ پردوہ جس گھر سے لکا ہے ان کی ہی چادروں کو چھین کر ہمیں بے پردوہ کر کے نگئے سر دیا رہے دیا پھر ایسا چارہ ہے اور اپنی مستوا رات کو پردوے میں بخار کھا ہے اور پھر اچھی اچھی اسیدیں جمائے ہوئے ہے اُس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب ہمارے جد محمد مصطفیٰ تھے سے ان تمام باتوں کو پوچھیں گے تو کیا جواب دے گا۔ اے جگہ خور وہ ہندہ کی نالائق نسلو، جس نے جنگ أحد میں جناب یہ حمزہ کا جگر نکلا کر کچا ہی کھا لیا تھا۔

اے یزید تو شراب پی کر شذرخ کھیل رہا ہے اور چھڑی سے دندان مبارک امام حسین سے مذاق کر رہا ہے اور ہمارے جد کے زخموں پر نک چڑک رہا ہے، کس قدر بے حیائی اوز بے شری تھجھ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ خون نہیں سے اپنے ہاتھوں کو رنگ رہا ہے اور آل عبدالمطلب (بنی ہاشم) نسل تو حید کو تو نے ختم کر دیا ہے۔ اور اپنے خاندان کے کافروں کو آواز دے کر بکار رہا ہے یاد رکھ کہ جب اللہ تعالیٰ تھجے اپنی عذابی گرفت میں پکڑے گا تو پھر تو روئے گا۔ فریاد کرے گا جسے کوئی بھی نہیں سنبھال سکے گا اور تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے تپے شعلوں میں ڈال دیا جائے گا۔

اے اللہ تعالیٰ ہمارا حق ظالموں سے لے اور جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے ان پر جلد اپنا عذاب نازل فرم۔ جنہوں نے ہمارا خون بہایا اُن کو عذاب ابدی میں جکڑ لے۔ اے یزید ملعون، یاد رکھ کہ غفریب ایسا بھی دن آئے والا ہے جب اللہ تعالیٰ سب کو ایک جگہ جمع فرمائے گا اور ہمارا حساب و کتاب کرے گا کیونکہ خداوند عالم کا فرمان قرآن شریف میں ہے کہ:

”جو لوگ راؤ خدا میں شہید ہو گئے ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تم سمجھ نہیں

پاتے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے رزق پاتے ہیں۔“

اے یزید پلید تیرے اندر اتنی ہمت ہے کہ جب خداوند عالم تجھ سے حساب کتاب کرے گا، رسول خدا سوال کریں گے اور جبریلؑ ان کی مدد فرمائیں گے تو تیرا کیا حشر ہوگا اور اے یزید تو نے زبردستی یہ خلافت کی کذبی حاصل کر لی ہے جبکہ یعنی اللہ بیٹ ہے۔ اب تجھ سے زیادہ بد بخت و بد نصیب کون ہے؟
اے یزید بے حیا ایک مجبوری مجھے آگئی ہے جو میں تجھ سے خطبہ بیان کر رہی ہوں، تو تو اے بے حیا بے شمار بے حیا اور لفظی انسان ہے۔ میں تجھ پر لعنت کر رہی ہوں اور قیامت تک لعنت کرتی رہوں گی۔

آہ آہ افسوس! کس طرح شیطانوں کے ہاتھوں سے پاک دپاکیزہ نفوس مارے گئے۔ ان کو غسل و کفن بھی نہیں دیا گیا۔ ریگ گرم کربلا پر بلاباس کے پڑے رہے۔ اے یزید بن معادیہ بن ابوسفیان۔ اے یزید ابوسفیان کے پوتے تو یہ بتا کہ تو نے اتنا زبردست ظلم آلی رسولؐ پر کیا ہے جب تجھ سے اس کا سوال کیا جائے گا تو تو پریشان ہو جائے گا اور چونکہ تیرے پاس نیک امیالوں کا ذخیرہ نہیں ہے اس نے اکیلا جہنم کے شعلوں میں پڑا پڑا ان مظلوم کا مزہ چکھے گا۔ لیکن یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ بھی بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے، ہم نے اپنا مقدمہ بارگاہِ الہی میں پیش کر دیا ہے اور اُسی سے ہم جزا کے طالب ہیں۔

کمزور انسان:

اے یزید تو نے بے شمار مظلوم ہم الہ بیٹت محو پر کرانے اور بختا چاہے اور بھی ظلم کر لے۔ مگر یاد رکھ کہ ہماری نیکیاں اور محبت جو مومنین کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہیں اُسے تو ہر گز ہر گز ختم نہیں کر سکتا ہے ہمارے گھر میں وحی آتی رہی قرآن اُڑتا ہے کیا

تو ان خویوں کو مٹا سکتے ہے۔ کیا رسول خدا کا ذکر بند کر اسکتا ہے اور یہ بد نماداغ جو
تونے اپنے دامن پر لگائے ہیں کبھی ہرگز بھی نہیں داخل سکتے۔
اے یزید ملعون.....!

تیری عقل زائل ہو گئی ہے تو نے جو عیش و عشرت پسند کی ہے وہ عنقریب ختم
ہونے والی ہے اور دن بدن تو زوال کی طرف جا رہا ہے اور عنقریب وہ دن آنے
 والا ہے کہ جب جانب پروردگار سے ایک فرشتہ آواز دے گا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ
کی لعنت ہے۔

میں اب بھی تعریف خدا بجا لاتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھرانے اور
خاندان کو سرتاپا صاحبِ فضیلت قرار دیا ہے۔ ہم کو شہادت کی نعمتوں سے سرفراز
فرمایا اور میں اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ ہمارے شہیدوں کو زبردست اجر و ثواب
عطایا کرے۔ ان کو اعلیٰ مقامات جتّ میں رکھے اور ہم کو عزت و شرافت سے
نوازے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا وکیل ہے اور اُس سے اچھا مددگار کون ہو سکتا ہے۔

اُس روز کیا گزری؟

جناب حاضرین بزم! یہ ایک دل جلی خاتون کے الفاظ تھے جو تم نے گوش گزار
کیے اور ارب تم ہمارے اشارے اور کتابے سے معاملات کی باریکی کو بخوبی سمجھ گئے
ہوں گے اس کلام میں فصاحت و بلاغت جوش مار رہی ہے حالانکہ جو کچھ بھی معتبر
بی بی جناب زینب نے جملے ادا فرمائے وہ اس حالت میں کہے گئے ہیں کہ دل بھائی
بھیوں، عزیزوں کے غم سے کماب ہے۔ دل میں غم کی وجہ سے خون کا دریا رواں
ہے، جبکہ بہت بڑے دربار و مشق یزید پلید کے سامنے مجتمع عام میں یہ خطبہ دیا گیا
ہے اور یزید فاسق مع اپنی جاہ و سلطنت و تکلفت کے ساتھ خلافت کی گذاری پر بیٹھا

ہوا تھا لیکن بی بی مظہر جناب زینت کو اس کی قطعاً پرواہ بھی نہیں ہوئی۔ تمام پروپری امراء و سفراء کو نیز تمام کارکردگان حکومت شام کو دعوت دی گئی تھی اور مجمع عام و جم عغیر تھا بس جتنی بھی ذلت جناب زینت کو بنی امیہ کی مطلوب تھی دل کھول کر بیان کیا۔ لیکن کیا مجال تھی کہ بنی امیہ کا ایک فرد بھی، چلانے والا بھی حقیقت سے آگاہ ہو گیا اور دل سے بنی امیہ کو گالیاں دینے لگا اور یہ کتنا بڑا اجملہ تھا کہ اے یزید کیا یہ عدل ہے کہ اپنی عورتوں کو پر دے میں چھپا رکھا ہے اور آلبی رسول کو نگئے سر بلوئے عام میں پھرایا گیا ہے اور سادات کے مردوں کو قتل کر کے ان کی سیدانی یہود عورتوں کو قید خانے میں ڈال رکھا ہے اور اس پر بھی محمدؐ کا خلیفہ اپنے کو پتا رہا ہے۔ افسوس ہے تجھ پر۔

اور بولنے والا جب بولتا ہے تو اس میں پانچ خوبیاں لازمی ہونی چاہئیں۔

(۱) سخن گو بھوکا پیاسانہ ہو۔ ورنہ اپنی تقریر یہ رقراء نہ رکھ سکے گا۔

(۲) تقریر کرنے والا ایسی جگہ تقریر کرے جہاں اُس کے خلاف بولنے والے نہ ہوں۔

(۳) تقریر کرنے والے کو چاہئے کہ وہ بہت آرام وطمینان سے بات کرے اگر اُسے آرام وطمینان نہ ہوگا تو تقریر کا میاب نہیں ہوگی۔

(۴) جب تقریر کرنے والا تقریر کرے تو اُسے کوئی خوف و ہراس نہ ہو کسی کا رُعب دا ب اُس پر اثر انداز نہ ہو۔

(۵) تقریر کرنے والا بآسانی اپنے کلام کو بیان کر سکے اور اُسے سخت و سست کہنے والے نہ ہوں۔

یہ پانچوں باتیں جب جناب زینت نے تقریر کی تھی تو ایک بھی بات موجود نہ

تھی۔ سر ایسکی اور پریشانی و غم کا عالم تھا۔ شیطانی چخوں نے شامیوں نے حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون بہا دیا تھا، یہ سارے کام حکومتِ شام کی بدنائی کا باعث تھے۔ کیسے کیسے شیطان اور کام دربار یزید میں موجود تھے جو فریب خورہ تھے اور غافل تھے۔ ان سب کو خطبہ زینت نے لرزہ براندام کر دیا۔ درود وسلام ہوں کر بلا کی اس شیردل خاتون پر اب اس سلسلے میں چند شعر سنئے گا۔

درپارِ شام:

شام کے دربار میں جب آل رسول قیدیوں کو پیش کیا گیا تو یزید شراب پی رہا تھا اور غرور و تکبر کے ساتھ گھوٹ پی رہا تھا اور اُس کے کارندے مانند الٰو کے اس علاقے میں اُڑ رہے تھے اور اتنا رعب و دید بہ یزید کا تھا کہ کسی کو بھی وہاں بولنے کا یارانہ تھا۔

نگاہ حضرتِ زینت نے لہجہ حیدریہ میں اپنا خطبہ شروع کر دیا۔ آخر یہ علی ہبت شکن کی بیٹی تھیں اس لئے انہوں نے یزید پلید کے ہفت کو توڑنا شروع کیا اور شیرانہ طریقے پر فصاحت و بلاغت میں خطبہ بلند آواز میں پڑھنا شروع کر دیا اور کہا کہ اے یزید تیزی کو استعمال نہ کر تھوڑے سب سے کام لے اور ذرا سوچ کہ تو نے کتنا ذمیل کام کر بلایا میں کیا ہے جس سے دنیا بھر میں تجھے ذات نصیب ہوئی ہے اور یہ ظاہری شان و شوکت جو تجھے بے ایمانی سے (حقِ الہ بیت) غصب کر کے حاصل ہوئی ہے یہ چند روزہ بات ہے کہ تیرا سب غرور و تکبر غفریب مٹی میں مل جائے گا۔ اور ہمارے خاندانِ کوتوالہ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر کے اور وہی بھیج کر جو عزت و منزلت عطا کی ہے اُسے تو کبھی مٹا نہیں سکتا ہے۔

اے یزید تو جس قوم کا خلیفہ بنا ہوا ہے وہ قوم تیرے باپ دادا کی جھوٹی باتوں

سے متاثر ہو کر سب کے سب ذات میں لپٹنے ہوئے ہیں اور تجھے وائے ہو کر تو نے دنیا کا ذلیل ترین کام انجام دیا ہے اور تیری اور تیرے خاندان کی کوئی عزت نہیں ہے اور تیری جدہ کا القلب تو ہندگر خورده ہے اور وہ عیاش خانے کی ملکہ ہے تو نے تو کربلا کا خون بھایا ہے اور تو علیؑ کی دشمنی میں انداھا ہو گیا ہے۔ تو نے حقیقت کے راستے کو بھلا دیا ہے اور دیکھے ہمارا راستہ حقیقت آگئی والا راستہ ہے ہم کو دنیا کی کسی پریشانی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہمارے اعزہ نے شہادت کا مژہ چکھا ہے اور جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام تر عظمتیں اور عزتیں ہمارے گھرانے کے لئے ہیں۔ تیرے اور تیرے خاندان کے لئے ذلت ہی ذلت ہے۔

خطبے کے اثرات:

اب دربار یزید میں دو خطبے ہو گئے ایک تو بی بی زینت نے الجہ علیؑ (حیدریہ) میں بلند آواز سے خطبہ دیا جس سے لوگوں کے دل دل گئے پھر مناسب موقع پر امام سجادؑ نے بھی بھرے دربار میں منبر پر جا کر ایسا فضیح و میخ خطبہ دیا کہ یزید کی حکومت متزلزل ہو گئی۔ عوام الناس اور اہل شام کو صحیح حقائق کا پتہ چل گیا تو مرد و مورثیں سب کے سب دھاڑیں مار کر اس طرح رورہے تھے جیسے جوان بیٹھے پر ماں تڑپ تڑپ کروتی ہے۔ حکومت بی امیتیہ نے شام میں علیؑ اور آل رسولؐ کے خلاف جھوٹا اور لغو پر و پیگنڈا کر رکھا تھا۔ جس پر سے خانوادہ رسولؐ خدا شہزادی جناب زینت اور امام سجادؑ نے حقائق پر سے پردہ اٹھا کر بتایا کہ یزید جھوٹ بول رہا تھا۔ ایک باغی نے حکومت وقت کے خلاف علم بغاوت اٹھایا تھا اسے قتل کر کے باغیوں کے الی خانہ کو گرفتار کر کے لا یا گیا ہے۔ جب شہزادی زینت اور امام سجادؑ نے بتایا کہ ہم آل رسولؐ ہیں علیؑ کی اولاد ہیں اور علیؑ تو تقویٰ اور طہارت میں سب سے بلندو

بالا ہستی ہیں اب کیا تھا لوگوں کو سچا علم ہو گیا تو دھاڑیں مار مار کر رور ہے تھے۔ اب یزید رزگیا کہ ہر شخص یزید کو گالیاں دے رہا تھا اور حکومت بنی اہمیہ کو لعن طعن کر رہا تھا۔ ابن اشیر مؤرخ لکھتا ہے کہ جس وقت امام حسینؑ کا سر کاٹ کر یزید کے پاس لاایا گیا تو یزید عبید اللہ بن زیاد سے بے انہما خوش ہوا اور اُسے کافی تحفے اور تھائف بھی دیئے اور اپنی خوشی کا بھی اظہار کیا۔ لیکن جیسے ہی عوام الناس نے یزید کو برا کہنا شروع کیا تو یزید نے اپنی مصیبت کم کرنے کے لئے تمام کی تمام ذمے داری قتل امام حسینؑ کی ابن زیاد ملعون پر ڈال دی اور خود کو بے قصور ثابت کرنا چاہا۔ کہنے لگا کہ میں تو امام حسینؑ کو اپنے گھر میں اپنے پاس رکھتا، اچھا سلوک کرتا یہ ابن زیاد نے شہید کر دala۔ (کامل ابن اشیر جلد ۲ صفحہ ۲۵)

ابن جوزی مؤرخ لکھتا ہے کہ با خدا امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ہر شخص مرد و عورتیں یزید کو گالیاں دے رہی تھیں اور نفرت کر رہے تھے ابن جوزی نے عوام الناس کی بھر پور نفرت لکھی ہے۔ (مذکورة ابن جوزی صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹) اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یزید پر کہ ابن مرجانہ نے امام حسینؑ کو گھیر کر قتل کیا ہے۔ حالانکہ امام حسینؑ نے کہا تھا کہ مجھے ہندوستان جانے دو تمہاری سلطنت سے دور چلا جاؤں گا لیکن عبید اللہ بن زیاد نے بات نہ مانی اور شہید کر دیا اس وجہ سے تمام لوگوں کے دلوں میں یزید و ابن مرجانہ کی نفرت بیٹھ گئی۔
(مذکورة ابن جوزی صفحہ ۱۵۰، ۱۲۹)

آداب زیارات حضرت زینبؑ:

آپ کے روپے کی زیارت کرنے کے لئے کچھ آداب ہیں۔ عسل کر کے اذن حاصل کرے۔ اس میں روحانی عبادت اور آداب بھی شامل ہیں۔
(۱) زائر کمل طور پر عسل بجا لائے عسل زیارت وضو کے لئے دل میں دعا ہو اور

ذکر مصائب و فوائد پر ہو۔ اس حالت میں داخلی حرم ہو۔

(۲) دعائے ماورہ بوقت عسل بجائے، کفعی اور دارالبلد الامین و مرحم شہید ثانی نے اپنی کتاب میں شرائط لکھی ہیں۔

(۳) روضہ مقدسہ میں داخل ہوتے وقت شہزادی جناب زینت سے اذن حاصل کرے۔ بغیر اجازت کے داخل نہ ہوں اور پھر داخلی حرم ہوتے ہی روپے کو چوئے اور داخل ہونے سے پہلے کفش داری میں اپنے جوتے محفوظ کرا کر ٹوکن حاصل کر کے احتیاط سے رکھ لے اور روپہ قبلہ ہو کر ضرر مقدسہ کو بوسہ دے اور دو رکعت نمازی زیارت بھی پڑھے۔ دعا بھی مانگئے۔

پابندیاں:

روپے سے مل کر بیٹھ کر کھانا نہ کھائے، امام جعفر صادقؑ نے اپنے دستوں سے پوچھا تھا کہ تم لوگ امام حسینؑ کی زیارت کو جاتے ہو جواب دیا ہاں جاتے ہیں پوچھا وہاں قریب دسترخان لگا کر کھانا کھاتے ہو آپ نے فرمایا کہ کچھ فاصلے پر بیٹھ کر سب کچھ کام کیا کرو۔ (محمد ابوالعزیز سید حسنی کاظمی متوفی ۱۴۹۵ھ)

روضہ جات:

ملک شام میں بے شمار مقامات مقدس ہیں اور کافی سے زائد روپے بھی ہیں۔
ملک شام بھی دینی مرکز بن گیا ہے اور اسلام میں شام کی کافی بڑی عظمت ہے۔
لوگوں کی کافی بڑی تعداد یہاں آ کر اسی جگہ مر جانے کی دعا کرتے ہیں اور دوستی اور ثابت قدمی کو باقی رکھتے ہیں اور اس قسم کے اور بھی لوگ ہیں۔

ولایت کی نشانیاں:

اس ملک شام میں اسلامی ملک ہونے کے علاوہ اور بھی کافی مقامات مقدسہ ہیں

اور رات دن طلب آخرت ہی کو یاد کرتے ہیں اور زیادہ تر آپ کا نام بار بار لیا جاتا ہے۔ اس ملک میں مرقدوں، روضوں کے علاوہ شیعہ اور وحددارانِ الہی بیت کے بھی کافی مقامات ہیں جن کی زیارت کرنا شیعہ اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ جس میں:

(۱) حرم مطہر جناب زینب۔

(۲) حرم مطہر جناب سیکنڈہ بنت احسین۔

(۳) حرم مطہر جناب رقیۃ بنت احسین۔

اور اصحاب بیوی کے مزارات بھی ہیں جیسے۔

(۱) مرقد بلاں جوشی موزون رسول خدا۔

(۲) مرقد ججر بن عدی۔

اور دوازواج مقدسہ رسول خدا۔

(۱) جناب اُم سلمہ (۲) جناب اُم جیبہ۔

اور اسی طرح سے شہرِ طلب میں بھی مقامات مقدسہ ہیں۔

(۱) مقامات بنت شکن الہی۔ (۲) حضرت ابراہیم، خلیل الرحمن۔

(۳) اس سر زمین میں صحنیں کا لٹکر حضرت علی، شہر طلب کے درمیان میں ہے اور موصل میں محلِ دفن شہدائے صحنیں مانند جناب عمار یاسر، اولیس قرقی، خزیمہ بنت ثابت اور پھر شہرِ حمص میں قبر جناب قبیر صحابی با وفا ولی علی این ابو طالب۔ یہ علاقہ اور بھی بہت سی خوبیاں رکھتا ہے۔

لیکن زائرین کرام ان تمام مقامات کی زیارتیں (بوج تھکاؤٹ) نہیں جلا لاتے ہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ تمام مقامات کی زیارت کریں اور خاص خاص ہی

زیارات بجالاتے ہیں۔

مرقدِ مطہر حضرت زینبؓ

یہ مزار مقدس بہت خوبصورت اور باعظمت ہے اور دمشق کے ۱۲ کلومیٹر کے علاقوئے میں واقع ہے۔ یہ کافی کشادہ ہے۔ یہ بہت مضبوط اور خوبصورت بنایا گیا ہے جس میں دوستدارِ اہل بیت شیعہ حضرات نے بہترین آئینہ بندی بھی کرائی ہے جس میں بہت بڑی مسجد بھی ہے جہاں نمازِ جمعہ بھی ہوتی ہے اور بہترین اور کافی کشادہ وضوخانہ بھی ہے ملک شام میں سب سے زیادہ اچھی عمارت جو بے نظیر ہے وہ حضرت زینبؓ کا مزار مقدس زیبار تین عمارت ہے اور بہت صفائی کا مقام ہے اور حرم مطہر کے چاروں طرف دوست دارِ اہل بیت، شیعوں کے مکانات ہیں اور مزار کے بالکل قریب میں ہی حوزہ علمیہ کلے ہوتے ہیں اور مزار کے دامنی طرف مزار مقدس سیدِ عین امین عاملی ہے۔ (یہ صاحب ایمان شیعہ ہیں) اور بھی مقامات قابل ذکر ہیں۔

اسلام کی شیر دل خاتونؓ

کربلا کی شیر دل خاتونؓ، زینبؓ کبریٰ جو تربیت یافتہ مکتبہ فاطمہؓ ہیں اور مصدق درخشاں کوثر اور خیر کشیر کی ماں کی ہیں یہ ۵ جمادی الاول کو سن ۵ یا ۶ ہجری کو پیدا ہوئیں۔ شہزادی کوئین حضرت فاطمہؓ اپنی بیٹی جناب زینبؓ کو اپنے شوہر حضرت علیؓ کی خدمت میں لے کر آئیں تاکہ علیؓ اس دختر کا نام رکھیں لیکن آپ نے فرمایا کہ میں اس کا نام جو یہ نہیں کر سکتا ہوں بلکہ اس کے نانا رسولؐ خدام اکرمؐ کے۔ رسولؐ اللہ سفر میں گئے تھے۔ جب واپس آئے تو حضرت علیؓ نے بیٹی کا نام رکھنے کے لئے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے آگے سبقت نہیں کر سکتا ہوں۔ اتنے

میں جنابِ جبریلؐ خدمتِ با بر کرت جنابِ رسولؐ خدا میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نو مولود بھی کا نام زینبؓ رکھا جائے اور پھر جو مصائب کر بلماں اور کوفہ و شام میں بھی آنے والے تھے سب کا ذکر کیا۔

جنابِ رسولؐ خدا کو سن کر بہت صد مدد ہوا اور بھی زینبؓ پاک بی بی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی پہلی بیٹی تھیں اور محمد بنین نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ ان کا نام الی زینبؓ اس لئے رکھا تھا کہ آپؑ نے بی بی فاطمۃؓ کی گود میں تربیت پائی تھی اور آپؑ کا تعلق شجرۃ طیبہ اور ولایت و امامت سے تھا اور تمام انوارِ پیغمبرؐ نے حضرت زینبؓ کی پرورش میں حصہ لیا تھا، اب آپؑ اندازہ لگائیں کہ جس بی بی کی تربیت اُسی ذواتِ مقدسه سے تعلق رکھتی ہو وہ کس صفات کی بی بی ہو گی اور جناب زینبؓ کے دوسرے بھی کمی القاب تھے۔ جیسے صدیقۃ، صفری، عقلیہ، فاضلہ، موثوقۃ، عارفہ، کاملہ، عابدہ، آلی علیؑ بھی نام تھا۔

باقی رہنے والی شخصیت:

اور بی بی جناب زینبؓ کا نام اسلامی تاریخ میں اس وجہ سے بھی قابل فخر مانا جاتا ہے کہ آپؑ پر جتنے مصائب کر بلماں، کوفہ و شام اور واپسی مدینہ پر گزرے اتنے مصائب آپؑ نے عورت ذات ہوتے ہوئے برداشت کئے اور صبر کیا۔ طاغوتی و شیطانی طاقت زیزید اور ابن زیاد کے سامنے سرنہ جھکایا بلکہ زبردست مقابلہ کر کے حکومت بی بیتیہ کی چولیں ہلا دیں اور آپؑ کی ہر ہر کوشش و بلند بھتی قابل داد ہے کیونکہ آپؑ امام کی بہن ہیں امام کی بھی ہیں اور مخصوص زادی ہیں اور کسی بھی عورت نے تاریخ اسلام میں اتنا بڑا کردار ادا نہیں کیا۔ آپ صادق ترین اور شاہد ترین خاتون ہیں اور شاباش ہے آپ کی بلند بھتی پر۔

پس تمام شیعان حیدر کار دنیا میں جہاں جہاں بھی ہو نگے ہمیشہ بی بی زینت کی بہادری و شجاعت کا ذکر کرتے رہیں گے۔ جس میں شعر بھی کہے جائیں گے کتابیں بھی لکھی جائیں گی اور ہر ہر شیعہ آپ کی زیارت کے لئے دوڑے گا۔ آپ کی ذات میں تمام صفاتِ حمیدہ جمع تھیں۔ فضیلتِ شجاعت، پاسیداری، بردباری و انسانی بھی صفات بی بی زینت میں موجود تھیں۔

اب اتنی صفاتِ حمیدہ کے ہوتے ہوئے بھی آپ کے دشمن اسلام کے حاسد و مکار ان سیاست، بی بی زینت کو برآئیں تو وہ انہار استہ جہنم کی طرف بنا رہے ہیں۔

مصری خاتون کا بیان:

بانو ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی جنہوں نے مصر سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور ایک کتاب بھی لکھی ہے ”زینت بطلہ کربلا“ اور ایران میں یہ کتاب (قہمان کربلا) یا شیر زن کربلا (شیر دل خاتون) کی بارچچپ چکی ہے وہ لکھتی ہیں کہ زینت بنت علیؓ کربلا کی دردناک مصیبتِ انحصارے والی بی بی ہیں اور تمام مصائبِ انحصارے لیکن کبھی ایرو پر مل نہیں آیا اور نہ اپنے آپ کو جھکایا اور آل ابوسفیان کی جزوں کو کاٹ دیا اور دوسرا جگہ لکھا ہے کہ اگر بی بی اتنی جدو جہد نہ کرتیں تو نامِ حسینؑ کو منادیا جاتا۔ لیکن بی بی زینت نے ہی بنی امية کی جزوں کو کاٹ ڈالا۔

(طلہ کربلا تالیف بنت الشاطی صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

زینت قیدی ہو کر بھی آزاد ہیں:

اے علیؓ کی بیٹی زینت اے حسینؑ کی بہن، اے زینت بزرگ و باعظمت اور اے پیکر شہید ان کربلا کا انقلاب۔ اپنے زمانے کی اور لمبے زمانے کی رہنے والی بی بی

آپ پر بے شمار درود وسلام ہوں کہ آپ نے بے شمار مصائب کو برداشت کیا۔ آپ نے جوش و خروش دکھلایا اور آپ نے نام حسینؑ کو ملنے سے بچا کر دوام بخشنا۔ آپ نے اپنی تن و تھا جان پر کھیل کر کس قدر ذکر برداشت کئے اور آگ کے شعلوں کو بچا دیا اور غنوں کی آگ میں دل پر قابو رکھا۔ رضاۓ خدا کے لئے ہر تکلیف گوارا کی کر بلکہ کتنی بڑی تکلیف کو گوارا کیا اور بے ماں باپ کے بچوں کا سہارا آپ بن گئیں اور قافلہ اسیران الہ بیتؑ کی ذمے دار بن گئیں۔ پھر کربلا سے آپ کو اسی ہو کر کوفہ جانا پڑا۔ جہاں حکومت خوشیاں منارتی تھی۔ زینب بی بی نے اونٹ کے کجاوے سے اپنا منہ باہر نکالا اور کہا کہ اے کوفو، اے بیوقا کوفو، اے دعا باز کوفو، کس بات کی خوشی تم منا رہے ہو اور اے غافل بد مستو ہم آل رسولؐ ہیں۔ ہم خارجی والدین نہیں ہیں۔

اے کوفیو! حسینؑ کو شہید کر کے عید منا رہے ہو، اے مکار و شیطانی کارندو! تم پر وائے ہو، افسوس ہے اپنے ہاتھوں سے تم نے خود ہی کلہاڑی مار لی ہے حسینؑ کو مہمان بلا کر قتل کر دیا تم کس قدر بے حیا اور مغار ہو کر تم نے نیزہ اور تکواروں کو تیز کر کے حسینؑ اور ان کے رفقاء کو شہید کر دالا اور اب تم آنسو بھار ہے ہو اور جیخ جیخ کر رہا ہے ہو۔ زینب کی بد دعا ہے کہ تمہارے اٹک بھی خلک نہیں ہوں گے۔

یوں ہی بیمیش رو تے رہو، تم کو موت آ جائے۔ اے بے غیرت کوفیو!

اب کیا تھا جناب زینب کے خلبے سے گویا پورے شہر کوفہ میں آگ لگی پھر یہ قافلہ اسیران الہ بیتؑ شام کی طرف چل پڑا۔ تاکہ مکر شام کی حکومت کو بھی تباہ و برپا کر دیا جائے۔

اب کیا تھا جناب زینب نے لمبہ علیؓ (شجاعت حیدریہ) کے ساتھ زور دار گرج

کے ساتھ خطبہ بیان فرمایا اور جتنا بھی حکومت کا مکروہ فریب تھا سب کو ختم کر دیا۔

۲۔ تیجیٰ بن زکریا:

یہ حضرت زکریا تیغبر کے بیٹے ہیں جن کا قرآن میں ذکر آیا ہے۔

یا ذکر یا انا نشیر ک بغلام اسمہ یعنی

ان کا سر مسجد جامع دمشق میں وفن ہے۔ ان کو خالم و جابر بادشاہ شیطانی ہردو قیس نے قتل کرایا تھا۔ لیکن دمشق کے قریب ان کا سر وفن ہے۔ دلم میں اور اسے زبدانی بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔ حضرت بلاں بن رباح جبشتی:

یہ صحابی رسول خدا اور موزون رسول تھے۔ انہوں نے بھی بہت تکالیف برداشت کی ہیں۔ ان کی قبر باب الصیر پر بنی ہے اور یہ سن ۲۰ میں شام میں انتقال کر گئے تھے اور ان کی قبر ایک کوچے میں بنی ہوئی ہے اور ان کی ضریع پر لکھا ہے ہے۔ ”ضریع سیدنا بلاں موزون رسول اللہ“

محمدث محمد بن اہم ابن محمد علی مشہدی ”منتخب التواریخ جلد دوم“ میں لکھتے ہیں:-

جتاب بلاں ابن رباح جبشتی موزون رسول دمشق میں فوت ہوئے۔ باب صیر میں وفن ہوئے۔ عبداللہ مخدی سے روایت ہے کہ بلاں نے حضرت ابو بکر کی بیعت نہ کی اور حضرت عمر نے آپ کا گریبان پکڑ کر کہا کہ ابو بکر نے آپ کو آزاد کیا۔ آپ نے اس کا بدلہ یہ دیا ہے کہ آپ نے اس کی بیعت نہیں کی؟ آپ نے کہا ابو بکر نے مجھے خدا کی راہ میں آزاد کیا ہے تو اس کا بدلہ خداوند عالم دیں گے۔ اس شخص کی بیعت نہیں کروں گا جس کو رسول اللہ نے خلیفہ نہیں بنایا۔ جس کو رسول اللہ نے خلیفہ بنایا

لے ایک شاعر کا کہا ہوا قلمبہ ہے ”آقائے جواد محمدی کہ بخش رجز آن درفضل پیش گزشت“

ہے۔ اس کی بیعت قیامت تک میری گردن میں رہے گی۔ حضرت عمر نے کہا تم مدینہ میں نہیں رہ سکتے۔ شام چلے جاؤ۔ (مختصر التواریخ جلد دوم صفحہ ۳۷)

۳۔ قبر عبداللہ فرزند جعفر طیار:

حشیش میں (افریقہ میں) یہ سب سے پہلے مہاجر شہید ہیں اور یہ کافی الہی بخشیں اور حقیقی تھے یہ بی بی جناب زینت کے شوہر نادر تھے اور عون و محمد و شہیدوں کے والد بزرگوار بھی ہیں۔ انہوں نے دینِ اسلام کی بہت زبردست خدمات انجام دی ہیں۔ آخر عمر میں ان کی پیٹائی کمزور ہو گئی تھی۔ اسی وجہ سے کربلا کی جنگ میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور ان کی قبر بھی باب الصیرہ میں حضرت بلاںؑ کی قبر کے برائی میں ہے۔ بی بی جناب زینت کا مزار مبارک توسیع کا سب سے بڑا مزار ہے۔

مرقد اُم سلامی:

یہ جناب رسول خدا کی باوفا و باعظمت یوں ہیں۔ ان کا نام (ہند ہے) ان کو ولایت و امامت علیٰ پر پورا پورا بکرو سہ اور یقین تھا۔ یہ رازدار محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ ہیں جسکی وہ بی بی اُم سلامی ہیں کہ جنہوں نے امام حسینؑ کو فریکر بلا کی اطلاع دی تھی اور خاک کر بلا کی تربت (خاکِ غفا) امام حسینؑ نے بی بی اُم سلامیؑ کو دی تھی اور فرمایا تھا کہ اے اُم سلمہ جب یہ میں لال رنگ کی ہو جائے تو سمجھ لیتا میرا بیٹا کر بلا میں شہید ہو گیا ہے اور انہوں نے بارہا حضرت عائشہؓ کو ڈانٹا تھا اور صحیح راستہ دکھلایا تھا۔ سن ۶۲ھ میں شہید ہو گئیں، آپ جنتِ اربعین میں میں دفن ہیں، یہاں قبر کی شبیہ بنائی گئی ہے۔

مرقد اُم حبیبہ:

یہ جناب رسول خدا کی زوجہ تھیں، ان کا اصلی نام رملہ تھا، یہ ابوسفیان کی بیٹی اور

معاویہ کی بہن حسین اور اس شجرے کے باوجود آپ کا میلان اسلام کی طرف تھا۔ یہ اپنے باپ ابوسفیان سے بوجہ کفر کے دشمنی رکھتی تھیں اور اسلام سے پیار تھا۔ ان کا انتقال بھی مدینے میں ہوا یہاں قبر کی شیبیہ بنائی گئی ہے۔

مزار اسماء بنتِ عمیسؓ:

یہ حضرت جعفر طیارؑ کی بیوی تھیں، ان کی قبر بھی باب الصیرف میں ہے۔ آپ ملکہ شام کی بھی نبیں آئیں۔ یہ شیبیہ قبر ہے۔

مرقد ام کلثوم بنتِ علیؓ:

یہ حضرت علیؓ کی چھوٹی بیٹی اور حضرت زینتؓ کی بہن تھیں یہ بھی کربلا میں اپنے بھائی حسینؑ اور بہن جناب زینتؓ کی مددگار بی بی رہیں ولایت و امامت کی حامل تھیں۔ انہوں نے کوفہ و شام میں لبے لبے خطبے ارشاد فرمائے ہیں۔ ان کی قبر مبارک بھی باب الصیرف پر ہے اور نزد دیک میں قبر جناب سکینہ بنت الحسینؓ ہے۔

مرقد جناب سکینہؓ:

یہ امام حسینؓ کی پیاری بیٹی ہیں اور امام حسینؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس کفر میں زبان ب اور سکینہؓ ہوں وہ گھر اچھا نہیں لگتا ہے۔ جب میں شہید کر دیا جاؤں گا تو اے سکینہؓ تم میرے جنازے پر روتی ہوئی آؤ گی لہذا اے سکینہؓ میرے مرنے پر آنسو نہ بہانا۔

حرمِ مطہر حضرت رقیۃؓ:

کہا جاتا ہے کہ یہ معصوم سکینہ شام کے زندان میں قید تھیں تو چار سال کی عمر میں ان کا انتقال قید خانے میں ہو گیا اور ان بی بی کا مزار دشمن میں ایک پرانے کوچے

میں ہے یہ جامع مسجد نبی امیتیہ کے نیچے کی طرف بننا ہوا ہے اور ان کا مزار مبارک بہترین عمارت کا بنا ہوا ہے اور آپ کی قبر مبارک کے قریب سے ایک نہر بھی نکالی گئی ہے ان کے مزار مقدس کا رقبہ تقریباً ۲۵۰۰ میٹر ہے کہ جس میں ۱۰۰ مرلحہ میٹر کا صحن بھی ہے مسجد سے ۸۰۰ میٹر مرلحہ پر عمارت بھی ہوئی ہے۔ وسعت حرم اور صحن سب ۲۰۰ سو میٹر ہو گے۔

مرقدِ فضیلۃ:

حضرت بی بی فضیلۃ جو خادمه بی بی زہرا تھیں ان کا مزار مقدس بھی بابا الصیر پر بننا ہوا ہے۔ ان میں ہے شمار خوبیاں تھیں۔ یعنی یہ بی بی با ایمان، پاکداں، پرہیزگار، قرآن سے آشنا اور اللہ تعالیٰ کے راز و رموز کی جاننے والی تھیں۔ ابن حجر عسقلانی نے ان کو اہل جہشہ (افریقی نژاد) اور بی بی فاطمہ الزہرا کی خادمه کے نام سے لکھا ہے۔ (الاصلۃ، جلد ۲ صفحہ ۲۸۷)

جناب فضیلۃ نے بی بی جناب زینت کے ساتھ شام کا سفر بھی کیا ہے۔ پھر بی بی زینت کے انتقال کے بعد شام میں ان کی قبر کی تجوادی بھی کرتی تھیں کہ آپ کی وفات ہو گئی اور باب الصیر میں آپ دفن ہیں اور فرزید امام صادق کی زوجہ نے سال ۱۹۳۶ء ہجری میں حضرت زینت کی بھی زیارت کی ہے اور قبر بی بی فضیلۃ کی بھی زیارت کی ہے۔ (مرقد المعقیلۃ زینت، صفحہ ۲۳۲)

مرقد عبداللہ باہر فرزند امام سجادؑ:

ابو محمد عبداللہ باہر، فرزند امام سجادؑ یہ فقیہ انسان تھے اور صدقات پیغمبر خدا کے متولی اور امین بھی رہے ہیں اور انہوں نے کافی حدیثیں نقل کی ہیں۔ جن میں سے ایک حدیث پیغمبر کی یہ بھی ہے کہ بخیل ترین انسان وہ ہے کہ جس کے سامنے میرا نام لیا

۲۰۹

جائے اور وہ صلوٰۃ نہ پڑھے۔ آپ کو اپنی نیکیوں کی وجہ سے باہر لقب سے پکارے جاتے تھے۔ ان کی قبر بھی باب الصیرہ پر نبی ہوئی ہے۔

مدفن سرہائے مطہر شہید ان کربلا:

باب الصیرہ قبرستان کے کنارے پر ایک بقعہ بنा ہوا ہے جسے دفن شہادتے کربلا کے سروں والا مقام کہا جاتا ہے۔ کہ ان سروں کو بنی یهود شام سے لائی تھیں اور اس جگہ دفن کیا گیا ہے اور زیادہ تر یہ بات مشہور ہے کہ یہاں تین سردن ہیں۔ (۱) سر عباس (۲) سر مبارک حضرت علی اکبر (۳) اور سر مبارک حبیب ابن مظاہر۔ البتہ یہ مقام متبرک و مطہر ہے۔

مرقد حجر بن عدی کندی:

ملک شام میں جہاں اور بھی تیخ مقام ہیں انہیں کا ایک مزار جو دوست دار امام حسین اور عاشق حسین کا مزار ہے اس میں محاویہ نے حجر بن عدی کو مجتبی علی میں شہید کر دیا تھا اور ان کے ساتھ ان کے اور بھی ساتھی جو تجدیگزار تھے سب کو شہید کر دیا تھا۔ یہ (مرچ عذرائیں) دفن ہیں جو ۲۳ کلومیٹر دشمن سے قاطلے پر ہے۔ وہاں پر شہادت ہوئی اور اسی جگہ دفن ہو گئے۔

مرچ عذرائی مقام ہے جسے حجر بن عدی نے فتح کیا تھا اب یہاں پر ایرانی نے قبرستان بنایا ہے اور حجر بن عدی ایک مولا علی کے صحابی اور باوقا و مستدار ان الٰی بیت میں سے تھے۔ انہوں نے جگہ قادریہ صفین نہروان، جمل میں امام کے ساتھ رہ کر دشمنوں سے جنگ کی ہے یہ زیر دوست عابد و زاہد الٰل دعا شب زندہ دار عابد اور اللہ کے خوف سے رونے والے انسان تھے اور ان کا تقویٰ تمام لوگوں پر ظاہر تھا انہوں نے بڑھاپے میں اپنے والدین کی بڑی خدمت انجام دی تھی اور

دعا میں حاصل کی تھیں۔

حجر بن عدی اور آن کے چھ دوست، معاویہ کی دشمنی میں اور علیؑ کی محبت میں سن ۵۰ ہجری میں درج، شہادت کو پہنچئے تھے۔ یہ بزرگ معاویہ کی بہت برائی کرتے تھے اور امام حسینؑ نے ان کو معاویہ سے دشمنی کرنے میں آگے قرار دیا تھا۔ البتہ مؤرخ حسن بصری نے شہادت حجر کو قابل اعتراض جانا ہے اور حسن بصری عثمانی نامانندہ تھا۔

اب یہ مزاج مردی خلائق وزائرین ہے۔ یہ مستجاب الدعوات تھے۔ بے شمار مزارات اور مقبرے اہل شیعہ اور ووستدار اہل اہل بیتؑ کے ملکہ شام میں، باب الصیرہ میں قائم ہیں اور یہ بات عوام الناس میں مقبول ہے کہ نیک صفات والے باب الصیرہ میں دفن ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا لطف و کرم ہے کہ وہ ان مزارات کے قریب میں دعاویں کو مستجاب فرماتا ہے۔

محدث محمد ہاشم ابن محمد علی مشهدی ”منتخب التواریخ جلد دوم“ میں لکھتے ہیں:-
حضرت حجر ابن عدی اور آپ کے ساتھیوں کی قبریں شام میں ہیں۔ جن کو معاویہ نے شہید کیا تھا۔

اصابہ میں لکھا ہے کہ معاویہ نے حجر کے قتل کا حکم دیا۔ آپ نے وصیت کی کہ میری بیڑیاں اور ہنکڑیاں میرے جسم سے الگ نہ کی جائیں اور میری جسم سے خون صاف نہ کیا جائے اور میں اسی حالت میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معاویہ سے مخاصمه کروں گا۔ آپ ۵۳ ہجری میں شہید ہوئے۔ مسجد اقصیٰ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (منتخب التواریخ جلد دوم... صفحہ ۲۷)

اذن ورود جناب زینبؓ:

جناب زینبؓ کے روشنے میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لے اور یہ دعا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أَذْنُ اللَّهِ وَأَذْنُ رَسُولِهِ، وَأَذْنُ خَلْقَاهِ
أَدْخُلْ هَذَا بَيْتَ فَكُوْنُوا مَلَائِكَةَ اللَّهِ أَعْوَانِي وَأَنْصَارِي حَتَّى أَدْخُلَ هَذِهِ
الرُّوْضَةَ الْمُبَارَكَةَ الزَّيْنِيَّةَ وَأَدْعُوا اللَّهَ بِفُؤُنِ الدَّغْوَتِ وَأَغْتَرَفَ لِلَّهِ
بِالْعَبُودِيَّةِ وَلِلْئَبِيِّ وَالْأَئْمَةِ بِالطَّاعَةِ، رَبِّ أَدْخِلْنِي مَدْخَلَ صَدِيقٍ
وَأَخْرِجْنِي مَخْرَجَ صَدِيقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَذْنِكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا.

بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مَلَكَةِ رَسُولِ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْ عَلَيْهِ وَلِيُّ اللَّهِ.
زيارت نامہ بی بی جناب زینت کہ بقدر چاء و امید تو اب پڑھا جاتا ہے نہ بہ
قصد روداز معصوم۔

تحقیق خریدنے کے مقامات:

اور یہ بات بھی مستحب اور پسندیدہ ہے کہ زائرین حضرات اپنے دوستوں اور
عزیزوں اور بچوں کے لئے یہاں سے تحقیق تھانوف خریدیں اور یہ سب تحقیق بھی سفر
روحانی کے سلسلے میں ملتے ہیں اور یہ دعا بھی قرآن کے ساتھ مانگی جائے۔

(۱) بازار حمیدیہ (خصوص پوشاک و عطریات) لباس و عطریات کے لئے۔

(۲) بازار مدحت پاشا (شیریں جات) بنئے ہوئے کپڑے اور مٹھائی۔

(۳) بازار صالحیہ (خصوص کفش و کیف لباس)

(۴) خیابان حمرا (خصوص کفش و کیف تزیینیات)

(۵) باب قوما (کفش و کیف تزیینیات)

(۶) خیابان الحیریقہ نزد حمیدیہ و سائل خانگی و ظروف۔

(۷) شارع الامین محل شیعہ نشین شام (اثال عطریات پوشاک)

(۸) روپ روی زندگی (شخصوں تکنہ جاتی زائرین)

(۹) بازار مشترک۔

زائرین کے لئے چند ہدایات:

اے بھائیو اور بہنو! زائرین بی بی زینت تم کو کچھ آداب و طریقہ مزار کے تقدس کے بارے میں بتانے ضروری ہیں اور بہت سی باتیں جو تم کو بتائی جائیں گے اپنے دیگر بہن بھائیوں کو بھی بتا دیتا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے۔

(۱) قرأت قرآن اور اس کے بارے میں فکر و غور کرنا۔ ہر دعا اور زیارت سے پہلے ضروری ہے اور کافی ثواب رکھتا ہے۔

(۲) نماز ہر وقت اور ہر مقام پر اہم رکھتی ہے۔ خواہ نماز واجب ہو یا مستحب ہو اور نماز ہدیہ بروج۔ اس سے غفلت نہیں برتنی چاہئے۔

(۳) آپ و کشور اسلامی جمہوری دوست و پر اور ملک ہیں۔ ہر طور پر بالا ہے اور ضروری ہے بالخصوص حرمت اشخاص اور اعتبار اشخاص کہ جو میزبان ملک میں ہو مہمان کی عزت بہت ضروری ہے۔ جبکہ مہمان نو وار و بھی ہو اور صاحب آبر و بھی ہیں اور جس قدر بھی ہو سکے ایسے مہمانوں کی عزت بہت ضروری ہے بلکہ ہر زائر کے لئے ضروری ہے کہ لین دین میں سچا ہو۔ مسجد و بازار میں یکساں حراج رکھے۔ لوگوں کا اپنے اوپر سچا اعتبار رکھے کردار و گفتار بہت بلند رکھے وغیرہ وغیرہ۔ کسی بھی ملک کو پہنام نہ ہونے دے، نہ اپنے ملک کو اور نہ میزبان ملک کو۔

(۴) جو کچھ بھی تھاں وغیرہ خریدے وہ ضرورت کے تحت اور فائدے والی چیز ہو اور ہر ہر بات میں خداوند عالم کی خوشبوی کو آگے رکھے کہ ہم سے یا ہمارے کسی بھی کام سے اللہ خوش رہے اور کبھی ناراضی نہ ہوے۔ اولیاء اللہ کی خوشی بھی مر نظر

رکھے اور تمام لوگوں سے خوش دلی سے بولے اور جو بھی لین دین کرے صحیح طریقے پر کرے اور کہیں بھی تخلی نہیں آنے پائے اور جتنے بھی زائرین حرم امیران جاتے ہیں ان کو اپنے میزبان ملک سے اور عوام الناس سے بہت بہتر تعلقات بنائے۔ کیونکہ جمہوری اسلامی ایرانی حکومت ترقی پر ہے ہم کو بھی اُس کی ترقی میں نمایاں کروار ادا کرنا چاہئے تاکہ خونہائے شہیدان رایگان نہیں جائے اور پھر ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے نمائندوں سے بھی سرخور ہے۔

(۶) بہتر وسائل، سوغاتی، اس طریقے پر بجالائے کہ جو رقم آمد و رفت کے اخراجات سے فاضل بچے۔ اُس سے ضروریات کے مطابق سامان، تخفیف و تخفائف خریدے اور غیر ضروری حضرات سے اپنا رابطہ نہیں رکھے تاکہ ان کو دھوکا دہی کا موقع نہ ملے اور سیدھی سادھی طرح سے اپنے سامان کو خریدے جس میں زیادہ زیر بار بھی نہ ہونا پڑے اور دو کاندار و خریدار دونوں میں پیار محبت سے لین دین ہوتا چاہئے۔ خواہ گھر بیویوں کی خریداری کرنا پڑے یا بر قی آلات کا سامان خریدنا پڑے۔ سب کچھ صحیح لین دین کے ساتھ ہو۔

(۷) لطفاً زائرین مستوارت کو چاہئے کہ بغیر سر پرست کے یا بغیر شوہر کے دوکاندار سے لین دین نہ کرے اور زیارت کے لئے بھی وہ روائہ ہو تو شوہر یا سر پرست کے ساتھ جائے تاکہ راستہ بھول نہ جائے۔

(۸) اور روضہ مبارک کی نذر و صدقات بھی مطلی ہیں اور شرعی ہیں یہ سب کچھ امیل دیانت، صاحب تقویٰ اور روحانی لوگوں کو دیا جاتا ہے اور ان تمام حضرات کی رہنمائی تمام مراد کے کاموں میں شامل حال رہتی ہے اور کوشش بھی کی جاتی ہے کہ یہ رقومات صحیح اور جائز مصروف میں ہی صرف ہوں اور یہ سرمایہ خازندانی آلی رسول

کوہی لگا دیا جاتا ہے۔

(۹) شارع الامین میں خیابان صالحیہ زندہ میں بے شمار ہیں یا جان حیدر کرا رہتے ہیں۔ ان کی خدمات بھی ان رقمات سے کی جاتی ہیں۔

(۱۰) ایام ہفتہ میں یہ اجنبی مینگ کرتی ہے تاکہ درگاہ کے حالات کو آسان سے آسان تر بنادیا جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا جاتا ہے تو لوگوں کو کافی تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں اور اس طرح تنظیم کاروان کو خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

خطبہ زینب:

بِنَامِ خَدَا وَنَدِ عَالَمِ جَوْهَرَتِيْشَ دَالَّا هُوَ اُوْرَبَهْرَتْ مَهْرَبَانِ هُوَ۔ قَمَ تَعْرِيفِيْشَ ذَاتِ خَدَا وَنَدِيْ کوہی زَيْبِ دِيْتِی ہیں اور درودِ محمد وآلِ محمد ہمارے جذبہ بزرگوار پر ہوا اور ان کے نیک خلقت فرزندوں کو بھی درود و سلام ہو۔
کوفہ کے عوام!

اے صاحبان فکر و فریب آیا تم اب کیوں دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہو۔ کبھی تمہاری آنکھوں کے آنسو خشک نہ ہوں اور ہمیشہ ہی روتے رہو۔ تم اسی عورت کی مش کام کرتے ہو کہ جس نے خود اپنے ہی ہاتھوں سے سوت کو کاتا ہو اور پھر روہ خود ہی اسے ایک تار کر کے کاث پھیکے۔ یعنی تم اس قدر بے بھروسہ، دعا باز اور مکار ہو کہ تمہاری کسی بھی بات کا یقین نہیں کیا جا سکتا ہے۔ تم خود غرض چالپوس کنگوں اور بے حیا و بے فیرت ہو۔ دروغ اور کینہ تم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور تمہاری مثال، کوڑے (مزبلے) پر اگے ہوئے گھاس پھوؤں کی ہی ہے۔ یا الگی چاہمی کی مثل ہو جو قبروں پر کتبے میں لکھی گئی ہواے غافل و بد نصیب لوگو۔ کیا تم نے تو شہ آختر آگے کوہیج رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا غصہ تمہارے لئے پنجھ ہے تیار ہے اور جب

وہ شکنجه میں تم کو جکڑ لے گا تو پھر تم ہمیشہ ہمیشہ ہی اس میں جکڑے رہو گے۔
 اب اے بے حیاد! تم کیوں رو رہے ہو جیچے پکار مجا رہے ہو۔ خدا کی حرم تم
 رو نے کے لئے ہی رہو گے زیادہ سے زیادہ روؤے گے اور کم سے کم ہنسو گے۔ تم نے
 ابدی ابدی جہنم خرید لیا ہے اور تم اپنے مکرو فریب بخس حربوں کو ختم نہیں کر سکتے ہو اور
 یہ کالے داغ جو کر بلا دلوں کے خون سے اپنے دامنوں پر لگائے ہیں ان کو دھونہیں
 سکتے ہو۔ تم نے جگر پارہ محمد نو اسری رسول حسینؑ کو اور ان کے تمام زنقا کو شہید کر کے
 خاک و خون میں نہلا دیا ہے اب تمہارے دلوں کو سکون نہیں ملے گا اور تم آگ میں
 جلتے ہی رہو گے۔ اب تم کیوں مسلمان بنے ہوئے ہو کیوں اسلام اسلام کا نام لے
 رہے ہو تم تو کافر ہو چکے ہو۔ تم نے ایسے برے اور بڑے گناہ کئے ہیں کہ تم رحمت
 پروردگار سے دور ہو گئے ہو۔ اب تمہارے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے اب تم
 چاہے کچھ بھی کر ڈالو تمہارے گناہ کم نہیں ہو سکتے ہیں تم نے ذلت اور پیشی اپنے
 ہاتھوں سے خود خریدی ہے۔ اور ایسے ذلیل کام کر چکے ہو کہ اگر آسمان تم پر گرجاتا تو
 کم تھا اور زمین تم کو نگل لئی بھر بھی کم تھا۔ تم پر داعی ہو۔ لعنت ہو۔

اے اہل کوفہ! تم جانتے ہو کہ تم نے کیسے کیسے رسول خدا کے جگر پارے شہید کر
 ڈالے۔ سید انیوں کو بے پرده کر کے ان کے گھر اور وطن سے بے وطن کیا گیا۔ جگہ
 جگہ شنگے سر پھرا کر ذلت کی گئی۔ آیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمان خون رویا اور یقین
 رکھو کہ عذاب آخرت اس سے بھی زیادہ دردناک ہے اور ان کے قاتمتوں کی کسی قسم
 کی کوئی بھی مدد نہیں کرے گا بلکہ جہنم میں جائیں گے اور ابھی خون حسینؑ کا بدلہ لیا
 جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اور امام زمانہ قاطلان حسینؑ کی گھات میں لگے ہوئے ہیں۔
 جس وقت بی بی جتابی زینت کا خطبہ اس جگہ تک پہنچا تو امام سجادؑ نے فرمایا کہ

پھوپھی اماں بس کرو صبر سمجھئے اور اب خاموش ہو جائیے۔ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہم پر اور آپ پر ہے اور آپ تو خود عالیٰ رغیر معلمہ ہیں۔ اللہ اس انقام کو جلد لے گا۔

رضویہ سوسائٹی میں مئی ۱۹۸۵ء مطابق شعبان ۱۴۰۵ھ میں انجمن غم خواران عباس نے حضرت زینت کا چودہ سالہ جشن ولادت منعقد کیا تھا۔ بہت شاندار جشن ہوا تھا۔ اعجاز رحمانی صاحب نے مندرجہ ذیل سلام اس جشن میں پڑھا تھا جو میرے کتب خانے میں محفوظ تھا۔ کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے تاکہ محفوظ رہ جائے۔ (سید ضمیر اختر نقوی)

اعجاز رحمانی:

سلام

جگ گوشه مصطفیٰ و علیٰ ہے وہی گلشنِ فاطمہ کی کلی ہے
وہ شمعِ در فاطمہ و علیٰ ہے مصائب کی جو آندھیوں میں چلی ہے
بڑھائی ہے چادر کی عظمت اسی نے ستم کی ریدا اور ہر کر جو چلی ہے
اسی نے سکھائے ہیں آدابِ زندگی مصائب کی آغوش میں جو پلی ہے
سکون کا شبستان ہوا ہے منور مریشام جب وہوپ غم کی ڈھلی ہے

ق

یہ کس کی زبان پر ستم کا ہے قصہ
یہ کیوں سارے دربار میں کھلیلی ہے
یہ زینت کی آواز کس کی صدا ہے
یہ کس کی زبان ہے زبان علیٰ ہے
یہ ہے کون جس کا سر شام چرچا
مکاں در مکاں ہے گلی در گلی ہے
مری منقبت کا ہے عنوان زینت
مرے لپ پر اعجاز ناد علیٰ ہے

حضرت زینبؓ کبریٰ کا مختصر زیارت نامہ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبْنَى رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 اے خدا کے رسول کی بیٹی آپ پر سلام ہو، اے ابیاء مرسلین
 يَا أَبْنَى مُحَمَّدِينَ الْمُضْطَفِينَ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءُ
 کے سردار محمد مصطفیٰ کی دختر آپ پر سلام ہو
 وَالْمُرْسَلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبْنَى وَلِيِّ اللَّهِ
 اے خدا کی ولی کی بیٹی آپ پر سلام ہو
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبْنَى عَلَىٰ نِسَاطِ الْمُرْتَضَىِ
 اے علی مرتضیٰ کی دختر آپ پر سلام ہو
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبْنَى سَيِّدِ الْأَوْصَيْلِ
 اے اوصیاء و صدیقین کے سردار کی بیٹی آپ پر
 وَالْحَسَنَىٰ قَيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبْنَى فَاطِمَةٌ
 سلام ہو اے دختر فاطمہ زہرا
 الْزَّهْرَاءُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 جو دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہیں آپ پر سلام ہوا۔ تمام
 يَا أَخْتَ الْخَسَنِ وَالْحَسِينِ سَيِّدَاتِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
 جوانانِ اللہ جنت کے دونوں سردار حسن اور حسین کی بیہن

أَجْمَعِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا السَّيِّدَةُ الزَّكِيَّةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 آپ پر میرا سلام ہواے پاک نفس سیدہ اے خدا سے حاجت اور اصرار
أَيْتَهَا الْمَاعِيَّةُ الْحَفِيَّةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا
 کے ساتھ دعا کرنے والی آپ پر سلام ہواے پرہیزگار اور پاک باطن
الْتَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا الرَّضِيَّةُ
 شہزادی میرا سلام قبول فرمائیے اے خدا کے حکم پر راضی ہونے والی
الْمَرْضِيَّةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا الْغَالِيَّةُ الْغَيْرُ
 پسندیدہ الہمی میرا سلام لجھے اے بغیر سکھائے سب باتوں کی جاننے والی بی بی
الْمَقْلِمَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا الْفَهِيمَةُ
 میرا سلام لجھے اے بغیر کسی کے سمجھائے کبھی رکھنے والی
الْغَيْرُ الْمَفْقِمَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا الْمَظْلُومَةُ
 خاتون میرا سلام لجھے اے قلم سہنے والی بی بی میرا سلام لجھے
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا الْمَهْمَوَةُ السَّلَامُ
 اے رنجیدہ بی بی سلام لجھے اے غمزدہ خاتون
عَلَيْكَ أَيْتَهَا الْمَفْهُوَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 میرا سلام لجھے اے بلاوں پر صبر کرنے والی
أَيْتَهَا الصَّابِرَةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيْتَهَا الْمَاسُورَةُ
 شہزادی میرا سلام ہو اے طالبوں میں قید ہونے والی
السَّلَامُ عَكِينَكَ أَيْتَهَا الْقَرِيزَةُ الْفَرِئِيَّةُ
 بی بی میرا سلام لجھے، اے صدیقہ صفری آپ پر میرا سلام ہو

الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَةَ الْمُحِبَّةِ
 اے عظیم مصیبتوں کی جھیلنے والی شہزادی میرا سلام ہو
 الْعَظِيمُ الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَيْنَبَ الْكَبْرَى
 اے زینب کبریٰ آپ پر سلام ہو
 الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَيْتَهَا الْعِضْمَةُ الصَّفْرَى أَشْهَدُ
 اے عصمتِ صفریٰ آپ پر میرا سلام ہو، میں اس بات کی گواہی
 أَنْكِ كُنْتِ صَابِرَةً شَاكِرَةً مُجَالَةً مُعَظَّمَةً
 دیتا ہوں کہ آپ ہر مصیبت میں صبر کرنے والی اور ہر حال
 مُكَرَّمَةً مُخَالَثَةً مُخَلَّةً مُؤَقَّرَةً فِي
 میں شکر کرنے والی اور بڑے مرجبہ والی اور بڑی منزلت رکھنے
 جَهِيْنِ حَالَاتِكَ وَمُنْزَقَ لِبَاتِكَ وَمُجِيْبَاتِكَ
 والی اور فرشتوں کا کلام سننے والی اور پردے میں رہنے والی اور
 وَبَلَائِاتِكَ وَإِمْكَانَاتِكَ حَتَّىٰ فِي أَشْكَاهَا
 اپنے تمام حالات میں اور کل بدلتی ہوئی حالتوں میں اور سب مصیبتوں میں اور
 وَأَمْرِهَا وَهِيَ وَاللَّهُ وَقُوَّتُكَ فِي هَذَا الْمَكَانِ
 ساری بلااؤں میں اور ہر طرح احتکانوں میں کامیابی کی عزت پانے والی رہیں
 وَأَخْوُوكَ الْعَطْشَانَ مَضْرُوعٌ فِي غَمْقِ الْخَائِدِ
 یہاں تک کہ اس سخت امتحان، لور بزرگ ترین مصیبت میں بھی آپ صابر ہیں لیکن خدا کی
 مِنْ كَثَرَةِ جَرَاحَاتِ السَّيِّفِ وَالْقِنْدَانِ
 تم اس مقام پر آپ کا لیستا ہے، جس وقت کہ آنکھاں جلیا یا ساقاں اور گولہ ہم تو ہمیں کے بغیر

وَالشَّفِيرُ جَلِيلُهُ عَلَى صَدْرِهِ وَأَخْزَنَاهُ عَلَيْهِ
 كی کثرت کی وجہ سے اس شیب میں پڑا تھا اور اس عالم میں شر (ملوں) ان کے
 وَعَلَيْكَ يَا بَنْتَ الْزَكْرَاءِ وَبَنْتَ خَلِيفَةِ
 سیدہ مبارک پر بینا ہوا تھا ہائے کس قدر غلوں ہے آپ کے بھائی اور آپ پر
 الْكَبِيرَ لَشَهَدَ لَنِكَ قَدْ لَعَنَتِ اللَّهُ وَلَرَدَ سُولَهُ وَلَأَمِيدَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْفَلَاطِيَهُ حَدَّ
 اسے دختر زہرا اور دل پارہ خدمتگیر اکبری میں اس بات کی گواہی
 رنجا ہوں کہ آپ نے خداوار اس کے رسول کی اور امیر المؤمنین اور فاطمہ زہرا (وھو حسن) اور
 وَالْحَسْنَ وَالْحَسِيبَنِ وَنَصْرَتَهُمْ لِقَلْبِكَ وَلِسَانِكَ
 حسین کی بیوے غلوں سے اطاعت کی اور اپنے دل اور زبان
 وَجَاهَتِ فِي اللَّهِ وَبِلِسَانِكَ حَقَّ جِهَادِهِ
 سے ان سب کی نصرت کی اور راو خدا میں اپنی شمشیر زبان سے
 فَنِعَمَتِ الْلَّاْخَتِ آنَتِ لِأَحْسَنِنِ وَنَفْمَ الْأَخْ
 کما حقت، جہاد کیا، کس قدر اچھی بہن حسین آپ حسین کی اور
 لَكَ أَبُوْعَبْدِ اللَّهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَمَا
 کس قدر اچھے بھائی تھے حسین آپ کے آپ دونوں پر خدا
 وَعَلَى مَنْ أَحَبَّكُمَا وَنَصَرَكُمَا وَأَلْقَنَ
 کی رحمت نازل ہوا اور اس پر جو آپ دونوں سے محبت کرے اور آپ
 اللَّهُ أَمَّةٌ سَلَبَتْ قِنَاعَكَ وَطَعَنَتْ بِكَعَابَ
 کی مدد کرے اور خدا لغت کرے اس امت پر جس نے آپ کے سر سے مقدم
 الْزِمَارَ عَلَى أَغْضَانِكَ وَخَرَقَتْ خَيَامِكَ

چھینا اور جس نے توک بیزہ سے آپ کے اعضا کو تکلیف پہنچائی اور جس نے
 وَاسْرَتْ عَيْدَ إِلَكَ أَمْ مَوْفَتْ بِذَلِكَ
 آپ کے خیجے جائے اور جس نے آپ کے پچوں کو قیدی بنایا بلکہ اس امت
 فَرَضَيْتُ بِهِ وَلَمْ تَخْرُنْ يَا سَيِّدَنِي أَنَّا زَارُ
 پر بھی لعنت ہو جس نے ان مظالم کو سنایا اور ان پر راضی رہی اور رنج و غم نہ کیا
 أَخْيَكَ الْحُسَينَ وَزَانِرُكَ وَمُجْئُكَ لِأَمْعِنْكُمَا
 اے میری سیدہ میں آپ کے بھائی اور آپ کا زائر ہوں اور آپ دونوں
 فَاشْفَعْ إِلَيْنِي وَلَا بَائِسِي وَأَمْهَاقِي وَأَجْدَادِي وَ
 سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کا ناصر ہوں ہیں آپ میری اور میرے آبا و اجداد
 أَمْثَلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِخَرْقِ وَبِحَقِّ جَدِّكِ
 اور میری ماوں کی شفاعت فرمائیے اور میں آپ کے واسطے سے اور آپ کے
 وَأَبِيكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَمِيكَ
 ناتا رسول خدا اور بابا علی مرتضی اور مادر گرامی فاطمہ زہرا اور آپ کے دونوں
 قَلَاطَةَ الزَّمَرَاءِ وَأَخْوَيْكَ الْحَسَنِ وَالْحُسَينِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
 بھائی حسن و حسین کے واسطے خداوند تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں
 وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ تِسْعَ الْمَلَائِكَةِ
 اے بنت کے گھرانے والے اور اس گھر کے رہنے والے جہاں
 الْمُبَرَّأُ وَمَذَّلَّةُ الْمُلَاقِيَّةِ
 ملائکہ کی آمد و رفت تھی اور ایسے مقام میں بنتے والے جہاں
 مَهْبَطُ الرَّوْحَى وَالْتَّنْزِيلِ جَوْدَيْ قَاءُ

وچی نازل ہوا کرتی تھی اور جہاں قرآن پاک اتنا تھا آپ سب
 رَحْمَةُ الْأَنْبَيِّ وَرَكَّاتُهُ
 پر میر اسلام ہو اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوتی رہیں۔

ترجمہ:

سلام ہو اے دخترِ امیر المؤمنین و دخترِ فاطمہ الزہرا اور اے حسین کی بہن تم پر اے
 شہید ان کربلا کا انقلاب برپا کرنے والی ہستی۔ بے شمار سلام ہوں آپ کی ذات
 والا صفات پر۔ اے ام الصائب، اے فاطمہ زہرا کی جانشیں اور بے شمار سلام
 ہوں آپ کی مقدس ہستی پر کہ جناب رسول خدا نے سب سے پہلا نام مظلومہ
 زینب رکھا ہے۔

اور اے بلند درجہ رکھنے والی زینب علیہ، آپ پر بے شمار سلام ہوں کہ آپ صبرہ
 استقامت تحمل و ثبات والی ہستی ہیں۔ اور انقلاب حسینی میں کربلا میں، ہر ہر معاملے
 میں شریک رہی ہیں۔

اور آپ کی ذاتی بلند صفات پر بے شمار سلام ہوں کہ اپنے بھائی حسین کی
 شہادت کے بعد۔ قیام حسینی کا مقصد بیان کیا اور ان کی مظلومیت کو تمام عالم پر ظاہر
 کر دیا اور لبیہ سلسلی میں کوفہ اور شام میں خطبے پڑھے اور دنیا والوں کوئی امیتی کے
 مظالم سے آگاہ کیا اور مدینہ و شام میں عزاداری حسین قائم کر کے انقلاب حسینی کی
 بنیاد رکھی اور یزید جیسے ظالم کی حکومت کی چولیں ہلا دیں۔ جس سے حکومت یزید لرزہ
 براندام ہو گئی۔

اور آخر وہ وقت آیا کہ حکومت وقت، ظالم بنی امیہ (یزید ملعون) نے آپ کو
 مدینے میں بھی نہیں رہنے دیا اور پھر آپ ایک جگہ مستغل طور پر رہنے پائیں اور

آپ کو شہر ہے شہر اور بدر پھرایا گیا اس کی وجہ سے آپ کو شہر پر شہر، قریب یہ قریب انقلاب حسینی برپا کرنے کا اچھا موقع مل گیا۔ اس لئے آپ نے یزید کے مظالم کو دنیا پر ظاہر کیا اور حسینؑ کی مظلومیت دنیا کو بتالی۔ اب لوگوں کو خاقان کا پتہ لگ گیا کیونکہ معاویہ نے شام میں رسول تک گورنری کی اور جتنا بھی جھوٹ یولا جاسکا بولا علیؑ کی تو چین کی گئی لوگوں کے ذہنوں میں جس قدر بھی دشمنی علیؑ سے کی جا سکتی تھی، نماز جمعہ کے خطبوں میں حضرت علیؑ پر (سب) تبرہ کیا جاتا تھا۔ اس لئے لوگ آل رسول کے زبردست دشمن بن گئے۔ یہ سب کچھ ایک طرفہ ہی کارروائی تھی لیکن جب جناب زینت سلام اللہ علیہ ہائے بازار کوفہ اور بازار شام اور دربار یزید میں لہجہ علیؑ میں خطبے پڑھے تو لوگوں کی آنکھیں ٹھکلیں کر لے رہے یہ تو آل رسول ہیں ہم نے ان کے ساتھ کس قدر ظلم کیا ہے؟

اب انقلاب حسینؑ برپا ہوا۔ یہ چند سطور جو دریائے مناقب و مصائب و شہادت و استقامت سے لی گئی ہیں یہ سب شہزادی زینت کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اور ہم آپ کی مبارک ہستی کو سلام کہتے ہیں، اور ہم بیت عصمت و طہارت سے ہم وابستہ ہیں۔



عظمتِ صحابہ عشرہ مجالس

۱۲، ۲۱ تا صفر المظفر ۱۴۳۱ھ بمقابل ۲۲ اگست تا ۱۰ ستمبر ۱۹۹۰ء

امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی، کراچی

.....
﴿خطیب العصر﴾.....

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر الرحمن نقوی